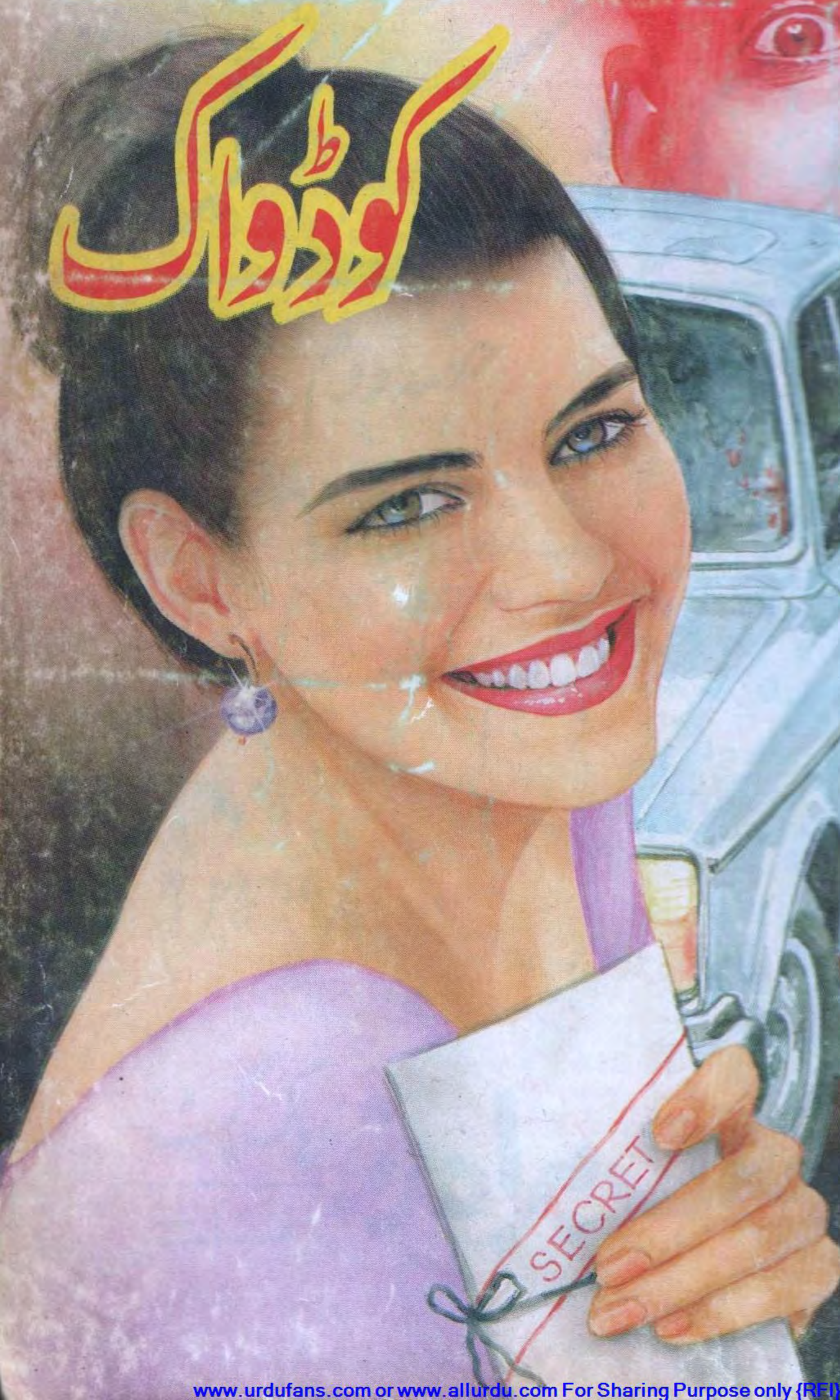


عزیز سیر

کوڈ واک



ظہیر کے
لئے

عراق حسین

کوڈ واک

حصہ دوم

منظہر کلیم ایم اے

پاک گیٹ

مُلَتَات

یوسف برادرز

by RFI

ملنا شروع ہو جائے تو آپ خود سوچیں کہ اس کے استعمال سے ہر شخص اور ہر گھر کی پرائیویسی ہی ختم ہو جائے جس سے یقیناً معاشرے میں شدید بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے ہر ملک میں اس کے عام استعمال پر انتہائی سخت قانونی پابندی ہوتی ہے۔ صرف خاص لوگ خاص مواقع پر ملکی سلامتی اور ملکی مفاد کے تحت ہی اسے استعمال کرتے ہیں۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

صفدر اور خاور دونوں میکار تھی کے ساؤنڈ پروف دفتر کے عقبی دروازے کے دونوں اطراف ہاتھوں میں مشین پشیل پکڑے گریٹ لینڈ سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری لا تھر کے انتظار میں کھڑے ہوئے تھے۔ میکار تھی کمرے کے درمیانی صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا کوٹ اس کی پشت سے نیچے کر دیا گیا تھا تا کہ لا تھر یہ سمجھے کہ میکار تھی نے مجبور ہو کر اسے فون کیا ہے۔

”کیا وہ یہاں اکیلا آئے گا یا تمہارا آدمی اسے ساتھ لے آئے

گا“..... صفدر نے پوچھا۔

”وہ اکثر آتا رہتا ہے۔ اسے راستہ معلوم ہے۔ وہ اکیلا ہی آتا

ہے“..... میکار تھی نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

پھر تقریباً بیس پچیس منٹ کے انتظار کے بعد دوسری طرف قدموں کی آواز ابھری اور صفدر اور خاور دونوں چو کنا ہو گئے۔ صفدر نے خاور کو

مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر گھمایا اور پھر دونوں ہاتھ ہٹا کر اس نے اس کی ناک اور منہ پر رکھ دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی لاتھر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے۔ تو خاور پیچھے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد لاتھر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے منہ سے کراہ نکلی تو خاور نے اس کا بازو پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے سیدھا کر کے بٹھا دیا۔

"کک۔ کک۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟"..... لاتھر نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی ادھر ادھر حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا اور اس کی نظریں صفدر اور خاور سے گھوم کر جب صوفے پر بیٹھے ہوئے میکا تھی پر پڑیں تو وہ بری طرح چونک پڑا۔ صفدر اور خاور دونوں نے اس دوران جیوں سے مشین پشٹ نکال لئے تھے۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کیا ہے تم نے۔ کون ہیں یہ دونوں اور؟"..... لاتھر نے اس بار عصیلے لہجے میں کہا۔

"میں بھی تمہاری طرح مجبور اور بے بس ہو چکا ہوں لاتھر۔ دیکھو میں حرکت بھی نہیں کر سکتا اور ان دونوں نے گن پوائنٹ پر مجھ سے جبراً سب کچھ کرایا ہے..... میکا تھی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام لاتھر ہے اور تم گریٹ لینڈ سفارت خانے میں فرسٹ سیکرٹری ہو اور ٹریسا تمہاری سیکرٹری تھی"..... صفدر نے لاتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟"..... لاتھر نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے صفدر کا ہاتھ گھوما اور مشین

سر سے مخصوص اشارہ کیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا ہی تھا کہ خاور اس پر جھپٹ پڑا۔ جب کہ صفدر نے لات مار کر دروازہ بند کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ آنے والے کی چیخ سے گونج اٹھا اور وہ خاور کے سینے سے لگا اس طرح پھونک رہا تھا جیسے اس کے جسم میں سے لاکھوں دو لٹج کا الیکٹرک کرنٹ مسلسل دوڑ رہا ہو اور چند لمحوں بعد ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ خاور نے اسے ایک طرف پڑے صوفے پر دھکیل دیا۔

"حیرت انگیز"..... تم لوگ واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو..... صوفے پر بیٹھے ہوئے میکا تھی نے کہا۔ صفدر اور خاور دونوں مسکرا دیئے۔

"یہاں کوئی رسی وغیرہ ہے؟"..... صفدر نے میکا تھی سے پوچھا۔

"ہاں۔ سلمنے والی الماری کھولو۔ اس کے نچلے خانے میں نائیلون کی رسی کا بنڈل موجود ہے"..... میکا تھی نے کہا اور خاور تیزی سے اس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ مڑا تو اس کے ہاتھوں میں رسی کا بنڈل موجود تھا۔ اس نے صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے لاتھر کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے باندھے اور پھر بقایا رسی سے اس نے اس کے دونوں گھٹنے بھی جوڑ کر باندھ دیئے۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"..... صفدر نے کہا اور خاور نے ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا اس کے کندھے پر رکھ کر سر کو

"مم - مم - لا تھر نے خوف کے مارے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی وار میں آنکھ نکال دوں گا۔ سمجھے۔ یہ مم۔ مم بند کرو اور سچ بتاؤ کہ ٹریسا کہاں ہے"..... صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔
"وہ گریٹ لینڈ میں ہے۔ اسے حکومت نے واپس بلوایا ہے۔" لا تھر آخر کار سچ بول پڑا۔

"وہ فارمولا جو تمہیں ملا تھا اور تم نے ٹریسا کو پیک کرنے کے لئے دیا تھا۔ وہ فارمولا کہاں ہے"..... صفدر نے پوچھا تو لا تھر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ تو تم فارمولے کے لئے آئے ہو۔ مگر تم تو مقامی آدمی ہو"..... لا تھر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو پوچھا گیا ہے۔ اس کا جواب دو"..... صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور کمرہ لا تھر کے حلق سے نکلنے والی کربناک چمخ سے گونج اٹھا۔ صفدر نے ایک ہی وار میں اس کا دایاں کان آدھے سے زیادہ کاٹ ڈالا تھا۔

"یہ صرف کاشن ہے۔ سمجھے۔ اس بار فضول بات کی تو آنکھ میں خنجر پڑے گا۔ بولو۔ کہاں ہے وہ فارمولا"..... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ فارمولا ٹریسا نے چرا لیا تھا اور پھر اپنے دوست رابرٹ کو دے دیا۔ اس رابرٹ نے اسے ایک پاکیشیائی کو فروخت کر دیا اور اس

پسٹل کا دستہ لا تھر کے جبڑے پر پڑا تو لا تھر کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی۔

"ہوش میں رہ کر بات کرو۔ ورنہ ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا"..... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم۔ کون ہو۔ یہ کیا کر رہے ہو"..... اس بار لا تھر نے اٹک اٹک کر کہا۔ اس کے لہجے میں خوف کا عنصر موجود تھا۔

"کہاں ہے ٹریسا۔ بولو۔ درست جواب دو"..... صفدر نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"وہ۔ چھٹی لے کر"..... لا تھر نے کہنا شروع کیا ہی تھا کہ صفدر کا ہاتھ ایک بار پھر گھوما اور مشین پسٹل کے دستے کی ضرب ایک بار پھر لا تھر کے جبڑے پر پڑی اور کمرہ ایک بار پھر لا تھر کی چمخ سے گونج اٹھا۔ اس کا جسم بری طرح پھڑک رہا تھا۔ جبراً تکلیف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔ اس کی ناک اور منہ بے خون کی لکیری باہر بہنے لگی تھی۔

"سچ بتاؤ۔ کہاں ہے وہ"..... صفدر کا لہجہ اور سرد ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر باہر نکال لیا۔

"سچ بتاؤ لا تھر۔ سچ بتاؤ گے تو تمہاری جان بخش دی جائے گی"..... صفدر نے خنجر کی نوک اس کی دائیں آنکھ کے نیچے رکھتے ہوئے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں واقعی بے پناہ سفاکی ابھر آئی تھی۔

نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کے چہرے کے تاثرات آنکسوں سے جھلکنے والی سفاکی اور لہجے کی کاٹ دیکھ کر ایسے لگ رہا تھا۔ جسے اس کی ساری عمر انسانوں کو خنجر سے ذبح کرنے میں گذر گئی ہو۔ جیسے وہ فطری طور پر اہتہائی تشدد پسند ہو۔ جیسے اسے غیر انسانی انداز میں تشدد کر کے بے پناہ لطف حاصل ہوتا ہو۔

"مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یہی ہدایت تھی اور ہدایت بھی پرائم منسٹر نے براہ راست فون پر دی تھی۔ اس روز سفارتی بیگ کو وصول بھی پرائم منسٹر نے خود کیا تھا اور فارمولے کا پیکیٹ نکال لینے کے بعد بیگ واپس سفارت خانے کے متعلقہ سیکرٹری کو بھجوا دیا گیا تھا۔" لا تھر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ فارمولے کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا گیا ہے۔ ظاہر ہے اب پرائم منسٹر عام آدمی نہ تھا کہ کوئی شخص اس کی گردن پر خنجر رکھ کر اس سے معلومات حاصل کر لیتا۔ اس طرح انہوں نے معلومات حاصل کرنے کا راستہ مکمل طور پر ہلاک کر دیا تھا۔

"فارمولا کس نے دیا تھا تمہیں؟" صفدر نے دوسرے پہلو پر بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی تھری نے بھیجا تھا۔" اس بار لا تھر نے سیدھا سا جواب دیا۔

"جی تھری۔ وہ کون ہے؟" صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ڈیلنگ ایجنٹ تنظیم ہے جو خفیہ ہے اور خفیہ رہ کر کام کرتی

پاکیشیائی نے اسے حکومت پاکیشیا کو فروخت کر دیا۔ اس لئے رابرٹ کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ٹریسا کو واپس بلوایا گیا ہے۔ اس کا کورٹ مارشل ہوگا اور اسے سزا ملے گی۔" لا تھر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"وہ فارمولا ادھورا ہے۔ اس کا باقی حصہ کہاں ہے۔ اس کا جواب دو۔" صفدر نے اسی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ تمام فارمولا لے گئی تھی۔" لا تھر نے کہا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے اس قدر زوردار چیخ نکلی کہ کمرہ اس کی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس بار صفدر نے واقعی خنجر کی نوک اس کی دائیں آنکھ میں گھونپ دی تھی اور پھر لا تھر ایک اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ لیکن دوسرے لمحے صفدر نے اس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر لا تھر ایک بار پھر جھٹکے سے ہوش میں آگیا اور اس کے حلق سے ایک بار پھر چیخیں نکلنے لگیں۔

"بولو۔ کہاں ہے وہ باقی فارمولا۔ ورنہ اس بار دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا۔" صفدر کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ دور بیٹھے ہوئے میکا تھی کا جسم بے اختیار کانپنے لگ گیا۔

"وہ۔ وہ۔ پرائم منسٹر کو بھیجا گیا تھا۔ سیلڈ کر کے سفارتی بیگ میں۔" آخر کار لا تھر بول پڑا۔ وہ جس انداز اور لہجے میں بول رہا تھا۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ پرائم منسٹر کو براہ راست کیسے کوئی چیز بھیجی جاسکتی ہے۔ ان کے کسی سیکرٹری وغیرہ کو بھیجا گیا ہوگا۔" صفدر

بھج دوں۔ پھر میں دفتر گیا۔ تو میری میز پر فارمولے کا پیکیٹ موجود تھا۔ بس مجھ سے غلطی ہو گئی۔ کہ میں نے ٹریسا کو کہہ دیا کہ وہ اسے پیک کر کے سیلڈ کر کے لے آئے۔ کیونکہ میرے ایسے کام وہی کرتی تھی۔ وہ پیکیٹ سیلڈ کر کے لے آئی۔ میں نے ہدایت کے مطابق اسے سفارتی بیگ میں ڈال کر پرائم منسٹر صاحب کو بھجوا دیا۔ پھر فون آیا کہ اس میں موجود فارمولا ادھورا ہے پیچھے سے مکمل بھجوا یا گیا تھا۔ چنانچہ میں نے ٹریسا پر سختی کی تو ٹریسا نے بتایا کہ اس نے ہی فارمولا نکالا اور رابرٹ کی مدد سے ایک پاکیشیائی کو فروخت کر دیا ہے۔ اس لئے رابرٹ اور ٹریسا کو گرفتار کر لیا گیا۔ پھر اعلیٰ حکام کی ہدایت پر رابرٹ کو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک کر دیا گیا اور ٹریسا کو گریٹ لینڈ بھجوا دیا گیا۔ وہ چونکہ گریٹ لینڈ کی شہری ہے۔ اس لئے وہاں کے قانون کے مطابق اس پر مقدمہ چلے گا اور پھر اسے سزا دی جائے گی۔ لا تھر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس جی تھری کا کچھ اتا پتا بتا دو“..... صدر نے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم اور مجھے ہی کیا۔ پوری دنیا میں کسی کو بھی نہیں معلوم۔ اس کا خفیہ رہنا ہی اس کا سب سے بڑا بزنس ہے۔ جب بھی کسی کو اپنے آپ کو خفیہ رکھنا ہوتا ہے۔ وہ جی تھری کی خدمات حاصل کر لیتا ہے۔ اگر جی تھری کا کسی کو علم ہو جائے تو پھر جی تھری کو کون دس دے گا۔“ لا تھر نے جواب دیا۔ اب وہ ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل چکا تھا اور شاید اسے احساس ہو گیا تھا کہ اب اگر اس نے مزید

ہے..... لا تھر نے جواب دیا۔

”کیا مطلب۔ پوری تفصیل بتاؤ“..... صدر نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی اس بات کی سمجھ نہ آئی تھی۔

”جی تھری۔ ایکریمیا کی ایک خفیہ تنظیم ہے۔ وہ صرف ڈیلنگ کا کام کرتی ہے اور صرف حکومتوں کے لئے کام کرتی ہے۔ ان کا خاص فون نمبر ہے اور خاص کوڈ ہوتا ہے۔ جب اس فون نمبر پر بات کی جائے اور کوڈ دہرایا جائے تو کوئی جواب نہیں ملتا۔ لیکن جی تھری اس فون کرنے والے کے متعلق مکمل انکوائری کرتی ہے۔ جب اسے تسلی ہو جائے کہ فون کرنے والا واقعی اس خاص کوڈ کا حامل ہے اور ان کا ایجنٹ ہے۔ تو پھر وہ خود فون کرتے ہیں اور کام لیتے ہیں۔ لیکن کام وہ خود نہیں کرتے بلکہ اپنے کلائنٹ کی ہدایت پر کسی خاص تنظیم سے کام کراتے ہیں۔ لیکن اس تنظیم کو بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ کام جی تھری کو کس نے دیا ہے وہ کام کرتے ہیں اور جی تھری انہیں معاوضہ ادا کرتی ہے۔ اور پھر کام میں اگر مال وصول کرنا ہوتا ہے۔ تو وہ اسے بتا دیتے ہیں کہ مال کہاں پہنچانا ہے۔ اور بس۔ اس کے بعد جی تھری وہ مال ہدایت کے مطابق متعلقہ آدمی تک اس طرح پہنچا دیتی ہے۔ کہ اسے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کس نے یہ مال بھیجا ہے۔ صرف جی تھری کی چٹ ساتھ ہوتی ہے۔ مجھے بھی پرائم منسٹر صاحب کا براہ راست فون آیا کہ جی تھری ایک پیکیٹ میرے پاس بھجوائے گی۔ اور اسے خود دوبارہ پیک کر کے اور سیلڈ کر کے اسے سفارتی بیگ میں پرائم منسٹر کو

کچھ بتانے میں ہچکچاہٹ کا اظہار کیا تو واقعی اس کا انجام عبرت ناک ہوگا اس لئے وہ پوری روانی سے سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا۔

”گریٹ لینڈ میں کون ایسا آدمی ہو سکتا ہے جو جی تھری کے بارے میں جانتا ہو“..... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ ایسی باتیں مجھے کیسے معلوم ہو سکتی ہیں۔“
لا تھر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر سمجھ گیا کہ لا تھر درست کہہ رہا ہے۔ اس نے خنجر جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے مشین پشٹل نکال لیا۔

”مسٹر لا تھر۔ تم نے میرے ملک کے اہم ترین فارمولے کی چوری کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس لئے میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑ سکتا“..... صفدر نے انتہائی خشک لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ لا تھر زبان کھولتا۔ صفدر نے ٹریگر دبایا اور لا تھر کی کھوپڑی ٹکڑوں میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔

”اب تم بتاؤ میکار تھی۔ تم یہاں کے رہنے والے ہو۔ یہ جی تھری کون ہے۔ اس کا کوئی کلیو بتاؤ ورنہ تمہارا بھی حشر یہی ہوگا۔“ صفدر نے مشین پشٹل کا رخ میکار تھی کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ جو صفدر کا رخ بدلنے اور اس کی بات سنتے ہی بری طرح چونک پڑا۔ وہ شاید اب تک اس لئے مطمئن بیٹھا تھا کہ یہ سب کچھ صرف لا تھر کے ساتھ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ نہیں۔

”مم۔ مم۔ میں کیا بتاؤں۔ میں نے تو یہ نام ہی پہلی بار سنا ہے۔“
تم مجھے مت کچھ کہو۔ میں نے تو تمہارے ساتھ تعاون کیا ہے۔“

میکار تھی نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کوئی ایسا کلیو بتاؤ۔ کوئی ایسا آدمی جو جی تھری کے بارے میں جانتا ہو۔ لیکن یہ خیال رکھنا کہ تمہیں اپنی بات ثابت بھی کرنی پڑے گی۔“ صفدر نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میں تو نہیں جانتا۔ مجھے تو نہیں معلوم۔ میں نے تو یہ نام ہی پہلی بار سنا ہے“..... لا تھر نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تو پھر سوری میکار تھی۔ ہم تمہیں زندہ چھوڑ کر اپنے لئے کوئی رسک نہیں لے سکتے“..... صفدر نے خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی انگلی ایک بار پھر ٹریگر پر حرکت میں آئی اور کئی گولیاں بارش کی طرح میکار تھی کے دل میں ترازو ہو گئیں۔

”آؤ خاور۔ اب یہاں سے نکل چلیں“..... صفدر نے جلدی سے مشین پشٹل جیب میں رکھتے ہوئے خاور سے کہا اور وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے اس دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ جو دفتر کی طرف کھلتا تھا۔

رنگ کا بلب جلتا رہتا اور کسی کو اندر جانے کی اجازت ہی نہ تھی۔ یہ ساری پابندیاں اور سختی صرف اس لئے تھی کہ کوئی غیر ممبر کسی طرح بھی آرکن میں داخل نہ ہو سکے اور اندر پہنچ جانے کے بعد ہر ممبر آزاد تھا مکمل آزاد۔ جو چاہے کرے جو چاہے بولے۔ کسی پر کسی قسم کا کوئی قدغن نہ تھا اور نہ باہر کی دنیا کو اس کی حرکات سکنتات یا گفتگو کا علم ہو سکتا تھا۔ وہاں سیلف سروس تھی۔ ویز وغیرہ نام کی مخلوق وہاں ہوتی ہی نہ تھی۔ بے شمار کمرے تھے۔ جو ہر ممبر کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ لیکن جب کوئی ممبر کمرے میں جا کر دروازہ بند کر دیتا تو کمرے کے باہر لائٹ جل پڑتی۔ اس طرح اس کمرے کو مصروف سمجھ لیا جاتا۔ سو منگ پول تھا۔ ڈائننگ ہال تھا۔ ڈائننگ ہال تھا جہاں کھانے ہر وقت تازہ موجود رہتے تھے۔ جو چاہے لے لو۔ جتنا چاہے لے لو۔ کوئی ہاتھ روکنے والا نہ تھا۔ نہ کسی قسم کی ادائیگی اور نہ کسی قسم کی پابندی وہاں کی حالت یہ تھی کہ چاہے ممبر پورے کلب میں قطعی عریاں ہو کر پھرتا رہے۔ کوئی دوسرا ماسٹڈ بھی نہ کرتا تھا اور نہ ٹوکتا تھا۔ ممبرز کی تعداد محدود تھی اور اس میں آدمی سے زیادہ عورتیں تھیں۔ لیکن آرکن کا ایک خاص اصول یہ تھا کہ مرد ہو یا عورت۔ وہ صرف انفرادی طور پر ممبر ہو سکتا تھا۔ اس کے کسی عزیز یا رشتے دار کو کسی صورت بھی ممبر نہ بنایا جاسکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں کوئی عزیز یا رشتے دار نہ ہوتا تھا سب دوست ہوتے تھے اور سب ہی ایک دوسرے کی پردہ داری بھی کرتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں آرکن ایک ایسا حمام تھا۔ جس میں

آرکن گریٹ لینڈ کے دارالحکومت کا سب سے معروف اور سب سے مہنگا کلب سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آرکن میں صرف گریٹ لینڈ کے اعلیٰ ترین آفیسرز اور اتہائی خوش حال افراد کو ہی جانے کی اجازت تھی۔ آرکن میں ایک خصوصیت اور بھی تھی کہ یہاں کسی قسم کا کوئی کارڈ سسٹم نہ تھا۔ بلکہ مین گیٹ کے باہر موجود دربان ہر ممبر کو ذاتی طور پر جانتے اور پہچانتے تھے۔ اس مین گیٹ کے بعد ایک راہداری تھی۔ جس کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا۔ جس میں صرف ایک چھوٹا سا مائیک لگا ہوا نظر آتا تھا اور ممبر کو انتظامیہ کی طرف سے ہر ہفتے ایک خصوصی کوڈ دیا جاتا تھا۔ جس کا علم کسی دوسرے ممبر کو نہ ہوتا تھا۔ وہ ممبر اس مائیک پر اپنا کوڈ دوہراتا تو دروازہ کھلتا اور اس کے ساتھ ہی مین گیٹ کے باہر جلتا ہوا سرخ بلب بھی بجھ جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب تک راہداری میں کوئی نہ ہوتا مین گیٹ کے باہر سرخ

طرف اس طرح جی ہوئی تھیں جیسے وہ جنت کا دروازہ ہو اور اس دروازے سے گذر کر جنت میں جانے کا اشتیاق پارکنگ میں موجود ہر چہرے پر نظر آتا تھا۔ اسی لمحے نئے ماڈل کی نیلے رنگ کی بنیٹلے کار کمپاؤنڈ گیٹ سے مڑ کر پارکنگ کی طرف آتی دکھائی دی۔ بنیٹلے کمپنی کا یہ ماڈل خصوصی تھا اور ایسا ماڈل صرف انتہائی دولت مند افراد یا پرس یا بڑے بڑے لارڈ ہی خرید سکتے تھے۔ ایسے لوگ جو امرا کے لئے بھی قابل رشک حیثیت رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بنیٹلے کے اس خصوصی ماڈل کو دیکھتے ہی پارکنگ میں موجود سب افراد کی نظریں کار کی طرف گھوم گئیں۔ کار بے آواز رہتی ہوئی آہستہ آہستہ پارکنگ کے ایک خالی کونے میں پہنچ کر رک گئی۔ دروازے کھلتے ہی دو لمبے ٹرنگے اور انتہائی ٹھوس جسم کے افراد نیچے اترے۔ دونوں اپنی وجاہت اور انتہائی قیمتی لباس سے پرس ہی لگ رہے تھے۔ پارکنگ میں موجود افراد حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ دونوں شکلیں ہی ان کے لئے اجنبی تھیں۔ وہ خاموشی سے ادھر ادھر کچھ دیر دیکھتے رہے۔ پھر دونوں آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ اسی لمحے دو انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں تیزی سے ان کی طرف بڑھیں۔

ہیلو ڈیر۔ میرا نام جولین ہے۔ ایک لڑکی نے قریب جا کر

بڑے میٹھے انداز میں ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور ڈیر میرا نام جینی ہے۔ دوسری نے بھی کہا۔

تو ہم کیا کریں۔ اگر آپ کے نام یہ نہ بھی ہوتے تو اس سے

محاورہ ٹاؤن ہی تنگے ہوتے تھے۔ آرکن کا ممبر بننے کی انتہائی کڑی شرائط تھیں۔ ممبر کا انتہائی ٹاپ رینک سرکاری افسر ہونا یا بے پناہ دولت مند ہونا۔ بس یہی دو شرائط تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ آرکن میں یا تو سرکاری افسر آتے تھے۔ جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی یا پھر لارڈ بہت بڑے بڑے صنعت کار اور تاجر ہوا کرتے تھے۔ یہ لوگ آرکنز کہلاتے تھے اور آرکنز کو ایک طبقہ سمجھا جاتا تھا اور ایک دوسرے کا جائز یا ناجائز ہر قسم کا کام کرنا ہر آرکنز کے لئے فرض سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں بڑے بڑے سودے ہو جایا کرتے تھے۔ ٹھیکے، پرمٹ ترقیاں، تبادلے، سب کچھ یہاں آسانی سے ہو جایا کرتا تھا۔ پھر وہ کام جو کروڑوں روپے دے کر بھی نہ ہو سکتا تھا۔ آرکن میں مفت ہو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ آرکن کا ممبر بننا سب سے بڑی خوش قسمتی سمجھا جاتا تھا۔ آرکن میں ہر سچرڈے کی رات کو مخصوص جشن کا سماں ہوا کرتا تھا کیونکہ ہر ممبر لازماً سچرڈے کی رات کو کلب آتا تھا اور پھر وہاں ہر وہ کام ہوتا تھا جسے شاید آزاد سے آزاد معاشرے میں بھی ممکن نہ سمجھا جاتا ہو۔ اس وقت بھی آرکن کے مین گیٹ کی پارکنگ میں کاروں کا رش تھا۔ کیونکہ یہ سچرڈے کی شام تھی۔ زیادہ تر رش پارکنگ میں ہی رہتا تھا۔ کیونکہ یہاں سے مین گیٹ پر چلنے والی لائٹ صاف نظر آتی تھی۔ اس لئے لوگ باری باری مین گیٹ کی طرف جاتے رہتے تھے۔ اس وقت بھی پارکنگ میں تقریباً چالیس مرد اور تیس کے قریب نوجوان اور خوبصورت عورتیں موجود تھیں۔ ان سب کی نظریں مین گیٹ کی

ہماری صحت پر کیا اثر پڑ جاتا..... ان میں سے ایک نے اتہائی خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ جب کہ دوسرا خاموش کھڑا رہا۔ دونوں لڑکیاں یہ خلاف توقع جواب سن کر بے اختیار ٹھٹھک گئیں۔ ان کے کھلے ہوئے چہروں پر یکھٹ اتہائی ناگواری کے تاثرات نمایاں ہوئے۔

"کیا آپ آرکنز ہیں؟..... جینی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"آپ کون ہوتی ہیں پوچھنے والی؟..... اسی آدمی نے پہلے سے زیادہ خشک لہجے میں کہا۔

"نالسنس۔ ڈیم فول..... لڑکیوں نے اتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے ایک طرف ہٹ گئیں۔ ان کے چہرے غصے اور خفت سے بگڑے گئے تھے۔

"ہونہہ..... اس آدمی نے ہنکارا بھرا اور ایک بار پھر وہ دونوں آگے کی طرف بڑھ گئے۔ پارکنگ میں موجود ہر شخص کے چہرے پر ان دونوں کے لئے نفرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ لیکن وہ سب خاموش رہے۔ کیونکہ یہاں کا اصول یہی تھا کہ کسی کے معاملے میں قطعی کسی قسم کی کوئی مداخلت نہ کی جائے۔

"تم نے کچھ زیادہ سختی نہیں کر دی کیپٹن..... اچانک دوسرے آدمی نے آہستہ سے کہا۔

"مجھے ایسی لڑکیوں سے شدید نفرت ہے۔ جو خواہ مخواہ گلے کا ہار بننا چاہیں اور اگر میں سختی نہ کرتا تو یہ ابھی ہم سے گوند کی طرح چپک

جاتیں اور پھر انہیں جھٹکنا مشکل ہو جاتا..... اس بار اس آدمی نے جے کیپٹن کہا گیا تھا۔ نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"لیکن ہمیں بتایا تو یہی گیا ہے کہ آرکن کا ماحول مادر پدر آزاد ہے..... دوسرے آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوگا۔ ہمیں ماحول سے کیا لینا ہے۔ ہم نے تو اس چیف سیکرٹری کی گردن پکڑنی ہے اور بس..... پہلے نے کہا اور دوسرے نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکا دیئے۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ اگر یہاں تمہاری جگہ عمران ہوتا تو اس کا کیا رد عمل ہوتا..... اچانک دوسرے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نتیجہ یہی نکلتا نعمانی جواب نکلا ہے۔ لیکن طریقہ کار مختلف ہوتا۔ وہ ان لڑکیوں کو امتیاز چ کرتا کہ وہ خود ہی بھاگ جاتیں..... اس بار کیپٹن نے مسکراتے ہوئے کہا یہ کیپٹن شکیل اور نعمانی تھے۔ جنہیں چیف نے یہ ہدایات دے کر گریٹ لینڈ بھیجا تھا کہ وہ یہاں اس فارمولے کے باقی حصے کا کھوج لگائیں۔ کیونکہ چیف کا خیال تھا کہ اس واردات کے چس منظر میں بہر حال کسی نہ کسی انداز میں گریٹ لینڈ ضرور ملوث ہے اور کیپٹن شکیل اور نعمانی دونوں تین روز سے گریٹ لینڈ آئے ہوئے تھے۔ لیکن یہاں باوجود کوشش کے انہیں کوئی ایسا کلیو نہ مل سکا جو ان کے لئے کام کو آگے بڑھانے کے لئے کارآمد ثابت ہوتا۔ آخر کار انہیں بہت بھاگ دوڑ کے بعد اتنا معلوم ہوا کہ ایسے کاموں میں کسی نہ کسی طور پر چیف سیکرٹری بہر حال ملوث ہوتا ہے۔

اپس میں باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں مین گیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ گیٹ کے باہر کھڑے ہوئے دونوں دربان ان دونوں کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑے۔

”آپ تو ممبرز نہیں ہیں جناب“..... ان میں سے ایک دربان نے اتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”تمہارے پاس کارڈ پہنچ چکے ہوں گے۔ چیک کرو“..... کیپٹن شکیل نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔ کیونکہ انہیں بتا دیا گیا تھا کہ جو نئے ممبرز بنتے ہیں۔ پہلی بار ان کے کارڈوں پر ان کی تصدیق شدہ تصویریں موجود رہتی ہیں اور کارڈ دربان کے پاس پہنچا دیئے جاتے ہیں اور انہیں یہ الفاظ کہنے پڑتے ہیں۔

”یس سر“..... دربان نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دو کارڈ نکال کر اس نے ان پر موجود تصویروں کا کیپٹن شکیل اور نعمانی سے اس طرح موازنہ کرنا شروع کر دیا۔ جیسے اس کی پوری خواہش ہو کہ وہ دونوں کے درمیان کوئی فرق بہر حال ڈھونڈ ہی نکالیں گے۔

”ٹھیک ہے جناب۔ آپ جاسکتے ہیں“..... دربان نے چند لمحوں بعد طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کارڈ جیب میں ڈال کر دربان نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ کیونکہ اسی لمحے اوپر موجود لائٹ آف ہوئی تھی اور وہ دونوں اطمینان سے چلتے ہوئے مین گیٹ سے گزر کر اندر راہداری میں داخل ہو گئے۔ راہداری کے اختتام پر موجود

لیکن چیف سیکرٹری حکومت کا استا بڑا عہدہ تھا کہ اس تک کسی صورت بھی نہ پہنچا جاسکتا تھا اور نہ وہ پبلک مقامات پر آتا تھا اور نہ ہی وہ کسی کلب کا ممبر تھا۔ البتہ انہیں یہ معلوم ہوا تھا کہ چیف سیکرٹری کا پرنسپل آفیسر جس کا نام راجر تھا وہ چیف سیکرٹری کا راز دار تھا اور وہ یہاں کے ایک مقامی کلب آرکن کارکن ہے اور ہر سچر ڈے کی شام کو لازماً وہاں جاتا ہے اور وہاں کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہوتی۔ لیکن آرکن کے بارے میں انہیں جو تفصیلات ملیں وہ اتہائی حوصلہ شکن تھیں۔ وہ کسی صورت نہ اس کلب میں داخل ہو سکتے تھے اور نہ اس کی ممبر شپ حاصل کر سکتے تھے سہجائے کیپٹن شکیل نے اس صورتحال میں پاکیشیا چیف کو مطلع کیا۔ تو چیف نے انہیں ایک خصوصی فارن ایجنٹ برگرز سے ملنے کا کہا۔ جو ایک انٹرنیشنل تجارتی کمپنی کا مینجنگ ڈائریکٹر تھا سہجائے وہ برگرز سے جا کر ملے۔ چیف نے اسے بریف کر دیا تھا۔ برگرز نے واقعی کام دکھایا اور کئی گھنٹوں کی تنگ و دو کے بعد آخر کار اس نے انہیں ممبر شپ کو ڈمہیا کر دیئے اور تمام طریقہ کار بھی بتا دیا اس نے بنیلے کار کا یہ خصوصی ماڈل بھی انہیں مہیا کر دیا تھا۔ لیکن وہ خود کسی صورت بھی سامنے نہ آنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ دونوں میک اپ کر کے اس وقت بنیلے کار میں ہی آرکن کی پارکنگ میں پہنچے تھے۔ چونکہ ان کا مقصد آرکن میں جا کر تفریح کرنا نہ تھا۔ وہ ایک خاص مقصد کے لئے یہاں آئے تھے۔ اس لئے کیپٹن شکیل نے دونوں لڑکیوں سے اتہائی خشک بلکہ کسی حد تک غیر اخلاقی رویہ اپنایا تھا۔

انہوں نے ایسے ایسے انسانیت سوز مناظر دیکھے جن کا شاید وہ کبھی خواب میں بھی تصور نہ کر سکتے تھے۔ یہ کلب اس دنیا کا حصہ ہی نہ لگتا تھا۔

”یہ تو مکمل طور پر شیطان کا کارخانہ ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ہم مار کر اس پوری عمارت کو ہی اڑا دوں“..... کیپٹن شکیل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ جی تو میرا بھی یہی چاہتا ہے۔ لیکن ہمیں اس راجر کو تلاش کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ وہ کسی کمرے میں گھسا ہوا ہو۔ اب کیسے اسے تلاش کریں یہاں تو نہ کوئی ویٹر ہے۔ نہ کوئی سپروائزر“..... ایک میز کے گرد موجود آرام دہ کرسیوں پر ان دونوں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک پختہ عمر کی عورت جھومتی جھامتی ان کے قریب پہنچ گئی۔ اس کے جسم پر لباس نام کی چند دھجیاں نظر آرہی تھیں۔ سہرہ سرخ تھا اور آنکھیں نشے سے بو جھل۔

”اوہ۔ تم نئے ہو۔ اوہ۔ کس قدر کڑیل جوان ہو۔ آؤ میرے ساتھ میں لیڈی بار کنس ہوں۔ آؤ۔ آؤ۔ دونوں آجاؤ۔ ادھر میرا خصوصی کمرہ ہے“..... اس عورت نے قریب آکر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان دونوں کو دیکھتے ہوئے نشے میں چور لچے میں کہا۔

”ایک شرط پر تمہارے ساتھ جائیں گے لیڈی بار کنس کہ تم چیف سیکرٹری کے پرسونل آفیسر راجر کو اس کمرے میں لے آؤ۔“ اچانک نعمانی نے کہا۔

دروازے پر پہنچ کر وہ رک گئے اور پھر پہلے کیپٹن شکیل نے مخصوص کوڈ دوہرایا اور پھر نعمانی نے سب جند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جو خالی تھا۔ ان کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔ تو وہ آگے بڑھے اور پھر کمرے کے سامنے والی دیوار میں موجود دروازہ کھول کر وہ ایک بڑے ہال میں پہنچ گئے۔ یہاں موسیقی کا بے پناہ شور تھا ایسا شور جیسے ہزاروں بہرہروں مل کر چیخ رہی ہوں۔ لیکن دوسرے لمحے وہ دونوں اس طرح ٹھٹھک کر رک گئے جیسے ان کے جسموں سے اچانک روح نکل گئی ہو۔ اس ہال میں دس کے قریب نوجوان مرد اور عورتیں اس خوفناک موسیقی پر اتہائی وحشت بھرے انداز میں ناچ رہے تھے۔ لیکن ان افراد کے لباس اور ان کی حرکات ایسی تھیں کہ ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ زمانہ ماقبل میں آگئے ہوں جب انسان کسی تہذیب، کسی اخلاق، کسی ضابطے سے روشناس ہی نہ ہوئے تھے۔

”لا حول ولا قوۃ۔ یہ کیا ہو رہا ہے“..... اچانک کیپٹن شکیل کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

”یہاں یہی تو ہوتا ہے۔ آؤ آگے چلیں“..... نعمانی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے دونوں کا ندھے جھٹکے جیسے بڑی مجبوری کے عالم میں یہ سب کچھ کر رہا ہو۔ بہر حال وہ خاموشی سے آگے بڑھ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایک کر کے تمام ہالز میں گھوم گئے۔ لیکن راجر کے حلیے کا آدمی انہیں کہیں بھی نظر نہ آیا۔ البتہ

”ہا۔ ہا۔ دیکھا لیڈی بار کنس کی قسمت یہاں۔۔۔۔۔ لیڈی یلار کنس نے بڑے مسرت بھرے انداز میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ دوڑتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر اچھل کر منہ کے بل فرش پر گری اور اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ نعمانی اور کمیشن تشکیل دیتے ہیں یہی ایک وقت اپنے بازو اس طرح جھٹکے جیسے ان کے بازو جھٹکتے گا یہی نتیجہ تھا کہ لیڈی کرہت آمیز چیز آگئی ہو اور یہ ان کے بازو جھٹکتے گا یہی نتیجہ تھا کہ لیڈی بار کنس بے اختیار آگے کی طرف دوڑتی چلی گئی اور پھر اچھل کر منہ کے بل نیچے گری تھی۔ دوسرے لمحے وہ غریب کر اٹھی اور پھر اس کے منہ سے بے تحاشا غلیظ گالیوں کی یو چھاڑ شروع ہو گئی۔ لیکن وہاں موجود کسی نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا تھا کہ یہاں کیا ہوا ہے۔

”لیڈی بار کنس۔ باری باری۔ اکٹھے نہیں۔۔۔۔۔ تعہلاتی تے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اچھا تو یہ بات ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ مرہوں کی فطرت۔ اچھا اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آؤ آؤ۔۔۔۔۔ لیڈی بار کنس تعہلاتی کی یلات سنتے ہی سب غصہ وغیرہ بھول گئی اور وہ نعمانی کا ہاتھ پکڑتے کے لئے آگے بڑھی۔ ابھی نہیں۔ ورنہ میرا ساتھی غصہ کھا جائے گا۔ اس لئے کمرے میں چل کر باقاعدہ قرعہ اندازی کی جائے گی کہ ہم دونوں میں سے کونسی خوش قسمت ہے جسے پہلے لیڈی بار کنس کی کمپنی ملے گی۔۔۔۔۔ تعہلاتی نے ہنسنے ہنسنے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ قرعہ اندازی۔ اوہ۔ لیڈی یلار کنس کے لئے

”مرہ راجر۔۔۔۔۔ بیلور کی شکل والا۔ وہ احمق۔ وہ کیسے آسکتا ہے۔ وہ تو پڑا ہوا گالہ اپنے کمرے میں سوتن کو لئے۔ وہ تو یہاں سوزن کے لئے آتا ہے اور کتنے کی طرح اس کے پیچھے دم بلاتا رہتا ہے۔ سوزن بھی بڑی کھیلان ہے۔ وہ بھی اسے اس وقت ہی لفٹ کراتی ہے۔ جب اس نے اس سے کوئی بڑا کام کرا تا ہو۔ ورنہ عام طور پر دھتکار دیتی ہے اور وہ بیلور سوچے۔۔۔۔۔ منہ کے ساتھ بس کھڑا دیکھا رہ جاتا ہے۔ میں نے اسے آج دیکھا ہے۔۔۔۔۔ عورتوں کو اچھے کمرے میں لے جاتے ہوئے۔ اس کا کمرہ میرے کمرے کے ساتھ ہے۔ تجوڑا ہے۔ میرے ساتھ آؤ ڈیر۔ لیڈی یلار کنس بیلور بھی نہیں ہے جو ان ہے۔ دیکھو مجھے۔ کیسی ہوں میں۔ آؤ میرے ساتھ۔ ہمیں فوراً اپنے کمرے میں پہنچ جانا چاہئے۔ اس سے پہلے کہ تمہاری جوائن کسی اور کے حصے میں آجائے۔ آؤ۔۔۔۔۔ اس عورت نے کہا۔

”آؤ چلیں۔۔۔۔۔ تعہلاتی نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا اور کمیشن تشکیل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ یہ ان کے لئے بہترین کلیو تھا کہ راجر کا کمرہ اس لیڈی کے ساتھ تھا اور اس لیڈی کے ساتھ گئے بغیر وہ اس کمرے تک نہ پہنچ سکتے تھے۔ اس لئے وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور دوسرے لمحے لیڈی یلار کنس نے تیزی سے غوطہ لگایا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ صوفے پر تھال کو کھینچتے۔ لیڈی بار کنس ان دونوں کے درمیان آ گئی اور اس نے اپنا ایک بازو کمیشن تشکیل کے بازو میں اور دوسرا تعہلاتی کے بازو میں ڈال دیا۔

اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کیا تو تیز روشنی بجھ گئی اور نیلے رنگ کی ہلکی سی روشنی چھت میں سے نکلنے لگی۔

"آؤ۔ آؤ۔ اب قرعہ اندازی کر لو۔ جلدی کرو"..... لیڈی بار کنس نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور شراب کے ریک کی طرف بڑھ گئی۔
"یہاں دروازے اندر سے لاک نہیں کئے جاتے"..... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ارے نہیں۔ باہر لاسٹ جل جاتی ہے اور یہی کافی ہے یہاں کوئی کسی کو ڈسٹرب نہیں کرتا"..... لیڈی بار کنس نے شراب کی ایک بڑی سی بوتل میز پر رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر ریک کی طرف بڑھی تاکہ اس میں سے گلاس اٹھائے۔
"ارے تم کھڑے کیوں ہو۔ جلدی کرو قرعہ اندازی"۔ لیڈی بار کنس نے کہا۔

"قرعہ اندازی کر لی گئی ہے"..... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو لیڈی بار کنس بے اختیار ہنسنے لگی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اچھا بہت خوب۔ کون پہلے کمپنی کرے گا"..... لیڈی بار کنس نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تمہارا نام نکلا ہے قرعہ اندازی میں"..... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا۔ کیا مطلب۔ میرا نام۔ کیا مطلب"..... لیڈی بار کنس نے

واہ۔ لطف آگیا۔ آؤ۔ آؤ۔ اس کا مطلب ہے ابھی لیڈی بار کنس جو ان ہے۔ ابھی اس کی کمپنی کے لئے مردوں میں قرعہ اندازی ہوتی ہے ہا۔ ہا۔ ہا۔..... لیڈی بار کنس کا چہرہ مسرت کی شدت سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا تھا اور پھر وہ ان دونوں کو ساتھ لئے مختلف راہداریوں میں گھومتی ہوئی ایک بڑی راہداری میں پہنچ گئی۔ جس میں دس کمروں کے دروازے تھے۔

"یہ سپیشل رومز ہیں۔ یہ سپیشل ممبرز کے نام مستقل بک ہیں۔ ہا۔ ہا۔ ہا اور لیڈی بار کنس بھی سپیشل ممبر ہے"..... لیڈی بار کنس نے کہا۔ آگے بڑھتی چلی گئی۔ ان میں سے چار کمروں کے دروازوں کے باہر لاسٹس جل رہی تھیں۔ لیڈی بار کنس ایک روم کے سامنے جا کر رک گئی۔

"یہ ہے کمرہ اس بندر راجر کا۔ دیکھا لاسٹ جل رہی ہے وہ اندر ہو گا سوزن کے ساتھ"..... لیڈی بار کنس نے ساتھ والے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہینڈل دبا کر دروازہ کھولا جیسے ہی دروازہ کھلا اندر چٹک کی آواز سنائی دی اور کمرہ روشن ہو گیا اور لیڈی بار کنس کمرے میں داخل ہو گئی اس کے پیچھے کیپٹن شکیل اور نعمانی بھی اندر داخل ہوئے خاصا بڑا کمرہ تھا اور اسے انتہائی رومٹیک انداز میں بطور بیڈ روم سجایا گیا تھا ایک طرف وارڈ روب تھی جب کہ اس کے ساتھ ایک کافی بڑا ریک تھا جس میں ہر قسم کی شرابیں سجی ہوئی نظر آرہی تھیں لیڈی بار کنس نے ان دونوں کے

روشنی ہو گئی تھی لیکن پھر دروازہ بند کرتے ہی تیز روشنی بجھ گئی البتہ باہر واقعی سرخ لائٹ جل رہی تھی شاید اس کے اندر کوئی بٹن تھا جو اس لیڈی بار کنس نے دروازہ بند کرتے وقت آن کر دیا تھا۔ راہداری خالی پڑی ہوئی تھی کیپٹن شکیل اور نعمانی نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا دوسرے لمحے کیپٹن شکیل نے بند دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اس کے ساتھ ہی اندر تیز روشنی ہو گئی اور وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہو گئے۔

”کک۔ کک۔ کک۔ کون۔ کون۔“..... اچانک اندر سے دو چیختی ہوئی حیرت بھری آوازیں سنائی دیں لیکن نعمانی نے فوراً ہی دروازہ اندر سے بند کر دیا اور تیز روشنی بجھ گئی البتہ نیلی لائٹ بدستور جل رہی تھی۔

”کون ہو تم“..... اچانک بیڈ پر لیٹے ہوئے ایک مرد نے جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر شدید غصہ ابھر آیا تھا۔ نعمانی نے ایک جھٹکے سے بیڈ کی سائیڈ پر پڑا ہوا کبل اٹھایا اور اس آدمی کے ساتھ لپٹی ہوئی عورت پر پھینک دیا جو حیرت اور خوف سے آنکھیں پھاڑے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

”تم بھی کمرے پہن لو مسروراجر۔ ہم نے تم سے ضروری باتیں کرنی ہیں“..... کیپٹن شکیل نے اتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”لیکن۔ لیکن تم ہو کون اور کیوں اندر آئے ہو“..... راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا مگر دوسرے لمحے وہ بڑی طرح چیختا ہوا اچھل کر لڑکی پر جا گرا اور لڑکی کے حلق سے بھی چیخ نکل گئی۔ کیپٹن شکیل کا

حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے نعمانی کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک لیڈی بار کنس کی کنپٹی پر اس طرح پڑا کہ لیڈی بار کنس بے اختیار چیختی ہوئی اچھل کر دو فٹ دور فرش پر ایک دھماکے سے جا گری۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل کی لات گھومی اور فرش پر گر کر اٹھتی ہوئی لیڈی بار کنس ایک جھٹکے سے ساکت ہو گئی۔

”ہو نہہ۔ شیطان کی اولاد۔ نانسنس“..... کیپٹن شکیل نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا یہ فائدہ تو ہوا کہ اس راجر کا پتہ لگ گیا ورنہ ہم اسے کہاں ڈھونڈتے پھرتے“..... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھٹک کر قالین پر بے ہوش پڑی ہوئی لیڈی بار کنس کو بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے بیڈ پر اچھال دیا اور ایک طرف پڑا ہوا کبل اٹھا کر اس نے اس پر ڈال دیا تاکہ اگر کوئی اچانک اندر آ بھی جائے تب بھی اسے بیڈ پر پڑی ہوئی لیڈی بار کنس نظر نہ آئے گو لیڈی بار کنس نے یہی بتایا تھا کہ جب تک باہر لائٹ جلتی رہتی ہے کوئی اندر نہیں آتا لیکن وہ پھر بھی محتاط رہنا چاہتے تھے۔

”آؤ اب اس راجر سے بات چیت ہو جائے“..... کیپٹن شکیل نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا نعمانی بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھا چند لمحوں بعد وہ دونوں دروازے سے باہر آ گئے انہوں نے جیسے ہی دروازہ کھولا تھا چٹک کی آواز کے ساتھ اس بار

سمجھے۔" کیپٹن شکیل نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں تو سرکاری ملازم نہیں ہوں مجھے تو جانے دو۔" لڑکی نے خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔

"ہاں تمہیں عارضی طور پر رہا کیا جاسکتا ہے کیونکہ تم خواہ مخواہ ہمیں ڈسٹرپ کرتی رہو گی۔" کیپٹن شکیل نے ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما اور لڑکی اہتائی کر بناک آواز میں چیختی ہوئی اچھل کر منہ کے بل قالین پر جاگری۔

"یہ۔ یہ۔ کیا۔۔۔۔۔" راجر بے اختیار بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"خاموشی سے بیٹھ جاؤ مسٹر۔۔۔۔۔" اسی لمحے اس کے عقب میں موجود نعمانی نے مشین پستل اس کی پشت سے لگا کر اہتائی سخت لہجے میں کہا تو راجر تیزی سے مڑا اور پھر نعمانی کے ہاتھ میں مشین پستل دیکھ کر اس کی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھیلتی چلی گئیں دوسرے لمحے وہ لہرا کر کرسی پر گرالو پھر کرسی سمیت نیچے قالین پر جا کر اب وہ خوف کی وجہ سے پی بے ہوش ہو چکا تھا ادھر اس لڑکی کے لئے ایک ہی ضرب کافی رہی تھی وہ نیچے گر کر چند لمحوں کے لئے تڑپی اور پھر ساکت ہو گئی۔

"یہاں رسی تو نہ ہو گی وارڈروب میں دیکھو شاید ثانی وغیرہ مل جائے تو اس راجر کے ہاتھ عقب میں باندھ دو۔" کیپٹن شکیل نے نعمانی سے کہا اور نعمانی وارڈروب کی طرف بڑھ گیا اس نے وارڈروب سے ایک ثانی اٹھائی اور پھر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے راجر کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے اس نے ثانی کی مدد سے باندھ دیئے اور

پھر اسے اٹھا کر کرسی پر بیٹھا دیا۔

اب اسے ہوش میں لے آؤ۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور نعمانی نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھ سے دبا کر بند کر دیئے چند لمحوں بعد ہی راجر ہوش میں آگیا تو نعمانی پیچھے ہٹ گیا راجر کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے لیکن سکتے کی سی کیفیت میں دیکھ رہا تھا۔

"ہم تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچانا چاہتے راجر صرف چند سوالوں کے صحیح صحیح جواب دے دو۔ دوسری صورت میں جواب تو ہم حاصل کر ہی لیں گے لیکن تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ کاٹ دیا جائے گا۔" کیپٹن شکیل نے کوٹ کی اندرونی جیب سے خنجر نکالتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں درست جواب دوں گا مجھے مت مارو۔" راجر نے اہتائی خوف کے عالم میں ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ صرف سرکاری افسر تھا اسی لئے اس قسم کی کارروائی سے اسے کبھی گزرنے کا اتفاق ہی نہ ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اب حد درجہ خوف زدہ نظر آ رہا تھا۔

"پاکیشیا میں میزائل فیکٹری کو تباہ کیا گیا ہے اور وہاں سے میزائل کا فارمولا حاصل کیا گیا اور یہ سب کچھ گریٹ لینڈ کی طرف سے ہوا ہے اور ہمارے پاس یہ مصدقہ اطلاع ہے کہ اس سارے کام میں چیف سیکرٹری براہ راست ملوث ہے جب کہ تم چیف سیکرٹری کے پر سوتل

کی آنکھ کے نیچے رکھ کر دباتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
 "مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ ایک فائل میری نظروں سے گزری
 تھی جس میں چیف سیکرٹری نے اکیمریمیا کی کسی جی تھری نامی تنظیم کو
 ایک لاکھ پاؤنڈ کی سپیشل فنڈ سے ادائیگی کا نوٹ دیا تھا چونکہ مجھے اس
 جی تھری کے بارے میں معلوم نہ تھا اس لئے میں وضاحت کے لئے خود
 چیف سیکرٹری کے پاس گیا تھا تو چیف سیکرٹری نے مجھے بتایا تھا کہ یہ
 ایک خفیہ تنظیم ہے اور کسی خاص فارمولے کے حصول کے لئے جی
 تھری کو یہ ادائیگی کی گئی ہے اور اس بارے میں مزید تفصیل کا انہیں
 بھی علم نہیں ہے یہ سارا کام پرائم منسٹر صاحب نے سرانجام دیا ہے
 بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے..... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اس جی تھری کے بارے میں مزید تفصیلات"..... کیپٹن شکیل
 نے پوچھا۔

"نہیں صرف اس فائل میں جی تھری اکیمریمیا درج تھا اور بس۔"
 راجر نے جواب دیا۔
 "کوئی ایسا آدمی بتاؤ جسے اس بارے میں تفصیلات کا علم ہو۔"
 کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"خود چیف صاحب کو اس کا علم نہ تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ پرائم
 منسٹر صاحب نے یہ سب کچھ ذاتی طور پر کیا ہے تو اور آدمی کون ہو سکتا
 ہے جسے معلوم ہو۔"..... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ فارمولا بہر حال چیف سیکرٹری کے پاس

آفسیر ہو اور چیف سیکرٹری کا کوئی کام تم سے چھپا ہوا نہیں ہے ہمیں وہ
 فارمولا چاہیے بتاؤ کس کی تحویل میں ہے..... کیپٹن شکیل نے سرد
 لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا لیکن راجر پھٹی پھٹی آنکھوں سے کیپٹن
 شکیل کو دیکھتا رہا۔

"یہ۔ یہ۔ تم کیا کہہ رہے ہو چیف سیکرٹری اس طرح کے کاموں
 میں کیسے ملوث ہو سکتا ہے اور نہ ہے..... راجر نے کہا تو کیپٹن شکیل
 نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے کیونکہ راجر کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ سچ کہہ
 رہا ہے۔

"شٹ اپ ہمیں اس طرح کا جواب نہیں چاہیے میں کہہ رہا ہوں کہ
 ہمارے پاس مصدقہ اطلاع موجود ہے اور تم جھوٹ بول رہے
 ہو..... کیپٹن شکیل نے دانستہ مزید دباؤ ڈالنے کی غرض سے پہلے اور
 زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے نہیں معلوم نہ ایسی کوئی فائل
 میری نظروں سے گزری ہے نہ میں نے کسی سے سنا ہے نہ ہی چیف
 سیکرٹری نے کوئی ایسی میٹنگ اینڈ کی ہے التبتہ التبتہ..... راجر بولتے
 بولتے یک ملت رک گیا اور کیپٹن شکیل اس کے اس طرح رک جانے پر
 بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے اس طرح بولتے بولتے رک جانے
 کا مطلب تھا کہ کوئی خاص بات اس معاملے میں راجر کے ذہن میں آئی
 ہے۔

"بولو۔ رکومت۔ ورنہ..... کیپٹن شکیل نے خنجر کی نوک اس

"جی تھری ایکریمیا یہ کیا ہوتا ہے تفصیل بتائیں"..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ ان سے یہی لفظ کہہ دیں وہ سمجھ جائیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے سرد لہجے میں کہا اور پھر چند لمحوں تک رسیور پر خاموشی طاری رہی۔

"ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں"..... وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"چیف صاحب سے بات کریں"..... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"فرام جی تھری ایکریمیا"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کون جی تھری آپ کھل کر بات کریں"..... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"کیا یہی کافی نہیں آپ کو تو اچھی طرح معلوم ہے کہ جی تھری ہی کافی ہے پھر آپ ایسی بات کیوں کر رہے ہیں"..... کیپٹن شکیل نے تیز لہجے میں کہا۔

"اچھا کہو کیا بات ہے"..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"پاکیشیائی میزائلوں کے فارمولے کے بارے میں بات کرنی تھی"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"پاکیشیائی میزائلوں کا فارمولا کیا مطلب میں سمجھا نہیں کون سا فارمولا اور اس فارمولے کا مجھ سے کیا تعلق"..... چیف سیکرٹری کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

واپس پہنچا ہو گا کیا تم چیف سیکرٹری سے فون پر رابطہ کر کے معلوم کر سکتے ہو"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ نہیں وہ چیف صاحب ہیں اور ویسے ہیں وہ انتہائی سخت مزاج اور با اصول آفسر ہیں وہ تو فون ہی نہ سنیں گے وہ ایسے ہی آدمی ہیں"۔ راجر نے جواب دیا۔

"اس وقت وہ کہاں ہوں گے بہر حال ان کی مصروفیات کا تو تمہیں علم ہو گا"..... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"وہ اپنی رہائش گاہ پر ہی ہوں گے وہ کہیں آتے جاتے نہیں نہ کسی کلب میں اور نہ کسی دعوت میں"..... راجر نے جواب دیا۔

"ان کی رہائش گاہ کا فون نمبر بتا دو"..... کیپٹن شکیل نے پوچھا تو راجر نے نمبر بتا دیا تو کیپٹن شکیل ایک سائیڈ پر بڑی تپائی پر پڑے فون کی طرف بڑھ گیا فون پیس کے نیچے موجود بٹن دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ اس بٹن کو پریس کرنے کے بعد کلب کی ایکس چینج سے ہٹ کر براہ راست رابطہ بھی کیا جاسکتا ہے اس نے بٹن پریس کر کے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس چیف سیکرٹری ہاؤس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں انہیں کہیں کہ جی تھری ایکریمیا کی طرف سے کال ہے"..... کیپٹن شکیل نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

آرکن کلب سے کی جا رہی ہے۔ اس لئے وہ فوراً ہی اس بات سے مکر گیا تھا۔ کیونکہ ظاہر ہے کیپٹن شکیل نے اس سے یہی کہا تھا کہ وہ ایکریما سے بات کر رہا ہے۔ دراصل اسے یہ علم نہ تھا کہ چیف سیکرٹری نے فون چیکنگ کے ایسے انتظامات کر رکھے ہوں گے۔

”آؤ..... کیپٹن شکیل نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ان کا کیا کرنا ہے“..... نعمانی نے راجر اور اس بے ہوش لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”سنو۔ اگر تم نے ہمارے متعلق کسی کو اشارہ بھی کیا۔ تو پھر تم جہاں کہیں بھی ہو گے۔ قبر میں اتار دیئے جاؤ گے۔ خیال رکھنا۔“ کیپٹن شکیل نے دروازے کے قریب پہنچ کر مڑتے ہوئے راجر سے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ نعمانی بھی اس کے پیچھے ہی باہر آگیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ باہر لائٹ اسی طرح جل رہی تھی۔

”ان کا خاتمہ کر دینا تھا“..... نعمانی نے کہا۔

”نہیں۔ یہاں کی پولیس قتل کے کیس کی انتہائی تیزی سے اور تندی سے تفتیش کرتی ہے۔ اب تو یہ زیادہ سے زیادہ ہمارے حلیے بتا دیں گے۔ اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ یہاں سے باہر جا کر ہم میک اپ تبدیل کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں صرف کال کا مسئلہ ہو گا۔ اس کے لئے لمبی چوڑی انکوائری کرنی نہیں پڑتی۔“ کیپٹن

”مسٹر چیف سیکرٹری ہم تک اطلاع پہنچی ہے کہ آپ تک فارمولا ادھورا پہنچا ہے اور آپ نے اس سلسلے میں جی تھری پر شک کا اظہار کیا گیا ہے۔ میں اس سلسلے میں بات کر رہا ہوں“..... کیپٹن شکیل نے اندازے سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”سوری مسٹر۔ نہ ہی مجھے کسی فارمولے کا علم ہے اور نہ ہی مکمل اور ادھورے کا اور نہ میرا کسی جی تھری سے کوئی رابطہ ہے۔“ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کیپٹن شکیل کے چہرے پر انتہائی مایوسی کے تاثرات نمودار ہو گئے اور اس مایوسی کے عالم میں وہ چند لمحوں تک رسیور کانوں سے لگائے کھڑا رہا۔ کہ اچانک رسیور سے ہلکی سی آواز سنائی دی۔ پہلے چٹک کی آواز سنائی دی جیسے کوئی بن دبا گیا ہو۔ پھر چیف سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”فوراً معلوم کرو کہ آرکن کلب سے کون فون کر رہا تھا اور مجھے رپورٹ دو۔ یہ انتہائی اہم ہے“..... چیف سیکرٹری کسی کو ہدایت دے رہا تھا۔

”یس سر۔ میں نے سنٹرل ایکس چینج کو اشارہ کر دیا ہے۔ وہ ٹریس کر لیں گے“..... وہی آواز سنائی دی جس نے پہلے کال انڈ کی تھی۔ اس کے ساتھ ہی دوبارہ چٹک کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی۔ کیپٹن شکیل نے تیزی سے رسیور رکھ دیا۔ اب ساری صورتحال اس پر ظاہر ہو گئی تھی۔ چیف سیکرٹری کو دوران گفتگو یہ بتا دیا گیا تھا کہ کال

راجر بھی بے خبر نکلا..... کیپٹن نے کہا۔
 "میرا خیال ہے۔ ہمیں اس گریٹ لینڈ کے کسی معروف سائنسدان کو کور کرنا پڑے۔ فارمولا یقیناً کسی لیبارٹری میں رکھا گیا ہو گا یا پھر کسی سائنسدان کی تحویل میں ہو گا..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نعمانی نے کہا۔ تو کیپٹن تشکیل بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم نے بہت اچھا پوائنٹ دیا ہے۔ ویری گڈ۔ اب ساری بات آسانی سے معلوم ہو جائے گی۔ ڈاکٹر لو تھر گریٹ لینڈ کا سب سے مشہور سائنسدان ہے۔ اسے حکومت گریٹ لینڈ کی طرف سے نہ صرف لارڈ کا خطاب دیا گیا ہے بلکہ اسے ہاؤس آف لارڈز کا اعزازی ممبر بھی بنایا گیا ہے۔ وہ بوڑھا آدمی ہے اور دارالحکومت سے شمال کی طرف ایک محل منارہائش گاہ میں رہتا ہے۔ وہ ایسا آدمی ہے کہ وزیراعظم سے بھی بات کر سکتا ہے اور اس تک پہنچنا بھی آسان ہے..... کیپٹن تشکیل نے کہا۔

"لیکن کیا اس پر تشدد کرنا پڑے گا..... نعمانی نے کہا۔
 "یہ تو اس سے ملنے کے بعد ہی معلوم ہو گا کہ کیا صورتحال پیش آتی ہے..... کیپٹن تشکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چوک سے کارکارخ دائیں طرف جانے والی سڑک پر موڑ دیا۔

"کیا تم اب ڈاکٹر لو تھر کی طرف جا رہے ہو..... نعمانی نے کہا اور کیپٹن تشکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی

تشکیل نے کہا اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار آرن کلک سے نکل کر تیزی سے اس جگہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں انہوں نے کار کو چھوڑ دینا تھا۔ کیونکہ اس فارن ایجنٹ سے یہی بات طے ہوئی تھی کہ وہ راجر سے معلومات حاصل کرنے کے بعد کار ایک مخصوص جگہ چھوڑ دیں گے۔ ورنہ پولیس اس کار کے ذریعے بھی ان تک پہنچ سکتی تھی۔ جب کہ کار اس جگہ سے غائب کر دی جائے گی۔ یہ جگہ ایک کالونی کی کوٹھی تھی جو کہ خالی تھی۔ وہاں ایک دوسری عام کار پہلے سے موجود تھی جو کہ وہ اطمینان سے استعمال کر سکتے تھے اور تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ جب اس دوسری کار میں سوار اس خالی کوٹھی سے باہر نکلے۔ تو وہ میک اپ بھی تبدیل کر چکے تھے۔

"اس ساری کارروائی کا فائدہ کیا ہوا کیپٹن۔ سوائے اس کے ایک نام کا پتہ چلا ہے۔ لیکن اس کے بارے میں بھی کوئی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی..... نعمانی نے کہا۔

"ہمیں بہر حال اس چیف سیکرٹری کو کسی نہ کسی طرح قابو کرنا ہی ہو گا۔ اس کے بغیر بات آگے نہ بڑھ سکے گی..... کیپٹن تشکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے خود ہی اس کی رہائش گاہ کا جائزہ لیا تھا۔ پوری کوٹھی میں زبردست حفاظتی انتظامات ہیں اور دفتر کا بھی یہی حال ہے۔" نعمانی نے کہا۔

"ہاں۔ اس لئے تو میں نے اس راجر کے بارے میں سوچا تھا۔ لیکن

اس منٹ بعد وہ باہر آیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ کار کی طرف بڑھ گیا۔
 "آئیے جناب۔ ڈاکٹر صاحب آپ سے خود بات کرنا چاہتے ہیں۔" دربان نے قریب آکر کہا اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا دروازہ کھول کر کار سے اتر اور تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں میز پر فون موجود تھا۔ جس کار سیور ایک طرف رکھا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مائیکل بول رہا ہوں۔" کیپٹن شکیل نے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ کون ہیں اور علی عمران کا حوالہ آپ نے کیسے دیا ہے۔" دوسری طرف سے ایک بوڑھی لیکن انتہائی باوقار آواز سنائی دی۔
 "ڈاکٹر صاحب۔ میرا نام مائیکل ہے اور میرے ساتھ میرا بھائی راجر ہے۔ ہم دونوں کا تعلق ایک ایسے ادارے سے ہے۔ جس کے علی عمران صاحب سرپرست ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے آپ کے نام ایک انتہائی ضروری پیغام ہمیں پہنچانے کا حکم دیا ہے۔" کیپٹن شکیل نے مودبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
 "کیا پیغام ہے۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"جناب یہ پیغام جدید ترین میزائل کے فارمولے کے سلسلے میں ہے۔ فون پر نہیں بتایا جاسکتا۔ تفصیل سے بات ہو سکتی ہے۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ رسیور دربان کو دے دو۔" دوسری طرف

مسلسل اور تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد کار ایک ایسی رہائشی کالونی میں داخل ہوئی۔ جہاں بڑی بڑی کوٹھیاں تھیں۔ لیکن سب کوٹھیاں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھیں اور ساری کوٹھیوں کا طرز تعمیر خاصا پرانا تھا۔

"کیا تم پہلے اس ڈاکٹر کو تھر سے مل چکے ہو۔" نعمانی نے پوچھا۔
 "ہاں۔ ایک بار عمران صاحب کے ساتھ اس سے ملا تھا۔ عمران کا تو وہ جیسے مرید ہے۔ اب بھی میں ملاقات کے لئے عمران کا ہی حوالہ دوں گا۔" کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر کار ایک قدیم طرز تعمیر کی لیکن کافی بڑی اور وسیع کوٹھی کے مین گیٹ کے سامنے روک دی۔ گیٹ پر دو مسلح باوردی دربان موجود تھے۔ جن میں سے ایک تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔

"یس سر۔" دربان نے قریب آکر غور سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا لہجہ مودبانہ تھا۔

"ڈاکٹر صاحب سے کہیں کہ پاکیشیا کے علی عمران نے ان کے لئے ایک خاص پیغام بھیجا ہے اور اس پیغام کے سلسلے میں ہمیں ان سے ملاقات کرنی ہے۔" کیپٹن شکیل نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
 "پاکیشیا کے علی عمران۔" دربان نے رک رک کر کہا۔

"ہاں۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور دربان سر ہلاتا ہوا واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ کے ساتھ ہی ایک کمرہ بنا ہوا تھا اور وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہاں یقیناً فون موجود تھا۔ تقریباً

سے کہا گیا اور کیپٹن شکیل نے مڑ کر پیچھے کھڑے ہوئے دربان کی طرف رسیور بڑھا دیا۔

"یس سر"..... دربان نے رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔
"یس سر"..... دوسری طرف سے بات سننے کے بعد اس نے کہا اور رسیور کرپڈل پر رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں پھانک کھولتا ہوں۔ آپ اندر تشریف لے جلیے"..... دربان نے رسیور رکھ کر کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن شکیل اثبات میں سر ملاتا ہوا اس کمرے سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا"..... نعمانی نے اس کے کار میں بیٹھتے ہی پوچھا۔
"فی الحال ملاقات کا تو مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ آگے دیکھو"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر کار سٹارٹ کر کے اس نے آگے بڑھا دی۔ پھانک کھل چکا تھا۔ پھانک کے بعد وسیع و عریض لان تھا۔ اس کے بعد عمارت تھی اور عمارت تک پہنچتے پہنچتے کیپٹن شکیل نے مختصر لفظوں میں ڈاکٹر لو تھر سے ہونے والی بات چیت سے نعمانی کو آگاہ کر دیا۔
"تم نے واقعی ذہانت سے کام لیا ہے کیپٹن۔ ورنہ یہ بوڑھے لوگ اتنی آسانی سے ملاقات پر آمادہ نہیں ہوا کرتے"..... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ملادیا۔ عمارت کے وسیع و عریض پورچ میں جا کر کیپٹن شکیل نے جیسے ہی کار روکی برآمدے میں موجود ایک ادھیڑ عمر آدمی سیدھیاں اتر کر نیچے آگیا۔ اس

دوران کیپٹن شکیل اور نعمانی کار سے نیچے اتر آئے تھے۔
"میرا نام آسکر ہے جناب اور میں ڈاکٹر صاحب کا سیکرٹری ہوں"..... آنے والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
"مجھے مائیکل کہتے ہیں اور یہ میرا بھائی ہے راجر"..... کیپٹن شکیل نے اپنا اور نعمانی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"گلیڈ ٹو میٹ یو سر۔ آئیے تشریف لائیے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کے منتظر ہیں۔ لیکن برائے کرم زیادہ وقت نہ لیجئے۔ کیونکہ ان کی طبیعت خراب ہے"..... سیکرٹری نے باقاعدہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔
"آپ فکر نہ کریں۔ ہمیں اس کا پورا احساس ہے"..... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ سیکرٹری کے پیچھے چلتے ہوئے اور چھوٹی راہداری سے گزر کر ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ گئے..... سیکرٹری نے دروازہ پر آہستہ سے دستک دی۔

"یس۔ کم ان"..... اندر سے ڈاکٹر لو تھر کی آواز سنائی دی۔
"تشریف لے جالیے سر"..... سیکرٹری نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے دروازے کو دبایا اور اسے کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا وسیع و عریض کمرہ تھا۔ جسے ڈرائنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک آرام دہ کرسی پر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی جسمانی صحت تو اچھی تھی۔ لیکن چہرے پر جھریاں اتنی تھیں کہ چہرہ گراموفون ریکارڈ جیسی صورت اختیار کر گیا تھا۔ سر کی سائیڈوں پر سفید بالوں کی جھال تھی۔ لیکن اس کی آنکھوں میں چمک

اور روشنی تھی اور چہرے پر باوقار سنجیدگی۔ اس نے باقاعدہ تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہی گریٹ لینڈ کا مشہور زمانہ ڈاکٹر لو تھر ہے۔ ڈاکٹر لو تھران کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ رسمی فقرے ابھی ختم ہی ہوئے تھے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور سیکرٹری ٹرے میں لائٹ جوس کے گلاس رکھے اندر داخل ہوا۔ دو گلاس تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس کیپٹن شکیل اور نعمانی کے آگے رکھ دیا۔

”لیجئے“..... میرے ہاں شراب نہیں پی جاتی“..... ڈاکٹر لو تھر نے کہا۔

”شکریہ۔ ہم بھی سوائے خاص اوقات کے شراب نہیں پیا کرتے“..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر لو تھر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سیکرٹری خالی ٹرے اٹھائے کمرے سے باہر چلا گیا۔ ”جی اب فرمائیے۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ لیکن خیال رکھیں میرے پاس وقت بے حد کم ہوتا ہے۔ میں نے آپ کو صرف علی عمران کے ریفرنس کی وجہ سے وقت دیا ہے۔ کیونکہ وہ مجھے بے حد عزیز ہے“..... ڈاکٹر لو تھر نے کہا۔

”بے حد شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ میں مختصر بات کروں گا۔ پاکیشیا کے سائنسدانوں نے ایک جدید ترین میزائل کے فارمولے پر کام کیا ہے تخلیق کیا اور پھر اس کی فیکٹری لگائی گئی۔ لیکن پھر گریٹ لینڈ کے مہجنوں نے اس فیکٹری کو تباہ کر دیا اور اس کے فارمولے کو لے

اڑے۔ لیکن ایک اتفاق کی وجہ سے اس فارمولے کا آدھا حصہ واپس حکومت پاکیشیا کے پاس پہنچ گیا۔ جب کہ باقی آدھا حصہ حکومت گریٹ لینڈ کی تحویل میں ہے۔ جو کہ دراصل پاکیشیا کی ہی ملکیت ہے عمران صاحب نے آپ کے نام پیغام دیا ہے کہ آپ برائے مہربانی اس فارمولے کے بقیہ حصے کی واپسی کے لئے چیف سیکرٹری صاحب سے بات کریں۔ کیونکہ وہ اس راہی کے مین کردار ہیں۔ ورنہ دوسری صورت میں عمران صاحب گریٹ لینڈ کے خلاف کام کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور ایسی صورت میں گریٹ لینڈ کی بہت سی لیبارٹریاں اور دفاعی فیکٹریاں تباہی کی زد میں آسکتی ہیں۔ جو ظاہر ہے آپ پسند نہ کریں گے۔ عمران صاحب نے کہا ہے کہ اگر آپ اس فارمولے کا بقیہ حصہ واپس دلانے میں مدد کریں تو وہ پاکیشیائی میزائل فیکٹری کی تباہی کو بھی نظر انداز کر سکتے ہیں“..... کیپٹن شکیل نے براہ راست اور صاف بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ اول تو گریٹ لینڈ ایسا کر نہیں سکتا۔ کیونکہ گریٹ لینڈ سائنسدانوں اور سائنسی فارمولوں کی قدر کرنے والا ملک ہے۔ وہ دوستی کے طور پر کوئی فارمولا تو حاصل کر سکتا ہے۔ زبردستی نہیں اور اگر ایسا ہوا بھی ہے۔ تو اس سے میرا کیا تعلق ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں“..... ڈاکٹر لو تھر نے اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب کا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن ایسے شواہد ملے ہیں کہ

”اس سیکرٹری کو بھی بے ہوش کرنا پڑے گا“..... کیپٹن تشکیل نے نعمانی سے کہا تو نعمانی سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ پھر اس کی واپسی تقریباً بیس منٹ بعد ہوئی۔

”سیکرٹری کے علاوہ عمارت میں چار افراد تھے۔ میں نے ان سب کو طویل عرصے کے لئے آف کر دیا ہے۔ لیکن اب تمہارا پروگرام کیا ہے“..... نعمانی نے کہا۔

”اب یہی صورت ہے کہ میں ڈاکٹر لو تھر کی آواز اور لہجے میں خود چیف سیکرٹری سے بات کروں۔ اب اگر اس نے فون کال چیک کرائی تو اسے یہی معلوم ہو گا کہ ڈاکٹر لو تھر کی رہائش گاہ سے ہی فون کیا جا رہا ہے۔ اس طرح وہ مطمئن ہو جائے گا“..... کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”لیکن کیا تم اس کی آواز اور لہجے کی پوری طرح نقل کر لو گے اور کیا چیف سیکرٹری ڈاکٹر لو تھر کے سامنے کھل جائے گا“..... نعمانی نے کہا۔

”کوشش تو بہر حال کی جا سکتی ہے۔ نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ یہ بعد کی بات ہے..... کیپٹن تشکیل نے کہا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے ساتھ ہی تپائی پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”یس۔ چیف سیکرٹری ہاؤس“..... دوسری طرف سے وہی آواز

آپ کے ملک کے چیف سیکرٹری صاحب نے اکیرمیا کی کسی خفیہ تنظیم جی تھری کی خدمات حاصل کی ہیں۔ آپ اگر ہماری تسلی کرادیں کہ چیف سیکرٹری صاحب یا حکومت گریٹ لینڈ اس میں ملوث نہیں ہے۔ تو ہم واپس چلے جاتے ہیں“..... کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”سوری مسٹر۔ میں ان معاملات میں پڑنے کا عادی نہیں ہوں اور نہ میرا ان معاملات سے کبھی کوئی تعلق رہا ہے۔ اس لئے آپ میری طرف سے عمران سے کہہ دیں کہ وہ جو چاہے کرتا پھرے۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں“..... ڈاکٹر لو تھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اس طرح اٹھنے کا مطلب تھا کہ ملاقات ختم۔

”ایک منٹ ڈاکٹر صاحب۔ آپ چیف سیکرٹری سے فون پر تو بات کر لیں ہو سکتا ہے کہ مسئلہ صحیح طور پر حل ہو جائے“..... کیپٹن تشکیل نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ میں اس سلسلے میں آپ لوگوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا آپ جا سکتے ہیں“..... ڈاکٹر لو تھر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیتھتے ہوئے اچھل کر نیچے جا گرے۔ کیپٹن تشکیل کا بازو گھوما تھا اور ان کی کنپٹی پر اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک پوری قوت سے پڑا تھا۔ ڈاکٹر لو تھر نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن کیپٹن تشکیل کی لات گھومی اور ڈاکٹر لو تھر ایک بار پھر چنچ مار کر گرے اور پھر ساکت ہو گئے۔

ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے لہجے میں ناراضگی کا عنصر بھی نمایاں تھا۔

”آپ کو کیسے اطلاع ملی ہے“..... دوسری طرف سے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

”سائنس کی دنیا میں ایسی باتیں چھپی نہیں رہ سکتیں۔ آپ وہ

فارمولا مجھے کب بھجوا رہے ہیں۔ جب سے میں نے سنا ہے میں اس کے مطالعے کے لئے سخت بے چین ہو رہا ہوں“..... کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”ڈاکٹر صاحب۔ یہ بات تو درست ہے کہ فارمولا حاصل کرنے کی

کوشش کی گئی تھی۔ لیکن بد قسمتی سے فارمولا ہمارے پاس مکمل

نہیں واپس پہنچ سکا۔ فارمولے والا حصہ تو حکومت پاکیشیا کے پاس

واپس پہنچ گیا اور اس کا کوڈ واک والا حصہ ہمارے پاس پہنچا۔ لیکن

ہمارے لئے یہ بیکار تھا اور چونکہ ہم نے یہ فارمولا ایک ایکری تنظیم

سے اتہائی بھاری قیمت پر خریدا تھا۔ اس لئے ہم نے وہ باقی حصہ اسے

واپس بھیج دیا کہ یا تو وہ مکمل فارمولا حاصل کر کے ہمیں بھجوائے یا پھر

دوسری صورت میں وہ ہماری رقم ہمیں واپس دے دے اور ابھی چند

روز پہلے ہی ان کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ وہ مکمل فارمولا فی الحال

حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے وہ ہماری رقم ہمیں واپس بھیج رہے ہیں

کچھ عرصے بعد وہ دوبارہ کوشش کریں گے۔ اگر وہ اسے حاصل کرنے

میں کامیاب ہو گئے تو پھر ہم سے نئے سرے سے بات کریں گے۔ ایک

لحاظ سے ان کی طرف سے ناکامی کا اعتراف تھا۔ اس لئے ہم بھی خاموش

سنائی دی۔

”میں آسکر بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر لو تھر صاحب کا سیکرٹری۔ ڈاکٹر

صاحب چیف سیکرٹری سے کسی اہم مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں۔“

کیپٹن تشکیل نے ڈاکٹر کے سیکرٹری آسکر کی آواز اور لہجے کی نقل کرتے

ہوئے کہا۔

ایک منٹ ہو لڈ کیجئے۔ میں معلوم کرتا ہوں“..... دوسری طرف

سے کہا گیا اور پھر فون پر خاموشی طاری ہو گئی۔ کیپٹن تشکیل اور نعمانی

دونوں سمجھ گئے کہ اس دوران فون کال کا منع چیک کیا جا رہا ہوگا۔

”یس۔ چیف صاحب لائن پر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب بات کر سکتے

ہیں“..... تھوڑی دیر بعد سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔ ڈاکٹر لو تھر بول رہا ہوں“..... کیپٹن تشکیل نے ڈاکٹر لو تھر

کے لہجے اور انداز میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولتے ہوئے کہا۔

”یس ڈاکٹر صاحب۔ میں چیف سیکرٹری بول رہا ہوں۔ فرمائیے

کیسے فون کرنے کی تکلیف کی ہے اور وہ بھی اس وقت“..... دوسری

طرف سے چیف سیکرٹری کے لہجے میں حیرت کی جھلک نمایاں تھی۔

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے پاکیشیا سے جدید ترین میزائل کا

کوئی فارمولا حاصل کیا ہے۔ لیکن آپ نے یہ فارمولا نہ ہی میرے پاس

بھجوا یا ہے اور نہ اس بارے میں مجھے کوئی اطلاع ملی ہے۔ جب کہ آپ

کو معلوم ہے کہ مجھے اس سلسلے میں کس قدر دلچسپی ہو سکتی ہے۔“

کیپٹن تشکیل نے حتی الوسع ڈاکٹر لو تھر کی آواز اور لہجے کی نقل کرتے

ہو گئے ہیں۔ سچیف سیکرٹری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن مجھے تو اطلاع ملی ہے کہ گریٹ لینڈ کے سفارت خانے نے اس سلسلے میں کام کیا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ کسی ایکریمین تنظیم کے ذریعے یہ کام کرایا گیا ہے..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”یہ کام واقعی پاکیشیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے نے کیا تھا لیکن ہم اس سلسلے میں براہ راست ملوث نہیں ہونا چاہتے تھے۔ کیونکہ پاکیشیا سے گریٹ لینڈ کے خاصے دوستانہ تعلقات ہیں اور ہم ایک سائنسی فارمولے کی خاطر تعلقات کو رسک میں نہ ڈال سکتے تھے۔ اس لئے اعلیٰ سطح پر یہی طے ہوا کہ فارمولا کسی ایسی تنظیم کے ذریعے حاصل کیا جائے۔ جسے کوئی ٹریس نہ کر سکے۔ تاکہ گریٹ لینڈ کا نام درمیان میں نہ آئے۔ سہتاچہ اس فیصلے کے تحت ایکریمیا کی سب سے خفیہ تنظیم جی تھری سے پرائم منسٹر صاحب نے بات چیت کی اور انتہائی بھاری معاوضہ پر وہ تیار بھی ہو گئے اور پھر انہوں نے فارمولا بھی حاصل کر لیا۔ لیکن فارمولا ہم تک پہنچنے سے پہلے ان کے کسی آدمی نے درمیان میں بد نیتی سے کام لیا اور آدھا فارمولا چرا کر کسی ذریعے سے واپس حکومت پاکیشیا کو فروخت کر دیا۔ جب ہمیں اس کا علم ہوا تو پھر حکومت نے یہی فیصلہ کیا جو آپ کو بتایا گیا ہے.....“ سچیف سیکرٹری نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اصل فارمولا واپس جا چکا ہے اور اس کا کوڈ واک آپ نے واپس اس تنظیم کو دے دیا ہے۔ یہ تو انتہائی زیادتی ہے

مجھ سے اس بارے میں کسی نے رائے ہی نہیں لی۔ میں پرائم منسٹر صاحب سے اس پر خاص طور پر احتجاج کروں گا۔ کیونکہ کوڈ واک بھی میرے لئے استثناء تھا جتنا وہ فارمولا۔ کیا آپ اب کوڈ واک اس تنظیم سے واپس لے سکتے ہیں۔ کیا نام ہے اس تنظیم کا۔“ کیپٹن شکیل اب پوری روانی سے بولے چلا جا رہا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ ڈاکٹر لو تھر کے لہجے اور آواز کی بہر حال اتنی کامیاب نقل کر لینے میں کامیاب ہو گیا ہے کہ کم از کم سچیف سیکرٹری کوئی فرق محسوس نہیں کر سکا۔

”نہیں جناب۔ اب تو ہم رقم بھی واپس لے چکے ہیں۔ ویسے بھی وہ کوڈ واک اپنی تحویل میں نہیں رکھ سکتے تھے۔ کیونکہ ایک تو یہ ہمارے لئے فضول اور بیکار تھا اور دوسری بات یہ کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم ہو جاتا کہ کوڈ واک ہمارے پاس ہے تو وہ لازماً ہمارے ملک میں آگ لگا دیتی اور اس طرح پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کے تعلقات بے حد خراب ہو جاتے اور انہی تعلقات کو بچانے کے لئے ہم نے براہ راست کارروائی نہ کی تھی اور تیسری بات یہ کہ اس تنظیم نے پاکیشیا کی انتہائی جدید ترین میزائل فیکٹری تباہ کر کے وہ فارمولا وہاں سے حاصل کیا تھا۔ اب اگر کوڈ واک ہمارے پاس رہ جاتا تو لامحالہ اس فیکٹری کی تباہی کا انجام بھی ہمارے سر آتا اور آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے واقف نہیں ہیں۔ اگر وہ انتقام لینے پر اتر آتی تو گریٹ لینڈ کی ساری لیبارٹریاں اور دفاعی فیکٹریاں تباہی کا

کوئی آدمی ہے علی عمران۔ اس علی عمران سے ڈاکٹر داور کے گہرے تعلقات ہیں۔ اس علی عمران نے یہ بات ڈاکٹر داور سے کہی اور پھر ڈاکٹر داور سے ہونے والی گفتگو کے دوران ویسے ہی یہ بات انہوں نے کہہ دی۔ انہوں نے آپ کا نام لیا تھا کہ فارمولا آپ کے پاس ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو فون کیا تھا۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ فارمولا ہمارے پاس پہنچا تھا۔ یقیناً انہوں نے یہ اندازہ ابتدائی اقدامات کی بنا پر لگایا ہو گا۔ لیکن بہر حال اب ہمارا دامن صاف ہے۔“ چیف سیکرٹری نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔

”لیکن اگر انہیں اس جی تھری کے بارے میں علم ہو گیا تو لامحالہ جی تھری سے انہیں یہ بھی علم ہو جائے گا کہ یہ کام گریٹ لینڈ نے اس کے ذمہ لگایا تھا۔“ کیپٹن شکیل نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

”جی تھری۔ انتہائی خفیہ تنظیم ہے۔ اس کے نام کا تو علم ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا حدود و اربعہ کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ میرا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اس معاملے میں جی تھری ملوث ہے۔ لیکن وہ جی تھری کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کر سکے۔“ چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کیسے اس قدر حتمی لہجے میں کہہ رہے ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے ایک پراسرار کال ملی تھی۔ بولنے والا اپنے

شکار ہو سکتی تھیں۔ اس لئے حکومت نے یہ مناسب سمجھا کہ یہ کوڈ واک واپس کر دیا جائے۔“ چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ نے اس تنظیم کا نام نہیں بتایا۔“ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

”اس کا نام جی تھری ہے۔ ایکریمین تنظیم ہے اور یہ دنیا کی واحد تنظیم ہے۔ جس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا اور نہ جان سکتا ہے۔“ چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر حکومت گریٹ لینڈ کو اس کا علم کیسے ہو گیا اور انہوں نے فارمولا حاصل کرنے کا کام کیسے اس کے ذمہ لگادیا۔“ کیپٹن شکیل نے جان بوجھ کر لہجے میں حیرت کا شدید عنصر پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”اس تنظیم سے صرف بڑی بڑی حکومتیں کام لیتی ہیں۔ اس لئے پرائم منسٹر صاحب کے پاس ان کا فون نمبر موجود ہے اور یہ نمبر انتہائی خفیہ ہے اور اس کے ساتھ ہی مخصوص کوڈ ہے۔ جس کا علم بھی صرف پرائم منسٹر صاحب کو ہے۔“ چیف سیکرٹری نے جواب دیا۔

”اوکے۔ بہتر ہوتا کہ آپ کو ڈاک کو واپس نہ بھیجوا دیتے۔“ کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ڈاکٹر صاحب۔ آپ کو اس بارے میں کیسے علم ہوا۔“ چیف سیکرٹری نے پوچھا۔

”پاکیشیا میں ایک سائنسدان ہیں ڈاکٹر داور۔ ان سے میرے گہرے تعلقات ہیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا

آپ کو جی تھری کا مناسدہ بتا رہا تھا اور اس نے کہا کہ وہ اکیرمیا سے بول رہا ہے۔ لیکن جب کال چیک ہوئی تو معلوم ہوا کہ کال آرکن کلب سے کی جا رہی ہے۔ وہاں چیکنگ پر معلوم ہوا ہے کہ میرے پرسونل آفسیر کو باقاعدہ گھیرا گیا ہے اور اس سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اسے کچھ معلوم ہی نہ تھا۔ اس لئے وہ کیا بتاتا۔ اس سے میں سمجھا ہوں کہ یہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کی حرکت تھی۔..... چیف سیکرٹری نے کہا۔

”اوہ۔ اس لئے میری کال پر آپ کا شروع میں رویہ کچھ عجیب سا تھا۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”یس ڈاکٹر۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ آپ کی کال بھی چونکہ اسی سلسلے میں تھی اور اچانک تھی۔ اس لئے میں پریشان ہو گیا تھا۔ لیکن جب چیکنگ پر معلوم ہوا کہ واقعی کال آپ کی رہائش گاہ سے اور آپ کے خاص فون سے کی جا رہی ہے تو میں مطمئن ہو گیا۔..... چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تھینک یو۔..... کیپٹن شکیل نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔ فرش پر ڈاکٹر لو تھرا بھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

”اب ساری صورتحال مکمل طور پر واضح ہو گئی ہے۔..... کیپٹن شکیل نے کہا اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلادیا۔ کیونکہ لاؤڈر پر وہ ساری بات چیت سنتا رہا تھا۔

”میرا خیال ہے۔ ہمیں اکیرمیا میں اس جی تھری کو تلاش کرنا پڑے گا۔ کوڈواک وہیں سے حاصل ہو سکے گا۔..... نعمانی نے کہا۔

”ہاں۔ اب بظاہر تو یہی صورت نظر آتی ہے۔ بہر حال یہاں سے چلو کہ چیف کو تفصیلی رپورٹ دے کر ان سے مزید ہدایات حاصل کی جا سکیں۔..... کیپٹن شکیل نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بھاگ گیا۔ باہر موجود دربانوں کو علم ہی نہ تھا کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ اس لئے وہ اسی طرح مطمئن اپنی جگہ پر موجود تھے اور کیپٹن شکیل اور نعمانی کی کار گیٹ پر پہنچی۔ پھر انہوں نے گیٹ کھول دیا اور کیپٹن شکیل کار تیزی سے باہر نکال کر آگے بڑھتا چلا گیا۔

اس کے ساتھیوں کو ایئر پورٹ پر فائرنگ کرا کر ختم کرا دے۔" جیرم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا مار تھن نے بتایا ہے۔ اب تک تو وہ کامیاب بھی ہو چکا ہوگا۔ میں دراصل تمہیں بتانا چاہتی تھی کہ تم جسے اس قدر خطرناک اور ناقابل تسخیر سمجھتے ہو۔ اس کی میرے مقابل کیا حیثیت ہے۔ لیکن اس میں اس قدر غصے کی کیا بات ہے۔" ڈیزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ تمہاری سکیم سو فیصد ناکام رہی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی ایئر پورٹ سے صاف بچ کر نکل گئے اور انہوں نے اس کریمپ کی بھی گردن دبا لی۔ جس کے ذمے مار تھن نے یہ کام لگایا تھا اور کریمپ نے انہیں بتا دیا کہ اسے یہ کام مار تھن نے دیا تھا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ مجھے اس بات کی فوری اطلاع مل گئی ہے اور مجھے مجبوراً عمران اور اس کے ساتھیوں کا راستہ روکنے کے لئے مار تھن کو فوری طور پر ہلاک کرانا پڑا۔ اگر مار تھن ان کے ہاتھ لگ جاتا تو جانتی ہو کیا ہوتا۔ انہیں تمہارا پتہ معلوم ہو جاتا اور تم سے میرا اس طرح ہائی ٹاورز مکمل طور پر ختم ہو جاتی۔ وہ ایسے ہی لوگ ہیں اور مجھے اب مار تھن کو ہلاک کرانے کے ساتھ ساتھ پوری تنظیم کو انڈر گراؤنڈ کر دینا پڑا ہے۔" جیرم نے اس طرح انتہائی غصیلے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ایڑی کے سامنے کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تھا۔ کرسی پر نیم دراز ڈیزی۔ اختیار چونک پڑی۔ دروازے میں جیرم کھڑا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر سختی اور غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا ہوا جیرم۔ کیا کسی سے لڑ کر آرہے ہو؟" ڈیزی نے سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی تو یہی چاہ رہا ہے کہ تمہیں اپنے ہاتھوں گولیوں سے اڑا دوں لیکن کیا کروں دل سے مجبور ہوں۔ اس لئے اپنی خواہش کے خلاف کھڑا ہوں۔" جیرم نے اندر داخل ہوتے ہوئے انتہائی غصیلے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں تو نہیں ہو؟" ڈیزی نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے مار تھن سے کہا تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے عمران

"میں نے ان کے متعلق معلومات حاصل کر لی ہیں۔ وہ واقعی ایسے ہی لوگ ہیں جیسا باب کارب نے بتایا تھا۔..... جیرم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو میری منصوبہ بندی ایسی تھی کہ وہ کسی طرح بھی نہ بچ سکتے تھے۔ پھر کیسے بچ گئے؟..... ڈیزی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم نے واقعی اتہائی فول پروف منصوبہ بندی کی لیکن اب مجھ سے اس فول پروف منصوبہ بندی کا حال سن لو۔ میں نے اس سلسلے میں مکمل تحقیقات کرائی ہے۔ تم نے ایرپورٹ پر فون کر کے انکواری کی کہ پاکیشیا سے فلائٹ کب آرہی ہے اور اس میں سے سوئس نژاد اور پاکیشیائی دو سوار ہیں یا نہیں۔ تم نے کی تھی ناں فون پر انکواری؟..... جیرم نے کہا۔

"ہاں۔ مگر میں نے کسی کو اپنا نام نہیں بتایا اور عام انداز میں پوچھ گچھ کی تھی۔..... ڈیزی نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم سائنسی آلات کی مدد سے لیبارٹری اور دفاعی فیکٹریاں تباہ کرنے کی ماہر ہو ڈیزی۔ تمہیں ان سیکرٹ ایجنٹوں کی کارکردگی کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ تم نے یہ انکواری کر کے مار تھن سے کہا اور مار تھن نے معروف پیشہ ور مجرم گروپ کی خدمات حاصل کر لیں۔ گروپ کے آدمی ایرپورٹ پہنچ گئے اور انہوں نے واقعی یکے بعد دیگر تین حملوں کی منصوبہ بندی کی۔ لیکن ہوا یہ کہ وہ تینوں ایرپورٹ پر فلائٹ سے اترے ضرور۔ لیکن ایرپورٹ سے باہر نہیں آئے

"مار تھن کو ہلاک کر دیا تم نے۔ مار تھن کو جو تمہارا دست راست تھا..... ڈیزی نے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے اسے جیرم کی بات کا حشرے سے یقین ہی نہ آرہا ہو۔

"جب ساری تنظیم ہی داؤ پر لگ جائے اور تمہاری اور میری دونوں کی جانیں براہ راست خطرے کی زد میں آجائیں تو مجبوراً ایسا کرنا پڑتا ہے اور یہ سب کچھ تمہاری حماقت کی وجہ سے ہوا ہے۔ تمہیں کیا ضرورت تھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابل آنے کی۔ جب کہ تمہیں معلوم ہے کہ انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ پاکیشیا میں مشن تم نے حاصل کیا ہے اور تمہارا تعلق پالینڈ سے ہے۔ وہ تمہاری تلاش میں یہاں آرہے تھے۔ لیکن اگر تم یہ حرکت نہ کرتیں۔ تو وہ یہاں بے شک جتنی بھی ٹکریں مار لیتے۔ تم تک یا مجھ تک نہ پہنچ سکتے۔ لیکن تم نے خود ہی انہیں یہ موقع دے دیا کہ وہ سیدھے تمہاری شہ رگ پر آکر ہاتھ رکھ دیں۔..... جیرم نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا۔ وہ کیسے بچ گئے۔ انہیں تو علم ہی نہ تھا کہ کارسا ایرپورٹ پر ان کے خلاف کوئی منصوبہ تیار کیا گیا ہے اور میں نے منصوبہ بندی ایسی کی تھی کہ وہ کسی صورت بھی موت سے نہ بچ سکتے تھے۔ پھر وہ کیسے بچ گئے اور ہاں تم باب کارب سے ناراض تھے کہ اس نے خواہ مخواہ اس عمران سے تمہیں ڈرانے کی کوشش کی ہے اور اب تم خود اس سے اس طرح خوفزدہ ہو جیسے وہ واقعی عفریت ہو۔..... ڈیزی نے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

باقاعدہ انکوائری کی ہے۔ اس کے بعد میں نے ایرپورٹ ایکس چینج کے خود کار نصب سسٹم سے رجوع کیا۔ تو معلوم ہوا کہ ایرپورٹ کے ایک فارن پبلک فون بوتھ سے پاکیشیا سے کارسا آنے والی فلائٹ میں علی عمران کو کال کیا گیا ہے اور کال کرنے والا ڈارک نامی آدمی تھا اور اس نے یہ ساری رپورٹ اسے دے دی اور اس نے جہاز میں اسے کرمپ اور اس کے آدمیوں کے بارے میں بتایا ہے۔ کیونکہ وہ کرمپ اور اس کے آدمیوں کو پہچانتا تھا اور اس نے کرمپ کے ایک آدمی کو اغوا کر کے اس سے ساری معلومات حاصل کر لی تھیں اور اس عمران نے اسے بتایا تھا کہ وہ چیننگ کے آخری کاؤنٹر سے فارغ ہو کر اس سے ملیں گے اور وہ انہیں کسی خفیہ راستے سے باہر نکال کر لے جائے گا۔ اس طرح ساری بات کا علم ہو گیا کہ عمران اور اس کے ساتھی کس طرح کرمپ کے آدمیوں سے بچ نکلے۔ وہاں ایکس چینج میں جب ٹیپ میں نے سنی تو میں نے تمہاری آواز پہچان لی۔ اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ سب کچھ کیوں اور کیسے ہوا ہے..... جیرم نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ لوگ تو میرے تصور سے بھی کہیں زیادہ خطرناک ہیں۔ تم نے اچھا کیا کہ مار تھن کو ختم کر کے ان کا راستہ روک دیا ہے۔ لیکن اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ ہمیں ان کے خاتمے کے لئے کوئی نہ کوئی منصوبہ بندی بہر حال کرنی چاہئے۔ یوں انہیں کھلی چھوٹ تو نہیں دے دینی چاہئے۔“ ڈیزی نے کہا۔

اور گروپ کے آدمی ان کی آمد کا انتظار ہی کرتے رہے۔ پھر جب انہوں نے اندر جا کر معلومات حاصل کیں۔ تو سچہ چلا کہ ان کے کاغذات اور سامان وغیرہ باقاعدہ چیک ہوا ہے۔ لیکن اس کے بعد وہ پبلک لاؤنج میں آنے کی بجائے اچانک غائب ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد وہ کرمپ کے اڈے پر پہنچ گئے اور انہوں نے کرمپ پر تشدد کر کے مار تھن کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔ مار تھن کے فلیٹ کے بارے میں انہیں معلومات مل گئیں۔ کرمپ کو انہوں نے ہلاک کر دیا۔ وہاں چونکہ تمہارا اور ہائی ٹاورز کا نام بھی آیا تھا۔ اس لئے وہاں موجود میرے آدمیوں نے مجھے اطلاع کر دی۔ کرمپ کے دفتر میں خفیہ خود کار ٹیپ سسٹم موجود ہے۔ جس کا علم میرے آدمیوں کو بھی تھا اور اسی ٹیپ سسٹم کی وجہ سے ہی انہیں یہ معلوم ہوا تھا کہ کرمپ سے ان لوگوں نے ہائی ٹاورز اور ڈیزی کے بارے میں پوچھ گچھ کی ہے اور مار تھن کا پتہ معلوم کیا ہے۔ سچانچہ میں نے فوری طور پر مار تھن کے بارے میں معلوم کرایا۔ مار تھن اس وقت زولو کلب میں تھا اور اپنے فلیٹ پر جانے کے لئے اٹھنے ہی والا تھا۔ سچانچہ میں نے اس کے اس طرح قتل کے احکامات دے دیئے کہ وہ کلب اور فلیٹ کے درمیانی روڈ ایکسیڈنٹ سے ہلاک ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں نے مکمل انکوائری کرائی تو جو معلومات ملیں اس کے مطابق ایرپورٹ پر ایک آدمی نے یہ معلومات حاصل کیں کہ کسی نے پاکیشیائی فلائٹ کے بارے میں پوچھ گچھ تو نہیں کی اور اسے بتا دیا گیا کہ ایک خاتون نے

تم بھی جانتے ہو کہ ہائی ٹاورز کے بارے میں مجھے کچھ بھی نہیں معلوم
مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ تم ہائی ٹاورز کے چیف ہو اور مار تھن
تمہارا نمبر ٹو تھا۔ میرا کام صرف مشن مکمل کرنا ہوتا تھا اور مار تھن
وہی ختم ہو چکا ہے اور تم یہاں سے چلے گئے تو تم اور تمہاری تنظیم
ہائی ٹاورز دونوں خطرے کی زد سے باہر ہو جائیں گے۔ میری فکر چھوڑ
دو۔ میں نے تمہارے ساتھ شادی سے پہلے ایسے بے شمار فیصلے میں کام
کئے ہیں۔ میری اپنی تنظیم ریڈ کونین ابھی تک کام کر رہی ہے۔ میں
اسے دوبارہ سنبھال لوں گی اور پھر میں دیکھوں گی کہ ریڈ کونین کے
مقابلے میں یہ عمران اور اس کے ساتھی کتنے دن زندہ رہ سکتے ہیں۔
ڈیزی کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔

"نہیں۔ میں تمہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔ اچھا چلو۔ تم
ضد نہ کرو۔ میں اور تم دونوں ہی یہاں سے چلے جاتے ہیں کچھ عرصہ
تفریح ہی کر لیں گے۔..... جیرم نے قدرے ڈھیلے ہوتے ہوئے کہا۔
"نہیں جیرم۔ تم میری فطرت کو جانتے ہو۔ جب میں کوئی فیصلہ
کر لوں تو وہ اٹل ہوتا ہے اور میں فیصلہ کر چکی ہوں اب تمہارے
پاس ایک ہی صورت ہے۔ کہ تم مجھے مار تھن کی طرح گولی مار دو تو
میرا فیصلہ تبدیل ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں باقی رہے تم۔ تو تمہاری
مرضی کہ تم یہاں چھپے رہو یا باہر چلے جاؤ۔ بہر حال میں تو ریڈ کونین
بن کر کام کروں گی اور اس سیٹ اپ میں تم میرے ساتھ نہیں ہو گے
اور نہ میں اس وقت تک تم سے رابطہ کروں گی جب تک کہ میں اس

"میں نے اس سلسلے میں مکمل منصوبہ بندی کر لی ہے۔ جیسا کہ
میں نے تمہیں بتایا ہے میں نے پوری تنظیم کو تا حکم ثانی انڈر گراؤنڈ
کر دیا ہے۔ مار تھن ویسے ہی ہلاک ہو چکا ہے۔ اب رہ گئے ہم دونوں
اور عمران تمہارے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اسے میرے متعلق علم نہیں ہے
اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے تم فوری طور پر پالینڈ چھوڑ کر ایکریما
چلی جاؤ۔ جہاز میں نے چارٹر کر دیا ہے اور جب تک یہ عمران وغیرہ کا
مسئلہ ختم نہیں ہوتا تب تک تم واپس نہیں آؤ گی۔..... جیرم نے
فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں اس طرح خوفزدہ ہو کر نہیں جاؤں گی جیرم۔ یہ میری
فطرت کے خلاف ہے۔ تم میری فکر چھوڑ دو۔ اب میں جانوں اور یہ
عمران۔ اب اس کی اور میری کھلی جنگ ہو گی۔ میں دیکھتی ہوں کہ وہ
ڈیزی کے مقابلے میں کتنی دیر ٹھہرتا ہے۔ میں اسے ہلاک کر کے اور
تسخیر کر کے رہوں گی۔..... ڈیزی نے انتہائی سرد اور فیصلہ کن لہجے میں
کہا۔ تو جیرم حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔ کیا تم خود کشی کرنا چاہتی ہو اور ساتھ ساتھ
میرا اور ہائی ٹاورز کا خاتمہ کرنا چاہتی ہو۔..... جیرم نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو گا اور سنو اگر تم اس سے اتنے ہی خوفزدہ ہو تو تم اس
چارٹرڈ جہاز کے ذریعے ایکریما یا کسی اور ملک چلے جاؤ اور مجھے بھی نہ
بتاؤ۔ کہ تم کہاں گئے ہو۔ تاکہ اگر بقول تمہارے وہ لوگ مجھ پر قابو
بھی پالیں تو انہیں مجھ سے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ تم کہاں ہو اور اتنا تو

عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ نہ کر دوں..... ڈیزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ۔ یہ تو مسئلہ خراب ہو گیا۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہاری فطرت کو جانتا ہوں اوکے۔ میری طرف سے اجازت ہے کہ تم ریڈ کوئین بن کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دو۔ میں تمہارے حق میں دعا کرتا رہوں گا اور کیا کر سکتا ہوں.....“ جیرم نے کہا۔

”اوکے۔ تو مجھے اجازت۔ اب اس وقت ملاقات ہوگی جب عمران اور اس کے ساتھی لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوں گے.....“ ڈیزی نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔

”ارے ارے۔ رکو تو سہی۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے.....“ جیرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ مجھے اب مت روکو۔ گڈ بائی.....“ ڈیزی نے مزے بغیر کہا اور دوسرے لمحے وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی اور دروازہ اس کے عقب میں ایک دھماکے سے بند ہو گیا تو جیرم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اب میں کیا کر سکتا ہوں ڈیزی۔ کاش میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مار سکتا۔ لیکن اب میں یہاں کار سا تو کیا پالینڈ میں کسی صورت بھی نہیں رہ سکتا۔ ورنہ کسی بھی وقت ہائی ٹاورز خطرے کی زد میں آ سکتی ہے.....“ جیرم نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور میز پر پڑے ہوئے فون کار سیور اٹھا کر اس نے اس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے

اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
”یس۔ رومام سپیکنگ.....“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”جیرم بول رہا ہوں رومام.....“ جیرم نے کہا۔
”اوہ جیرم۔ تم۔ خیریت۔ کیسے فون کیا.....“ دوسری طرف سے ہونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”رومام۔ تمہارے نام ایک اہم اور ذاتی کام لگانا چاہتا ہوں۔“ جیرم نے کہا۔

”اہم اور ذاتی کام۔ اوہ۔ بتاؤ جیرم۔ تمہارے ذاتی کام کے لئے تو رومام اپنی جان بھی دے سکتا ہے۔ تم میرے محسن ہو.....“ رومام نے کہا۔

”تو پھر غور سے اور خاموشی سے میری بات سنو.....“ جیرم نے کہا اور اس کے بعد اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تفصیلات بتانے کے ساتھ ساتھ ڈیزی کے حالیہ منصوبے کے متعلق پوری تفصیل بتادی۔

”کیا یہ عمران اور اس کے ساتھی واقعی اس قدر خطرناک لوگ ہیں جس قدر تم بتا رہے ہو.....“ رومام کے لہجے میں حیرت تھی۔

”ہاں۔ اس سے بھی زیادہ۔ تم نے ان کے کام کرنے کی ایک مثال تو دیکھ لی کہ انہوں نے کس طرح نہ صرف ایئر پورٹ پر اپنے آپ کو بچایا بلکہ وہ کرمپ تک پہنچ گئے اور پھر اس کے بعد مار تھن کی

تمہاری ذرا سی غفلت سے ڈیزی کی زندگی ختم ہو سکتی ہے۔..... جیرم نے کہا۔

”اوہ۔ تم فکر نہ کرو جیرم۔ یہ کام میں اتہائی آسانی سے کر لوں گا۔ میں ڈیزی کو بھی معلوم نہ ہونے دوں گا کہ میں اس کی نگرانی کر رہا ہوں اور خطرے کی صورت میں اسے میں بچا بھی لوں گا۔ یہ میری ذمہ داری رہی۔..... رومام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے اب میں پوری طرح مطمئن ہوں۔ مجھے تمہاری سلاحتوں کا بخوبی علم ہے۔..... جیرم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

طرف چل پڑے۔ اگر مجھے اطلاع نہ مل جاتی اور میں مار تھن کو درمیان سے نہ ہٹا دیتا۔ تو اب تک مار تھن کے ذریعے وہ ڈیزی اور مجھ تک پہنچ چکے ہوتے۔..... جیرم نے کہا۔

”تو پھر اب تم کیا چاہتے ہو۔ میرا دھندہ تو تم جانتے ہو صرف مخبری کرنے کا ہے میں فیلڈ میں تو کام ہی نہیں کرتا۔ ورنہ میں تمہاری اور ڈیزی کی خاطر خود اس عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرا جاتا۔“ رومام نے کہا۔

”میں تمہیں ان کے سامنے لانا بھی نہیں چاہتا۔ ڈیزی اتہائی صدی لڑکی ہے۔ اس پر ضد سوار ہو گئی ہے کہ وہ بطور ریڈ کوئین عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرائے گی۔ اس کی ضد کے سامنے مجھے بہر حال ہتھیار ڈالنے پڑے ہیں۔ لیکن تم جانتے ہو کہ میں ڈیزی کے ساتھ کس قدر محبت کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ ڈیزی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگ جائے یا ہلاک ہو جائے۔ اس لئے میں تمہارے ذمے یہ کام لگانا چاہتا ہوں کہ تم اور تمہارے ساتھی سائے کی طرح ڈیزی کے پیچھے رہیں۔ لیکن اس کے کسی کام میں مداخلت نہ ہو البتہ جب بھی تمہیں یہ خطرہ محسوس ہو کہ ڈیزی ان کا شکار ہو گئی ہے تو پھر یہ تمہارا کام ہے کہ تم فوری طور پر ڈیزی کو ان کے شکنجے سے نکالنے کے لئے حرکت میں آ جاؤ گے اور ڈیزی کو زبردستی پالینڈ سے باہر بھیج دو گے اور مجھے اطلاع دو گے۔ میں اکیمریمیا پہنچ کر وہاں سے تم سے رابطہ کر کے تمہیں اپنا فون نمبر دے دوں گا۔ بولو کیا تم یہ کام کر سکتے ہو۔ سوچ لو

لے لباس بھی تبدیل کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ ڈارک اور تنویر کے ساتھ اس کلب میں پہنچا تھا۔ جو حملہ آور گروپ کا خاص اڈہ تھا۔ ڈارک نے ہی اس سلسلے میں ان کی رہنمائی کی تھی۔ اس گروپ کے لیڈر کا نام کریمپ تھا اور وہ ایک مقامی غنڈہ تھا۔ عمران نے کریمپ سے اپنے مخصوص انداز میں معلومات حاصل کر لیں اور کریمپ نے انہیں بتایا کہ اس حملے کا کام اس کے ذمہ ایک شخص مار تھن نے لگایا تھا۔ جو ایک اب کا مالک تھا۔ اس کی رہائش گاہ کا بھی پتہ چل گیا تو عمران، ڈارک اور تنویر کے ساتھ اس کی رہائش گاہ پر پہنچا۔ لیکن وہاں کافی دیر تک انتظار کرنے کے بعد جب مار تھن نہ آیا۔ تو وہ اس کے کلب چلے گئے۔ وہاں جا کر انہیں معلوم ہوا کہ مار تھن کلب سے رہائش گاہ پہنچنے کے درمیان روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکا ہے۔ اس طرح عمران کے لئے اگلے بڑھنے کا راستہ قطعی طور پر بلاک ہو گیا۔ لیکن ظاہر ہے عمران ہمت ہارنے والی شخصیت نہ تھی۔ اس نے ہائی ٹاورز اور ڈیزی کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کسی ایسے آدمی کی تلاش شروع کر دی۔ جو معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتا ہے اور پھر اس کی اور ڈارک کی مشترکہ کوشش سے ایک آدمی جیسپر کا پتہ چل گیا۔ لیکن یہ جیسپر گزشتہ کئی ماہ سے بیمار تھا اور پہاڑی قصبے مور لینڈ میں رہائش پذیر تھا۔ لیکن عمران نے اس سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کیونکہ ہائی ٹاورز کوئی ایک دو ہفتے کے دوران قائم ہونے والی تنظیم تو نہ تھی اس لئے اسے یقین تھا کہ جیسپر سے یقیناً اس بارے میں کافی کچھ

سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی کار خاصی تیز رفتاری سے پالینڈ کے دارالحکومت کارسا کی شہری حدود سے نکل کر ایک ایسی سڑک پر بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جو کارسا کے شمال مشرق میں کارسا سے تقریباً ڈیڑھ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ایک قصبے مور لینڈ کی طرف جاتا تھا۔ مور لینڈ ایک پہاڑی قصبہ تھا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ڈارک تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر عمران اور عقبی سیٹ پر تنویر اور جو لیا بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت ڈارک سمیت وہ سب مقامی میک اپ میں تھے عمران اور اس کے ساتھی ایرپورٹ پر ماسک میک اپ کی بنا پر اور ڈارک کی مدد سے ایک خفیہ راستے سے بحفاظت نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے اور ڈارک نے ان کے لئے جس رہائش گاہ کا بندوبست کر رکھا تھا۔ وہاں پہنچتے ہی عمران نے سب سے پہلے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا مکمل میک اپ کیا اور میک اپ کے ساتھ ساتھ اس

معلومات حاصل ہو سکیں گی۔ ڈارک نے جیسپر کے لئے اس کے ایک دوست کی ٹپ حاصل کر لی تھی اور اس وقت وہ ڈارک کی رہنمائی میں ہی مورلینڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

”تم نے یہ سوچا ہے عمران کہ مار تھن نے کس کے کہنے پر ہم پر ہمارے بارے میں کیا جاننا چاہتا ہے؟“

”کیونکہ مار تھن یا اس قبیل کے افراد تو ہمارے بارے میں نہ جانتے ہوں گے۔“ عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا نے عمران کو مخاطب ہو کر کہا۔

”مار تھن اور اس کی قبیل کے افراد تو کیا جانتے ہوں گے تمہارے ساتھ بیٹھا ہوا تنویر بھی تمہارے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتا چاہئے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔ اس لئے سیدھی طرح بات کرو۔“ جولیا نے اتہائی سر دلچے میں کہا۔

”میرا خیال ہے مس جولیا کہ یہ حملہ یقیناً اس ڈیزی نے ہی کرایا گا۔ کیونکہ ڈارک صاحب پہلے بتا چکے ہیں کہ کسی عورت نے فور ہمارے بارے میں ایئر پورٹ سے تفصیلات حاصل کی تھیں۔“ جولیا کے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ڈیزی کو ہمارے متعلق کیسے معلومات مل گئیں؟“ جولیا نے کہا۔

”جس طرح عمران کو ڈیزی کے متعلق معلومات حاصل ہوئی اسی طرح ڈیزی نے بھی اس کے متعلق معلومات حاصل کر لی ہیں۔“

”ہاں۔ تمہاری بات درست لگتی ہے۔ اچھا تجزیہ کیا ہے تم۔“ جولیا نے کہا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”واقعی۔ لیکن جب کوئی عورت کسی مرد کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور اس عورت کے متعلق اور ان معلومات کے بارے میں کسی تیسرے مرد کا تجزیہ بھی درست ہو اور پھر اس کی تصدیق کوئی دوسری عورت کر دے تو پھر ان معلومات حاصل کرنے والے مرد اور عورت کے درمیان کیا تعلقات ہوں گے یا آئندہ ہو سکتے ہیں۔ تنویر نے کہا۔

”یہ تو مرد کی ذہنیت پر منحصر ہے۔“ تنویر نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

”تجزیہ کرنے والے کی۔ یا۔“ عمران بھلا کب بچھے رہنے والا تھا۔

”یہ کوئی جواب نہیں ہے۔ تم تنویر کی ذہانت سے جیلز ہو رہے ہو۔“ تنویر نے خوبصورت جواب دیا ہے۔

”جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر نے عمران کی بات کا جواب دینے کے لئے منہ کھولا۔

”تھا کہ دوبارہ منہ بند کر لیا اور اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے

"ہاں۔ واقعی ڈارک صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ تم نے اس میک اپ میں اس کرمپ سے معلومات حاصل کیں اور پھر تمہارے مار تھن تک پہنچنے سے پہلے ہی اسے راستے سے ہٹا دیا گیا۔ ایسی صورت میں ہمارے یہ حلیے ان تک پہنچ چکے ہوں گے۔"..... جولیانے کہا۔

"میرا آئیڈیا ہے کہ ہمارے حلیوں کی بجائے ہماری گفتگو سنی گئی ہے۔ کیونکہ ہم جس راستے سے کرمپ تک پہنچے اور پھر باہر آئے۔ اس دوران ہمارا انکراؤ صرف دو افراد سے ہوا اور ان دونوں کا ہم نے خاتمہ کر دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کمرے میں کوئی خفیہ ٹیپ ریکارڈر موجود ہو۔"..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ اگر ہم مار تھن کے قتل کی انکوائری کرتے تو اس لائن پر آگے بڑھ سکتے تھے۔"..... جولیانے کہا۔

"مجھے تو عمران کی یہ ساری بھاگ دوڑ فضول لگ رہی ہے۔ ڈیزی کا تعلق اگر ہائی ٹاورز جیسی تنظیم سے ہے۔ تو وہ کوئی عام گھریلو عورت نہیں ہوگی۔ اس کا تعلق یقیناً جرائم پیشہ افراد سے ہوگا اور اس سلسلے میں کسی بھی کلب کے ویئر سے اس کے بارے میں آسانی سے معلومات حاصل کی جاسکتی تھیں۔"..... تنویر نے کہا۔

"لیکن یہ ضروری تو نہیں کہ وہ عام لوگوں میں ڈیزی کے نام سے ہی متعارف ہو اور پھر اس کا حلیہ بھی ہمیں معلوم نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس انداز میں معلومات حاصل کرنے پر انہیں بھی فوری اطلاع مل سکتی ہے۔ وہ بھی یقیناً ہماری ہی تلاش میں ہوں گے۔"

تاثرات ابھر آئے تھے۔ عمران کے مقابلے میں جولیانے اس کی حمایت کر کے اسے واقعی بے حد مسرت بخشی تھی۔

"نفسیات دان کہتے ہیں کہ خوبصورت گفتگو خوبصورت افراد نہیں کیا کرتے بلکہ..... بہر حال اب میں کیا کہوں۔ تنویر واقعی سمجھ رہا ہے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ظاہر ہے۔ اس کی بات سے سمجھ گئے تھے۔ گو عمران نے براہ راست تنویر کو بد صورت نہ کہا تھا لیکن ظاہر ہے۔ اس نے اس پیرائے میں بات کی تھی۔ اس سے اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے تھے۔

"میں کسی وقت تمہیں تمہارے تمام نفسیات دانوں سمیت میں اتار دوں گا۔"..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے تنویر۔ اس کی باتوں پر غصہ مت کھایا کرو۔ فضول گفتگو کرنے والوں کی بات کو انجوائے کیا جاتا ہے۔ غصہ نہیں کھاتا۔"..... جولیانے مسکراتے ہوئے تنویر سے کہا اور تنویر کا غصے کا شدت سے تھمتاتا ہوا چہرہ فوراً ایک بار پھر کھل اٹھا۔ جولیانے اس وقت واقعی ایک نئے موڈ میں لگ رہی تھی۔

"عمران صاحب۔ مار تھن کی اس طرح موت سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حملہ آوروں کو ہماری نقل و حرکت کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر انہوں نے اب تک پر حملہ کیوں نہیں کیا۔"..... اچانک ڈارک نے عمران سے باتے کرے ہوئے کہا۔ اس نے شاید موضوع بدلنے کے لئے بات کی تھی۔

"ہاں۔ واقعی ڈارک صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ تم نے اس میک اپ میں اس کرمپ سے معلومات حاصل کیں اور پھر تمہارے مارتھن تک پہنچنے سے پہلے ہی اسے راستے سے ہٹا دیا گیا۔ ایسی صورت میں ہمارے یہ حلیے ان تک پہنچ چکے ہوں گے۔"..... جولیانا نے کہا۔

"میرا آئیڈیا ہے کہ ہمارے حلیوں کی بجائے ہماری گفتگو سنی گئی ہے۔ کیونکہ ہم جس راستے سے کرمپ تک پہنچے اور پھر باہر آئے۔ اس دوران ہمارا ٹکراؤ صرف دو افراد سے ہوا اور ان دونوں کا ہم نے خاتمہ کر دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کمرے میں کوئی خفیہ ٹیپ ریکارڈر موجود ہو۔"..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ اگر ہم مارتھن کے قتل کی انکوائری کرتے تو اس لائن پر آگے بڑھ سکتے تھے۔"..... جولیانا نے کہا۔

"مجھے تو عمران کی یہ ساری بھاگ دوڑ فضول لگ رہی ہے۔ ڈیزی کا تعلق اگر ہائی ٹاورز جیسی تنظیم سے ہے۔ تو وہ کوئی عام گھریلو عورت نہیں ہوگی۔ اس کا تعلق یقیناً جرائم پیشہ افراد سے ہوگا اور اس سلسلے میں کسی بھی کلب کے ویٹر سے اس کے بارے میں آسانی سے معلومات حاصل کی جاسکتی تھیں۔"..... تنویر نے کہا۔

"لیکن یہ ضروری تو نہیں کہ وہ عام لوگوں میں ڈیزی کے نام سے ہی متعارف ہو اور پھر اس کا حلیہ بھی ہمیں معلوم نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس انداز میں معلومات حاصل کرنے پر انہیں بھی فوری اطلاع مل سکتی ہے۔ وہ بھی یقیناً ہماری ہی تلاش میں ہوں گے۔"

تاثرات ابھرائے تھے۔ عمران کے مقابلے میں جولیانا نے اس کی حمایت کر کے اسے واقعی بے حد مسرت بخشی تھی۔

"نفسیات دان کہتے ہیں کہ خوبصورت گفتگو خوبصورت افراد نہیں کیا کرتے بلکہ..... بہر حال اب میں کیا کہوں۔ تنویر واقعی سمجھ رہا ہے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ظاہر ہے۔ اس کی بات سے سمجھ گئے تھے۔ گو عمران نے براہ راست تنویر کو بد صورت نہ کہا تھا لیکن ظاہر ہے۔ اس نے اس پیرائے میں بات کی تھی۔ اس سے اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے تھے۔

"میں کسی وقت تمہیں تمہارے تمام نفسیات دانوں سمیت قید میں اتار دوں گا۔"..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے تنویر۔ اس کی باتوں پر غصہ مت کھایا کرو۔ فضول گفتگو کرنے والوں کی بات کو انجوائے کیا جاتا ہے۔ غصہ نہیں کھا جاتا۔"..... جولیانا نے مسکراتے ہوئے تنویر سے کہا اور تنویر کا غصے کی شدت سے تمتماتا ہوا چہرہ فوراً ایک بار پھر کھل اٹھا۔ جولیانا اس وقت واقعی ایک نئے موڈ میں لگ رہی تھی۔

"عمران صاحب۔ مارتھن کی اس طرح موت سے تو یہی سچ ہے کہ حملہ آوروں کو ہماری نقل و حرکت کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر انہوں نے اب تک پر حملہ کیوں نہیں کیا۔"..... اچانک ڈارک نے عمران سے بات کرے ہوئے کہا۔ اس نے شاید موضوع بدلنے کے لئے بات کی تھی۔

اے۔

"کاغذات دکھائیں"..... ایک پولیس آفیسر نے اتہائی درشت لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔

"وجہ۔ کیا کیا ہے ہم نے"..... ڈارک نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"وجہ بتانا ضروری نہیں ہے۔ کاغذات دکھاؤ۔ ورنہ حکم عدولی کے سلسلے میں تم سب کو گرفتار بھی کیا جاسکتا ہے"..... پولیس آفیسر نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔ جب کہ دوسرے پولیس آفیسر بھی کار کی دوسری طرف ریوالور لے کر پوزیشنیں سنبھال چکے تھے۔

"تم خواہ مخواہ ہمارا اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ میں پولیس چیف کو شکایت کروں گا"..... ڈارک نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور ڈیش بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ کاغذات نکال سکے۔ عمران اور اس کے ساتھی اس لئے مطمئن بیٹھے ہوئے تھے کہ انہیں معلوم تھا کہ ڈارک اتہائی ذمہ دار آدمی ہے۔ اس نے یقیناً کاغذات درست رکھے ہوں گے اور یہ پولیس آفیسر معمول کی چیکنگ کر رہے ہوں گے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ڈارک ڈیش بورڈ کھول کر کاغذات نکالتا۔ اچانک سرر سرر کی آوازیں ابھریں اور کار کے اندر یکٹ نیلے رنگ کا دھواں سا پھیل گیا۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا کہ عمران سنبھل ہی نہ سکا اور اس کا ذہن اس طرح تاریک پڑ گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہو جاتا ہے پھر اس تاریکی میں خود بخود روشنی کی کرن نمودار ہوئی اور اس کے تاریک ذہن پر پھیلی ہوئی تاریکی تیزی سے سمٹتی چلی گئی اور عمران کی

عمران نے جواب دیا۔

"کیا ڈیزی کے مل جانے سے ہمارا اصل مسئلہ حل ہو جائے گا"۔
جولیا نے کہا۔

"باقی کا تو پتہ نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ میرا اصل مسئلہ حل ہو جائے آخر تقدیر بھی تو کوئی چیز ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تم پھر پڑی سے اترنے لگے ہو اور سن لو کہ اس بار چیف نے مجھے اختیار دے دیا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ٹیم کو لیڈ کر سکتی ہوں"۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا۔ جس کے ذہن میں ہی ایسی باتیں بھری ہوئی ہوں۔ اس نے ایسی ہی باتیں کرنی ہیں۔ اس سے اور کیا توقع رکھی جاسکتی ہے"..... اس بار تنویر نے جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران یا کوئی اور جواب دیتا۔ اچانک ایک سائیڈ پر کھڑی ہوئی پولیس کی کار حرکت میں آئی اور دوسرے ہی لمحے اس کا سائرن اتہائی تیز آواز میں بجنے لگا اور وہ پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی ان کی طرف بڑھنے لگی۔

"اے کیا ہوا ہے۔ میں نے ٹریفک کی تو کوئی خلاف ورزی نہیں کی"..... ڈارک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار کم کی اور اسے سائیڈ پر کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی اس نے کار روکی۔ پولیس کار ان کے سامنے آکر رکی اور کار میں سے تین پولیس آفیسر تیزی سے اترے اور ان کی کار کی طرف بڑھ

آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اسے پوری طرح شعور میں آتے آتے چند لمحے لگ گئے۔ شعور میں آتے ہی اس کے ذہن میں وہ منظر کسی فلم کی طرح گھوم گیا۔ جب ان کی کار پولیس نے روکی تھی اور کاغذات چیک کرتے ہوئے اچانک سرر سرر کی آوازوں کے ساتھ ہی کار میں نیلے رنگ کا دھواں سا پھیل گیا تھا۔ پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس نے اپنے آپ کو لوہے کے راڈ والی کرسی میں جکڑا ہوا پایا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری کرسیوں پر تنویر جو لیا اور ڈارک بھی موجود تھے۔ ایک آدمی سب سے آخر میں بیٹھے ہوئے ڈارک کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ تنویر اور جو لیا دونوں اپنی اصل شکلوں میں تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ پہلے ان کا میک اپ صاف کیا گیا ہے۔ اس کے بعد انہیں ہوش میں لایا جا رہا ہے۔ یہ ایک بڑا ہال بنا کرہ تھا۔ جس میں ٹارچنگ کی جدید ترین مشینیں جگہ جگہ موجود نظر آرہی تھیں۔ اسی لمحے انجکشن لگانے والا واپس مڑا۔ تو وہ عمران کو ہوش میں دیکھ کر چونک پڑا۔

”تم اتنی جلدی کیسے ہوش میں آ گئے۔ انجکشن لگانے کے آدھے گھنٹے بعد تمہیں ہوش میں آنا چاہئے تھا“..... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں جتنی جلدی بے ہوش ہوتا ہوں۔ اتنی ہی جلدی ہوش میں بھی آ جاتا ہوں۔ تمہیں اس بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ ہم کس کے مہمان ہیں“..... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

”ریڈ کوئین کے“..... نوجوان نے خشک لہجے میں جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر وہ سامنے موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ریڈ کوئین۔ یہ کون محترمہ ہیں“..... عمران نے حیران ہوتے

ہوئے کہا۔ لیکن نوجوان باہر جا چکا تھا اور اس کے عقب میں دروازہ

بھی بند ہو چکا تھا عمران نے اب کرسی کو چیک کرنا شروع کر دیا لیکن

چند لمحوں کی چیکنگ کے بعد اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا

کیونکہ کرسی کی ساخت بتا رہی تھی کہ اس کا آپریٹنگ سسٹم کرسی کے

پائے کی بجائے کہیں اور رکھا گیا ہے لیکن سامنے موجود دروازے یا

اس کے دونوں اطراف دیوار میں کہیں بھی کوئی سوئچ پنل نظر نہ آ رہا

تھا اس نے گردن گھمانے کی کوشش کی لیکن دونوں سائیڈوں پر بھی

اسے کوئی سوئچ پنل نظر نہ آیا عقب میں وہ دیکھ نہ سکتا تھا لیکن استباہ

حال وہ سمجھ گیا تھا کہ آپریٹنگ سسٹم عقب میں ہو گا اس لئے وہ اب

پوری طرح بے بس تھا ورنہ اگر سامنے آپریٹنگ سسٹم ہوتا تو یقیناً اس

کی تار بھی انڈر گراؤنڈ ہوتی اور سامنے کے رخ سے کرسی تک پہنچ رہی

ہوتی اور وہ اپنے جوتے میں موجود تیز دھار خنجر کی مدد سے اسے نکلنے اور

توڑنے کی کوشش کر سکتا تھا لیکن اب ایک تو عقب میں اس کا پیر ہی

نہ جا سکتا تھا کیونکہ کرسی کے درمیان لوہے کی پلیٹ لگی ہوئی تھی اور

اگر جا بھی سکتا تو وہ اس کی مدد سے اس تار کو نہ کاٹ سکتا تھا اس لئے

واقعی وہ اس معاملے میں بے بس ہو کر رہ گیا تھا اس طرف سے مایوس

"سرخ ملکہ - کیا مطلب - تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"جب مجھے ہوش آیا تو ایک صاحب ڈارک کو انجکشن لگانے میں مصروف تھے۔ انہوں نے انکشاف کیا ہے کہ ہم کسی ریڈ کوئین کے مہمان ہیں۔"..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اسی لمحے جو لیا بھی ہوش میں آنے لگی اور پھر جو لیا کو بھی یہ سب کچھ بتانا پڑا سب سے آخر میں ڈارک ہوش میں آیا۔

"کسی ریڈ کوئین کو جانتے ہو ڈارک۔"..... عمران نے اس کے ہوش میں آتے ہی اس سے مخاطب ہو کر پوچھا اور ڈارک ریڈ کوئین کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں منشیات کی سمگلنگ کے سلسلہ میں پالینڈ میں اس کی خاصی شہرت ہے مگر یہ ہم کہاں ہیں وہ پولیس والے۔ وہ..... ڈارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے اسے بتایا کہ انجکشن لگانے والے نے یہی بتایا ہے کہ وہ ریڈ کوئین کو تحویل میں ہیں۔

"ریڈ کوئین کو ہم سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔"..... جو لیا نے کہا۔

"تم سے تو ظاہر ہے نہیں ہو سکتی البتہ ہو سکتا ہے تنویر سے ہو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی دروازہ ایک دھماکے کھلا اور ایک مشین گن بردار تیزی سے اندر داخل ہوا اس نے ایک نظر عمران اور اس کے ساتھیوں کا بغور جائزہ لیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھ آیا اس نے قریب آکر باری باری ان سب کی کرسیوں کے راڈز چیک کئے

ہونے کے بعد اس نے راڈز اور جسم کے درمیانی فاصلے کو چیک کرنا شروع کر دیا لیکن کرسی کی چوڑائی خاصی چھوٹی تھی اس لئے راڈز ایک لحاظ سے اس کے جسم سے پیوست ہو کر رہ گئے تھے اور ان کے درمیان استافرق نہ تھا کہ وہ اپنے جسم کو کھسکا کر یا سانس اندر کی طرف کھینچ کر ان میں سے باہر نکل سکتا۔

"یہ ریڈ کوئین صاحبہ خاصی کنجوس لگتی ہیں کہ چھوٹی چھوٹی کرسیاں بنوا رکھی ہیں اس نے..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اب اس نے ہال اور اس میں موجود مشینری کو جس حد تک وہ اسے نظر آرہی تھی چیک کرنا شروع کر دیا لیکن کوئی ایسی چیز اسے نظر نہ آئی جسے وہ بر وقت اپنی رہائی کے لئے استعمال کر سکتا اس کی دونوں ٹانگوں کے گرد بھی راڈز موجود تھے اس لئے وہ دونوں ٹانگوں کو بھی پوری طرح حرکت نہ دے سکتا تھا زیادہ سے زیادہ اس کے پیر حرکت کر سکتے تھے لیکن اس حرکت سے وہ بظاہر کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتا تھا تھوڑی دیر بعد اسے تنویر کی کرلہنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور عمران اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ تنویر ہوش میں آ رہا تھا۔

"یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں اور تمہارا میک اپ بھی صاف کر دیا گیا ہے۔"..... تنویر نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی ادھر ادھر دیکھ کر عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں شاید محترمہ سرخ ملکہ صاحبہ کو پاکیشیائی پسند ہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو یہ کرسی ملکہ کی کنیز کے لئے رکھی گئی تھی۔ ملکہ کے لئے تو لازماً کوئی تخت لایا جائے گا"..... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور لڑکی نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"تمہارا نام علی عمران ہے"..... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا "بہتر ہوتا کہ تعارف کی رسم ملکہ عالیہ کی طرف سے شروع ہوتی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ریڈ کوئین ہوں اور سنو۔ اس بار اگر تم نے میرے سوال کا جواب دینے کی بجائے آگے سے بکواس کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے"..... لڑکی نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ..... تو یہاں کی کوئین ایسی ہوتی ہیں۔ حیرت ہے۔ ہمارے مشرق میں تو کوئین کا جاہ و جلال دیکھنے والا ہوتا ہے۔ نہ شاہانہ لباس، نہ سر پر تاج زریں، نہ گلے میں ہیرے جواہرات کے ہار، نہ سونے کا کرسی نما تخت، نہ چوہدار۔ نہ مور چھل بردار، یہ کیسی کوئین ہو تم"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ تو اس بار لڑکی بے اختیار مسکرا دی۔

"میرا ایک نام ڈیزی بھی ہے"..... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو اس بار عمران بھی بے اختیار چونک پڑا اور اس کے چونکنے پر وہ لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"جس طرح تمہیں میرا یہ نام سن کر حیرت ہوئی ہے۔ اسی طرح

جیسے اسے خطرہ ہو کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے راڈز کھول لئے ہوں گے۔

"یار خواہ مخواہ تم نے راڈز میں جکڑ رکھا ہے جب کہ ہم تو کچے دھاگوں میں بندھ جانے والے لوگ ہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس آدمی نے کوئی جواب نہ دیا اور ساری کرسیوں کے راڈز کو باقاعدہ ہاتھوں سے چیک کرنے کے بعد وہ تیزی سے مڑا اور اس نے ایک طرف دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی ایک کرسی اٹھائی اور اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے تقریباً دو تین گز کے فاصلے پر رکھا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا چند لمحوں بعد وہ دروازے سے باہر جا چکا تھا اور دروازہ اس کے عقب میں بند ہو گیا۔

"ریڈ کوئین تو واقعی کوئین لگتی ہے کہ پہلے چوب دار کی آمد ہوتی ہے اب باقاعدہ بگل بجے گا پھر کوئین صاحبہ کی آمد کا اعلان ہو گا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور وہی مشین گن بردار اندر داخل ہو کر ایک طرف ہٹ گیا اس کے پیچھے ایک نوجوان اور خوب صورت مقامی لڑکی اندر داخل ہوئی اس نے جتیز کی پتلون اور بغیر آستین کے شرٹ پہنی ہوئی تھی اس کے بال اس کے کاندھوں پر بکھرے ہوئے تھے وہ مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور پھر اطمینان سے چلتی ہوئی آگے بڑھی اور کرسی پر آکر بیٹھ گئی جب کہ وہ مشین گن بردار اس کے عقب میں چوکنے انداز میں کھڑا ہو گیا۔

مجھے تمہاری شکل دیکھ کر حیرت ہوئی تھی۔ میں نے تو سنا تھا کہ علی عمران دنیا کا سب سے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ لیکن تم تو بالکل ہی ایک معصوم سے بچے ہو۔ پھر تم جس طرح آسانی سے قابو میں آئے ہو۔ اس سے بھی مجھے تمہاری شہرت پر حیرت ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے۔ تم مشرقی لوگ پروپیگنڈے کے حق میں ہم مغرب والوں سے کئی قدم آگے ہو۔..... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو تم ہو وہ محترمہ جس نے پاکیشیا کی میزائل فیکٹری تباہ کی اور وہاں سے میزائل کا فارمولا چرایا۔..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ میرا ہی کارنامہ ہے اور تم نے دیکھا ہو گا کہ میں نے کس قدر کامیابی سے اپنا مشن مکمل کیا تھا۔ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو سکی۔..... ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم مجھے اس قدر احمق تو بہر حال نہیں لگ رہیں کہ تم اس قدر اہم فارمولا گریٹ لینڈ کے ایک عام جرائم پیشہ آدمی کے حوالے کر دو گی۔..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ تو ڈیزی بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب۔ گریٹ لینڈ کے عام جرائم پیشہ آدمی کے پاس فارمولا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔..... ڈیزی کے لہجے میں بھی حقیقی حیرت تھی۔

"تمہارا ہائی ٹاورز میں کیا عہدہ ہے۔ عام کارکن ہو اس کی۔..... عمران نے پوچھا۔

"عام کارکن اسٹا بڈا مشن کیسے مکمل کر سکتا ہے۔ میں ہائی ٹاورز کی سیکنڈ چیف ہوں۔..... ڈیزی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اور چیف کون ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

"میرا شوہر جیرم۔ جو تم سے اس قدر خوفزدہ تھا کہ تمہارے یہاں آنے کی خبر سن کر ہی یہاں سے چلا گیا ہے۔ وہ تو مجھے بھی ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ لیکر، ڈیزی اس کی طرح صرف سائنسی جرائم کرنے والی تنظیم سے ہی متعلق نہیں ہے۔ بلکہ پالینڈ میں منشیات کے سب سے بڑے ریکٹ کی سربراہ بھی ہے۔ اگر یہ آدمی یہاں کا رہنے والا ہے تو تمہیں بتا سکتا ہے کہ ریڈ کوئین کی پالینڈ میں کیا حیثیت ہے۔" ڈیزی نے ڈارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ فارمولا جیرم نے اس آدمی کے ہاتھ فروخت کیا ہو گا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔ ہمیں اس لیبارٹری کی تباہی اور اس فارمولے کے حصول کے لئے اتنی بڑی رقم دی گئی تھی کہ جو ہمارے تصور سے بھی زیادہ تھی اور اتنی بڑی رقم کا ایک عام جرائم پیشہ آدمی کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا۔ اس لئے تو میں تمہاری بات سن کر حیران ہو رہی تھی۔..... ڈیزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں گریٹ لینڈ حکومت نے ہائر کیا تھا۔..... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ ہمیں جی تھری نے ہائر کیا تھا اور ہم نے فارمولا بھی جی تھری کے حوالے کر دیا تھا۔..... ڈیزی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے

دوسری بات یہ کہ میں تمہیں ہوش میں لانے سے پہلے ہی ختم کر ادیتی لیکن میں تم سے دو باتیں معلوم کرنا چاہتی تھی۔ ایک تو یہ کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ فیکٹری کی تباہی اور فارمولے کے حصول کے سلسلے میں میری ذات ملوث تھی اور میرا تعلق ہائی ٹاورز سے ہے۔..... ڈیزی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”فیکٹری سے ایک ٹاپس ملا تھا۔ جو خواتین کانوں میں پہنتی ہیں۔ اس پر پالینڈ کا قومی پھول بنا ہوا تھا اور پالینڈ کے قانون کے مطابق اس پر کمپیوٹر کوڈ بھی درج تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ایک عورت جس کا تعلق پالینڈ سے ہے اس تباہی میں شامل رہی ہے۔ چنانچہ اس کمپیوٹر کوڈ کی مدد سے یہاں پالینڈ سے معلومات حاصل کی گئیں تو تمہارا نام سامنے آیا۔ مزید معلومات حاصل کرنے پر معلوم ہوا کہ تمہارا تعلق سائنس فارمولے حاصل کرنے والی اور سائنسی لیبارٹریاں اور دفاعی فیکٹریاں تباہ کرنے والی پالینڈ کی انتہائی فعال تنظیم ہائی ٹاورز سے ہے اس طرح یہ بات طے ہو گئی کہ پاکیشیا کی اس فیکٹری کو تباہ ہائی ٹاورز نے کیا ہے اور اس گروپ میں ڈیزی بھی شامل ہے۔ لیکن ابتدائی شواہد سے یہ معلومات مل چکی تھیں کہ اس فارمولے میں حکومت گریٹ لینڈ دلچسپی لے رہی ہے۔ اس لئے یہ سوچا گیا کہ ہو سکتا ہے کہ گریٹ لینڈ نے ہائی ٹاورز کو ہائر کیا ہو۔ اس بات کو کنفرم کرنے کے لئے ہم یہاں آئے تھے۔ یہاں ہم پر تم نے ایئر پورٹ پر حملہ کرانے کا پروگرام بنایا۔ لیکن ہمیں پہلے ہی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ ہم بچ نکلے۔

ہوئے کہا۔
”جی تھری“..... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔ کیونکہ یہ نام بھی اس نے پہلی بار سنا تھا۔
”اب تم نے زندہ تو رہنا نہیں۔ اس لئے یہ سب کچھ پوچھ کر کیا کرو گے۔“..... ڈیزی نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران کو پہلی بار یہ بات سمجھ میں آئی کہ ڈیزی کیوں ہر بات اتنے اطمینان سے بتائے چلی جا رہی تھی۔

”ہو سکتا ہے۔ وہاں جنت میں یہ معلومات کام آجائیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈیزی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔
”ہاں۔ ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ بتا دیتی ہوں۔ جی تھری ایکریمیا کی ایک انتہائی خفیہ تنظیم ہے۔ جس کا کام ہی پارگینگنگ کا ہے وہ رابطے کا کام کرتی ہے اور اس بات کی وہ بھاری رقمیں لیتی ہے۔ اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا اور وہ یہ بھی نہیں بتاتی کہ وہ کس پارٹی کے لئے کام کر رہی ہے۔ اس نے ہائی ٹاورز کو اس مشن کے لئے ہائر کیا۔ ہماری مرضی کا معاوضہ دیا اور ہم نے بھی فارمولا اس کے بھیجے ہوئے ایک آدمی کے حوالے کر دیا۔ اب ہمیں نہیں معلوم کہ وہ فارمولا کس نے حاصل کرنے کے لئے جی تھری کو ہائر کیا تھا اور نہ ہی شاید اس پارٹی کو علم ہو گا کہ جی تھری نے اس مشن کے لئے کسے ہائر کیا ہو گا۔ اس لئے تو میں تمہارے منہ سے یہ سن کر حیران ہوئی تھی کہ فارمولا گریٹ لینڈ کے ایک عام جرائم پیشہ آدمی کے پاس تھا اور

ہنچا دیں اور اسے یہ بھی بتایا کہ تم اتہائی خطرناک ترین تخریب کار ہو اور اگر تمہیں ذرا سا بھی موقع مل گیا تو تم پوری پولیس فورس کو تباہ کر دو گے۔ چنانچہ پولیس چیف نے پوری پولیس فورس کو کار اور تمہارے متعلق الرٹ کر دیا اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دے دیا کہ تمہیں مخصوص بے ہوش کر دینے والی گیس سے اچانک بے ہوش کر کے کار سمیت پولیس ہیڈ کوارٹر لایا جائے۔ میرے آدمی پولیس ہیڈ کوارٹر میں موجود تھے۔ پھر پولیس ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی گئی کہ تمہیں مور لینڈ جانے والی سڑک پر چیک کر کے بے ہوش کر دیا گیا ہے اور تمہیں ہیڈ کوارٹر لایا جا رہا ہے۔ یہ اطلاع فوری طور پر مع تفصیل کے مجھے مل گئی۔ چنانچہ میرے آدمیوں نے راستے میں پولیس پر حملہ کر کے بظاہر تمہیں چھوڑ دیا اور تمہیں اس خفیہ اڈے پر لایا گیا۔ یہاں تمہارا میک اپ صاف کیا گیا اور مجھے رپورٹ دی گئی۔ جب میری پوری طرح تسلی ہو گئی کہ تم وہی ہو جن کی مجھے تلاش تھی تو میں یہاں آ گئی اور اب تمہارے سامنے ہوں۔..... ڈیزی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم تو واقعی ذہین ہو۔ لیکن وہ تمہارا جرم جسے تم ہائی ٹاورز کا سربراہ کہہ رہی تھیں۔ وہ کیوں فرار ہو گیا ہے۔.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی گفتگو کا انداز ایسا تھا جیسے عام دوستوں کے درمیان اتہائی پر امن ماحول میں بات چیت ہو رہی ہو۔

”وہ تم سے اتہائی خوفزدہ تھا۔ نجانے کیوں خوفزدہ تھا۔ بہر حال میں نے اسے بلوایا ہے۔ وہ تھوڑی دیر بعد پہنچ جائے گا۔ میں اسے دکھانا

حملہ کرنے والے کرمپ سے ہم نے معلومات حاصل کر لیں اور اس نے مار تھن کی ٹپ دی۔ لیکن مار تھن کو تم نے روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کر کے ختم کر دیا۔ ہم ہائی ٹاورز کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے مور لینڈ جا رہے تھے کہ پولیس گاڑی نے ہمیں روکا۔ پولیس کی وجہ سے تمہارے تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ تمہارے ساتھی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ہم مار کھا گئے اور یہاں ہمیں ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ ہم کسی ریڈ کوئین کے مہمان ہیں اور پھر تمہاری آمد پر انکشاف ہوا کہ ریڈ کوئین ہی وہ محترمہ ڈیزی ہے جس کی ہمیں تلاش تھی۔ لیکن تم نے ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیا ہے کہ ہائی ٹاورز کو جی تھری نامی کسی تنظیم نے ہائر کیا تھا اور جی تھری کا تعلق ایکریمیا سے ہے۔..... عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں پوری وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”میں نے جو کچھ کہا ہے درست کہا ہے بحیثیت ریڈ کوئین ہم نے کرمپ کے کلب سے تمہارے حلیے معلوم کر لئے تھے۔ یہ حلیے ہمیں اتفاق سے ملے تھے۔ کیونکہ کلب کے خفیہ راستے سے تم باہر نکلے تھے تو ساتھ ہی ایک عمارت میں ایک پرائیویٹ فلم کی شوٹنگ ہو رہی تھی اور اس وقت وہ عمارت کی کھڑکی سے سڑک کا منظر فلمارہے تھے۔ ہمارے آدمیوں کو اس بارے میں معلوم ہو گیا۔ چنانچہ وہ فلم حاصل کر لی گئی۔ ان میں تمہارے حلیے واضح طور پر آ گئے تھے اور کار کے متعلق بھی تفصیلات مل گئی تھیں۔ چنانچہ بحیثیت ریڈ کوئین میں نے پولیس چیف کو تمہارے بارے میں اور تمہاری کار کے بارے میں تفصیلات

ہنس پڑی۔

”بہت خوب۔ تمہارے اندر واقعی حس مزاح کافی قوی ہے۔ اس بے بسی کی حالت میں بھی تم ایسی باتیں کر رہے ہو۔ جیسے تمہاری جگہ میں بے بس ہوئی بیٹھی ہوں۔ جب کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میرا ایک اشارہ تم سب کی زندگیوں کے چراغ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گل کر سکتا ہے“..... ڈیزی نے کہا۔

”ہم مسلمان ہیں مادام ڈیزی اور مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ موت زندگی کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ انسانوں کے پاس نہیں اس لئے اگر تم یہ سمجھ رہی ہو کہ عقبی پینل سے منسلک آٹومیٹک کرسیوں نے ہمیں بے بس کر رکھا ہے۔ تو یہ تمہاری بھول ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ان کا تعلق عقبی پینل سے ہے۔ جیری جاؤ جا کر پینل چیک کرو جلدی کرو“..... ڈیزی نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”مادام۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ کرسیاں ٹھیک ہیں“..... اس کے عقب میں کھڑے مشین گن بردار نے کہا۔

”نہیں یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ انہیں یہاں بیٹھے کسی طور بھی پتہ نہیں چل سکتا کہ میں نے ان کرسیوں کا سسٹم خصوصی طور پر عقبی پینل سے قائم کیا ہوا ہے۔ جاؤ۔ جا کر چیک کرو۔ یہ مشین گن

چاہتی ہوں کہ جن لوگوں سے وہ اس قدر خوفزدہ تھا۔ ان کی میرے سامنے کیا حیثیت ہے“..... ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جیرم کو تو یقیناً جی تھری کے بارے میں معلومات ہوں گی۔“ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں..... صرف ایک فون نمبر ہے۔ جسے چیک کیا گیا۔ لیکن وہ نمبر بھی ایکس چینج میں نہیں ہے اور اس فون کو ڈائل کیا جائے تو گھنٹی بھی نہیں بجتی بس عجیب و غریب سی آوازیں نکلتی ہیں۔ فون کرنے والا اپنا نام اور پتہ اور فون نمبر بتا دیتا ہے اور پھر رسیور رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر کئی گھنٹوں بعد اور بعض اوقات کئی دنوں بعد جی تھری کی طرف سے کال آجاتی ہے اور بات چیت کر لی جاتی ہے“..... ڈیزی نے جواب دیا

”تمہیں اس فون نمبر کا علم ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں“..... ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے فون نمبر بھی بتا دیا۔

”یہ ایکریمیا کا نمبر ہے یا یہاں پالینڈ کا“..... عمران نے پوچھا۔

”ایکریمیا کا نمبر ہے“..... ڈیزی نے جواب دیا۔

”بے حد شکریہ ڈیزی۔ تم نے واقعی تعاون کیا ہے۔ لیکن مسئلہ ہے کہ تم نے میرے ملک کی انتہائی اہم ترین فیکٹری تباہ کی ہے۔ اس لئے میں چاہوں بھی تو تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کر سکتا۔“ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو ڈیزی بے اختیار کھلکھلا کر

مجھے دے دو..... ڈیزی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ تو جیری نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن ڈیزی کی طرف بڑھادی اور خود وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی عقبی طرف کو بڑھ گیا۔ ڈیزی اب بڑے غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہی تھی۔

"ارے اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس قدر تم نظر آنے لگ گئی ہو۔ تمہارا یہ سمارٹ اور نازک جسم ہماری طرح نہ ہی اس کرسی کی وجہ سے بے بس ہو سکتا ہے اور نہ ہی تم ابھی اس قابل ہوئی ہو کہ اتنی بھاری مشین گن کو چلا سکو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے گردن گھما کر سرسری نظروں سے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں جو لیا سے ملیں۔ اس نے مخصوص انداز میں پلکیں جھپکا کر اسے آئی کو ڈمیں اشارہ کیا اور گردن سیدھی کر لی۔

"مادام۔ پینٹل درست حالت میں ہے..... اسی لمحے عقب سے جیری کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ گاڈ۔ تم نے تو مجھے ڈرا دیا تھا۔ وہ جیرم بھی ابھی تک نہیں آ رہا..... ڈیزی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جیری بھی عقب سے سامنے کے رخ پر آگیا اور ڈیزی نے مشین گن اس کی طرف بڑھادی۔ ابھی جیری نے مشین گن ہاتھ میں لی تھی کہ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز ایک لمحے کے لئے گونجی اور پھر خاموشی چھا گئی۔

"اوہ۔ جاؤ جیری پھانک کھولو۔ جیرم آگیا ہے۔ اسے سیدھا ہمیں لے آؤ..... ڈیزی نے چونک کر کہا۔

"یس میڈم..... جیری نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تمہاری موت کا وقت قریب آگیا ہے عمران۔ اس لئے اگر تم چاہو تو کوئی دعا وغیرہ مانگ لو۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم مشرقی لوگ مرنے سے پہلے بڑی دعائیں وغیرہ مانگتے رہتے ہو..... ڈیزی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شکریہ مادام۔ لیکن تم مغربی لوگ بھی مرنے والوں کی آخری خواہش کا تو بہر حال احترام کرتے ہی ہو اس لئے کیا تم میری آخری خواہش پوری نہ کرو گی..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوائے اس کرسی سے رہائی کے کوئی اور خواہش ہو تو بتاؤ۔ ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سب کے سامنے بتانے والی نہیں۔ ہم مشرقی لوگ ذرا شرمیلے واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے اگر تم مہربانی کرو تو میرے قریب آ جاؤ اور کان میں میری خواہش سن لو۔ پوری کرنے یا نہ کرنے کا تمہیں اختیار ہے۔ مجھے کوئی گھم نہ ہو گا..... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا چلو یہ بھی کر لیتی ہوں۔ معصوم سے آدمی ہو۔ دیکھتی ہوں تمہاری آخری خواہش کیا ہے..... ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور

اتھ کر عمران کی طرف بڑھنے لگی۔ جیسے ہی وہ عمران کے سامنے اس کے قریب آئی۔ عمران نے یکھت دونوں پاؤں کو حرکت دی اور ڈیزی کی دونوں تنگی پنڈلیوں پر اس کے بوٹوں کی نوپوری قوت سے پڑی اور ڈیزی بے اختیار چیختی ہوئی اچھل کر پشت کے بل نیچے گری ہی تھی کہ یکھت جو لیا کرسی میں سے نکل کر اوپر کو اٹھی اور پھر اس سے پہلے کہ ڈیزی نیچے گر کر اٹھتی جو لیا کرسی کی گرفت سے آزاد ہو کر نیچے فرش پر پہنچ چکی تھی۔ ڈیزی نیچے گر کر تیزی سے اٹھی۔ اس کے منہ سے بے اختیار عمران کے لئے گالیاں نکل رہی تھیں سبہرہ تکلیف اور غصے سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔ وہ اٹھتے ہی عمران کی طرف لپکی۔ اس کا انداز بھوک شیرنی کی طرح کا تھا۔

"ارے ارے۔ کیا ہوا۔ یہ تو میری آخری خواہش تھی"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن ڈیزی اس قدر غصے میں تھی کہ اس نے عمران کی بات ہی نہ سنی اور اسی طرح چیختی ہوئی عمران پر جھپٹنے لگی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی اچھل کر ایک طرف جا گری عمران اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب رہا تھا۔ اس نے ڈیزی کے ساتھ یہ حرکت کر کے اس کی توجہ سرے سے جو لیا کی طرف مبذول ہی نہ ہونے دی تھی اور جو لیا کو نہ صرف کرسی کی گرفت سے نکلنے کا موقع مل گیا تھا۔ بلکہ اسے ڈیزی پر بھرپور حملہ کرنے کا بھی موقع مل گیا تھا۔ ڈیزی چیختی ہوئی اچھل کر نیچے گری ہی تھی کہ یکھت عقبی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جیری اور ایک تھری پیس سوٹ میں ملبوس آدمی

الدر داخل ہوا۔ لیکن اسی لمحے جو لیا نے الٹی قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے کسی شہتیر کی طرح فضا میں اڑتی ہوئی ان دونوں سے ٹکرائی اور وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے۔ جیری کے ہاتھ میں موجود مشین گن اچھل کر دور جا گری تھی۔ جو لیا تو اس وقت چھلاوہ بنی ہوئی تھی۔ اس نے یکھت ایک بار پھر جمپ لگایا اور دوسرے لمحے فضا میں پھر قلابازی کھا کر وہ سیدھی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں مشین گن موجود تھی اور ڈیزی چیختی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ جب کہ جیری اور اس کے ساتھ آنے والے نے نیچے گرتے ہی انتہائی پھرتی سے جیسوں سے ریوالور نکالے ہی تھے کہ کمرہ ربٹ ربٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی جیری اس کے ساتھ آنے والے اور پھر ڈیزی تینوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ جیری کا جسم تو زمین پر مرغ بسمل کی طرح پھرنے لگا تھا۔ جب کہ جیری کے ساتھ آنے والا اور ڈیزی دونوں لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے فرش پر گرے۔

"خبردار۔ اگر ذرا بھی حرکت کی تو اس بار گولیاں جسم میں اتار دیں گی"..... جو لیا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"جو لیا نے واقعی انتہائی حیرت انگیز انداز میں فائرنگ کی تھی کہ جیری کے جسم میں تو گولیاں اتر گئی تھیں۔ جب کہ جیری کے ساتھ آنے والے نوجوان اور ڈیزی دونوں کے ہاتھوں پر گولیاں پڑی تھیں اور جو لیا نے ایک ہی راونڈ میں اس طرح گولیاں چلائی تھیں کہ ڈیزی اور اس آدمی کے جسم گولیوں کی اس بوچھاڑ سے بچ گئے اور یہ واقعی جو لیا

98

www.urdufans.com or www.allurdu.com For Sharing Purpose only {RFI}

دونوں کو ہوش کی وادی سے بے ہوشی کی دلدل میں دھکیل دیا تھا۔ پھر عمران کے کہنے پر تنویر اور ڈارک نے ان دونوں کو انہی راڈز والی کرسیوں پر بٹھا کر بے بس کر دیا۔ جب کہ عمران جو لیا کے ساتھ اس کمرے سے باہر نکل گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی۔ پورچ میں ایک نئے ماڈل کی سیاہ رنگ کی کار کھڑی تھی۔ عمارت خالی تھی۔ البتہ اس کے ایک تہہ خانے میں منشیات سے بھری مخصوص انداز کی پیٹیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور ایک اور کمرہ جدید قسم کے اسلحے کی پیٹیوں سے بھرا ہوا تھا۔

"تم نے واقعی مخصوص اشارہ کر کے مجھے راستہ بتا دیا تھا۔ ورنہ میرا تو ذہن بھی اس طرف نہ گیا تھا"..... جو لیا نے ہنستے ہوئے کہا۔
 "شکر ہے اب تم اشارے تو سمجھنے لگی ہو"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جو لیا کا چہرہ شرم سے گلنار ہو گیا۔
 "نائنسنس۔ خبردار۔ اگر آئندہ ایسی گھٹیا بات کی"..... جو لیا نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ گھٹیا بات ہے۔ اگر تم اشارہ نہ سمجھتیں تو اب تک ہم سب لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوتے"..... عمران نے جواب دیا اور جو لیا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ میں ان راڈز میں سے کھسک کر باہر نکل سکتی ہوں۔ میری کرسی تو تم سے تیسرے نمبر پر تھی"۔ جو لیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کے بے پناہ اعصابی کنٹرول کا نمونہ تھا۔
 "گڈ شو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ اگر یہ کوئی غلط حرکت کریں تو بے شک پورا برسٹ ان کے جسموں میں اتار دینا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر کھڑے ہو جاؤ اور دیوار کی طرف منہ کر لو جلدی کرو۔ ورنہ میں فائر کھول دوں گی"..... جو لیا نے چیختے ہوئے کہا اور وہ دونوں میں تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان دونوں نے ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں سے خون بہہ رہا تھا۔ ان کے چہرے خوف اور تکلیف کی وجہ سے بگڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔
 "چلو ادھر عقبی طرف۔ چلو جلدی کرو"..... جو لیا نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ ان دونوں کو بھید بکری کی طرح ہانکتی ہوئی عقبی طرف لے گئی۔ عقبی طرف واقعی سوئچ پینل موجود تھا اور چند لمحوں بعد کلک کلک کی ہلکی ہلکی آوازوں کے ساتھ ہی کرسیوں کے راڈز غائب ہونے شروع ہو گئے اور عمران اس کے ساتھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"تم نے اچھا کیا کہ ان دونوں کو زندہ رکھا ہے۔ ابھی ان سے بہت سی باتیں کرنی ہیں"..... عمران نے ان کے قریب جا کر کہا۔ ساتھ ہی اس نے تنویر کو بھی اشارہ کر دیا تھا اور دوسرے لمحے کمرہ ڈیزی اور جیری کے ساتھ آنے والے کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلیں اور وہ دونوں ہی اچھل کر نیچے گرے اور ایک لمحے تک تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ عمران اور تنویر دونوں نے ایک ہی نیچے تلے ہاتھ سے ان

"مجھے معلوم نہ ہو سکتا تو اور کسے معلوم ہو سکتا ہے کہ کسی بھی خاتون کو لوہے کے جال میں نہیں رکھا جاسکتا۔ اس کے لئے تو سونے کا جال بنانا پڑتا ہے۔"..... عمران نے کہا تو جو لیانے بے اختیار منہ بنالیا۔
"ہونہر۔ تم مرد نجانبے عورتوں کو استا گھنیا کیوں سمجھتے ہو۔"
جولیانے اس بار واقعی غصیلے لہجے میں کہا۔

"لوہے کی نسبت سونا بڑھیا دھات ہوتی ہے۔ گھنیا نہیں ہوتی۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس دوران وہ دوبارہ اس ٹارپنگ روم میں پہنچ گئے۔ جہاں ڈیزی اور جیری کے ساتھ آنے والے کو کرسیوں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ وہ دونوں ابھی تک بے ہوش تھے۔ جب کہ جیری کی لاش وہیں فرش پر پڑی ہوئی تھی۔

"ان دونوں کو ہوش میں لے آؤ تنویر۔"..... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی اس نے جولیانے کو اس کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جس پر پہلے ڈیزی بیٹھی ہوئی تھی۔ تنویر نے آگے بڑھ کر باری باری پہلے ان دونوں کے سر اور کاندھے پکڑ کر مخصوص انداز میں جھٹک دیئے اور پھر ان کے ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے پہلے ڈیزی کو ہوش میں لایا گیا اور پھر یہی کارروائی اس دوسرے آدمی کے ساتھ کی گئی اور جب تنویر پیچھے ہٹا تو چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں کراہتے ہوئے ہوش میں آگئے۔

"تمہارا نام جیرم ہے اور تم ہائی ٹاورز کے چیف ہو۔"..... عمران نے اس آدمی سے جو جیری کے ساتھ آیا تھا۔ مخاطب ہو کر کہا۔

"تم۔ تم۔ سب رہا ہو گئے۔ یہ عورت۔ یہ کوئی شعبہ باز ہے۔ یہ کس طرح اچانک آزاد ہو گئی۔"..... اس آدمی کے جواب دینے سے پہلے ڈیزی نے حلق کے بل چپختے ہوئے کہا۔
"میں نے تم سے سوال کیا تھا مسٹر۔"..... عمران نے ڈیزی کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میرا نام جیرم ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کہ میں ہائی ٹاورز کا چیف ہوں۔ میں اس کا ایک ادنیٰ سا کارکن ہوں۔"..... اس آدمی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ڈیزی ہمیں سب کچھ بتا چکی ہے۔ پورے اطمینان اور پوری تفصیل کے ساتھ۔ کیونکہ اس وقت اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ ہم ان کرسیوں کی گرفت سے آزاد بھی ہو سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی سمجھ رکھا تھا کہ ہماری زندگیوں کا اختیار بھی اس کے ہاتھ میں ہے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تم۔ تم۔ واقعی انتہائی حیرت انگیز لوگ ہو۔ کاش۔ میں جیرم کی بات پر یقین کر لیتی۔"..... ڈیزی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہارے نام علی عمران ہے۔"..... جیرم نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میرے والد صاحب نے تو یہی نام رکھا تھا اور ابھی تک والدین حیات ہیں۔ اس لئے مجھ میں اسے تبدیل کرنے کی ہمت ہی نہیں پیدا ہوئی۔"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران۔ مجھے تمہارے متعلق پوری طرح علم ہے۔ میں نے ڈیزی کو بھی سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ڈیزی نے ضد کر لی۔ جب ڈیزی نے مجھے فون کر کے بتایا کہ اس نے کس طرح تم لوگوں پر قابو پایا ہے۔ تو میں نے یہاں آنے سے پہلے اپنے طور پر تصدیق کی تھی اور تصدیق کے بعد یہاں آیا۔ لیکن نتیجہ وہی نکلا جس کا مجھے خطرہ تھا۔ اب ہم دونوں تمہارے رحم و کرم پر ہیں۔ تم جو چاہو ہمارے ساتھ سلوک کر سکتے ہو۔ لیکن ایک بات کا یقین کر لو کہ ہمیں مشن لینے کے بعد آخری لمحوں تک یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ یہ مشن کس ملک کے خلاف ہے۔ آخری لمحات میں جب مشن کی تفصیلات بتائی گئیں۔ تو ہم مجبور ہو چکے تھے۔ اگر مجھے پہلے علم ہو جاتا تو یقیناً میں اس مشن سے انکار کر دیتا۔۔۔۔۔ جرم بنے اتھائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم ایک تنظیم کے سربراہ ہو۔ اس لئے مشن لینا اور اس پر کام کرنا تمہاری مجبوری ہے۔ لیکن اگر تم صرف فارمولا حاصل کرتے اور فیکٹری تباہ نہ کرتے تو شاید تمہاری پوزیشن دوسری ہوتی۔ لیکن اب بھی تمہارے ساتھ ایک شرط پر خصوصی رعایت کی جاسکتی ہے کہ تم ہمیں جی تھری کے بارے میں کوئی ایسا کلیو دے دو۔ کہ جس کی مدد سے ہم فوری طور پر جی تھری سے اپنا فارمولا واپس لے سکیں۔" عمران نے کہا۔

"جی تھری کے پاس فارمولا موجود نہ ہو گا۔ جی تھری تو ڈیٹنگ ایجنسی ہے۔ وہ تو مشن ہائر کرتی ہے اور پھر کسی دوسری تنظیم سے اپنے

اور پر مشن مکمل کرنا اصل پارٹی کے حوالے کر دیتی ہے۔ فارمولا اس نے لامحالہ اس پارٹی کو دے دیا ہو گا۔ جس پارٹی سے اس نے مشن حاصل کیا ہو گا۔۔۔۔۔ جرم نے کہا۔

"فارمولا تو پاکیشیا واپس پہنچ بھی چکا ہے۔ لیکن اس کا کوڈ واک غائب ہے اور جس پارٹی نے بھی وہ فارمولا جی تھری سے حاصل کیا ہو گا اسے خالی کوڈ واک ہی ملا ہو گا اور لامحالہ اس نے وہ کوڈ واک جی تھری کو واپس کر دیا ہو گا کہ اسے فارمولا مکمل کر کے دیا جائے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر جی تھری کے بارے میں تم ہمیں کوئی ایسا کلیو بتا دو۔ کہ جس سے ہم جی تھری تک آسانی سے پہنچ سکیں۔ تو ہمارا کام ہو جائے گا اور ہم تمہارے ساتھ رعایت کر دیں گے۔ ورنہ دوسری صورت میں ڈیزی نے ہمیں ان کا خاص فون نمبر بتا دیا ہے اور گو ڈیزی نے تو یہی بتایا ہے کہ یہ نمبر ایکس چینج میں نہیں ہے۔ لیکن ایسے نمبروں کو ٹریس کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم واقعی میرے اور ڈیزی کے ساتھ رعایت کرو گے۔" جرم نے بڑے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ بالکل رعایت کروں گا۔ لیکن شرط یہی کہ کلیو جاندار ہونا چاہئے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو سنو۔ ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن میں ایک کلب ہے آریا تو۔ اس کے مالک کا نام بھی آریا تو ہی ہے آریا تو جی تھری کے بورڈ

آف ڈائریکٹر کا رکن ہے۔ اس بات کا علم بھی بس کافی عرصے پہلے مجھے ایک اتفاق کی وجہ سے ہوا تھا۔ ورنہ جی تھری اپنے آپ کو اس قدر خفیہ رکھتی ہے کہ اگر اسے ذرا بھی شک ہو جائے کہ اس کے متعلق کسی کو بھی کسی قسم کا معمولی سا کلیو بھی مل گیا ہے۔ تو اس آدمی کو کسی صورت میں زندہ نہیں رہنے دیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس کا ذکر ڈیزی سے بھی نہیں کیا تھا اور اسے اپنی ذات تک محدود رکھا تھا۔ آج تم پہلے آدمی ہو۔ جسے مجبوراً یہ بتا رہا ہوں۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ میرے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ میں تمہیں اس کی تصدیق کرا سکوں۔..... جیرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ آریا تو بورڈ کا رکن ہے۔“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”میں آریا تو کلب کا ممبر ہوں۔ وہ بے حد اونچے درجے کا کلب ہے آریا تو کے ساتھ بھی میرے خاصے دیرینہ تعلقات ہیں۔ میں جب بھی ولنگٹن جاؤں۔ آریا تو کے پاس ضرور جا کر کچھ روز گزارتا ہوں۔ ایک بار میں آریا تو کے دفتر گیا۔ تو آریا تو کہیں گیا ہوا تھا۔ میں اس کے دفتر میں اس کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اب یہ اتفاق سمجھو یا اس کی بھول کہ ایک سرخ رنگ کی چھوٹی سی ڈائری میز کے کونے پر پڑی ہوئی تھی۔ میں نے ویسے ہی وقت گزاری کے لئے وہ ڈائری اٹھا کر دیکھنی شروع کر دی۔ یہ آریا تو کی ذاتی ڈائری تھی۔ اس میں اس نے ایلفا بنٹا کو ڈس اس بات کا اشارہ درج کر رکھا تھا کہ وہ جی تھری کے بورڈ کی میٹنگ

الذکر کرتا رہتا ہے۔ جیسے ہی میں نے یہ بات پڑھی میں نے فوراً ڈائری بند کی اور اسے واپس اسی طرح میز پر رکھ دیا اور خود صوفے پر بیٹھ گیا۔ ہندو لکھوں بعد ہی آریا تو بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا۔ مجھے وہاں دیکھ کر اس کے چہرے کے عضلات یککٹ سکڑے گئے۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے ڈائری کی طرف چھپٹا۔ اس نے سب سے پہلے ڈائری اٹھا کر اسے دیوار کے ایک خفیہ سیف میں رکھا اور اس کے بعد وہ مجھے ملا اور پھر اس نے تقریباً ایک گھنٹے تک ادھر ادھر کی باتوں میں مجھے چکر دے دے کر یہ پوچھنے کی کوشش کی کہ میں نے اس ڈائری کو پڑھا ہے یا نہیں۔ اس نے کوڈ تکنیک پر بھی باتیں کیں اور باتوں باتوں میں ایلفا بنٹا کو ڈکے بارے میں بھی مجھ سے پوچھ گچھ کی۔ لیکن میں پہلے سے ہی ہوشیار تھا۔ اس لئے میں بالکل ہی انکار کر گیا اور بڑی مشکل سے جا کر آریا تو کو یقین آیا کہ میں نے اس کی ڈائری نہیں اٹھائی اور میں ایلفا بنٹا کو ڈکے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا۔ اس کے بعد آج تک میں نے بھی اس بارے میں کبھی منہ سے بات تک نہیں نکالی۔..... جیرم نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ۔ کیا تم میرے سامنے آریا تو سے فون پر بات کر سکتے ہو۔ کسی بھی موضوع پر ہمیں موضوع سے کوئی دلچسپی نہیں۔ میں صرف تصدیق کرنا چاہتا ہوں کہ واقعی آریا تو کا وجود ہے۔“ عمران نے کہا۔

”بالکل میں بات کرنے کے لئے تیار ہوں۔“..... جیرم نے جواب دیا۔ تو عمران نے آگے بڑھ کر ایک طرف پڑا ہوا فون پیس اٹھایا اور

اسے لاکر جیرم کی کرسی کے بازو پر رکھ دیا۔

"فون نمبر بتا دو اور ایکریمیا کا رابطہ نمبر بھی"..... عمران نے کہا۔ تو جیرم نے فون نمبر اور رابطہ نمبر بتا دیا۔ عمران نے لاؤڈر کا بٹن آن کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جب دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی مخصوص آواز سنائی دینے لگی تو عمران نے رسیور جیرم کے کان سے لگا دیا۔

"یس۔ آریسا تو کلب"..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پالینڈ سے جیرم بول رہا ہوں۔ آریسا تو سے بات کراؤ"۔ جیرم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہو لڈ آن کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"آریسا تو سپیکنگ"..... بولنے والے کے لہجے سے ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ انتہائی سنجیدہ اور ٹھوس طبیعت کا مالک ہو۔

"آریسا تو۔ جیرم بول رہا ہوں۔ ڈیزی کا پروگرام بن رہا ہے ولننگٹن آنے کا۔ میں نے سوچا کہ تمہیں پہلے فون کر لوں۔ کیا خیال ہے کلب میں اسے کمرہ دو گے یا نہیں"..... جیرم نے کہا۔

"بڑی خوشی سے دوں گا۔ وہ تمہاری بیوی ہے جیرم اور تم میرے دوست ہو۔ کیا ہوا اگر پچھلی بار ڈیزی نے میری بے عزتی کر دی تھی۔ لیکن دوستوں کے ساتھ تو ایسا ہوتا ہی رہتا ہے"..... آریسا تو نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ تم واقعی اچھے دوست ہو۔ میں نے یہی بات ڈیزی سے کی تھی۔ لیکن ڈیزی کا خیال تھا کہ تم اس کا نام سنتے ہی غصے سے بھڑک اٹھو گے۔ اس لئے میں نے فون کیا تھا"..... جیرم نے کہا۔

"ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں اس کا انتہائی مسرت سے اپنے کلب میں استقبال کروں گا۔ کب آرہی ہے وہ"..... آریسا تو نے کہا۔

"ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ فی الحال تو وہ پروگرام بنا رہی ہے اور تم تو اچھی طرح جانتے ہو کہ اس کے پروگراموں کا کچھ تپہ نہیں چلتا۔ کب بن جائیں اور کب بن کر ختم ہو جائیں"..... جیرم نے کہا۔

"او۔ کے۔ بہر حال جب بھی وہ آئے۔ مجھے پہلے فون کر دینا"۔ آریسا تو نے کہا اور جیرم نے اس کا شکریہ ادا کیا تو عمران نے ہاتھ سے کریڈل دبایا اور پھر رسیور اس کے کان سے ہٹا کر کریڈل پر رکھ دیا۔

"تو یہ آریسا تو جی تھری کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا رکن ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں"..... جیرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تنویر اور جولیا۔ جیرم اور ڈیزی دونوں کے منہ میں کپڑے ٹھونس دو"..... عمران نے ٹیلی فون سیٹ کو کرسی کے بازو سے اٹھاتے ہوئے تنویر اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں۔ کیوں۔ مگر"..... جیرم اور ڈیزی نے چونک کر کچھ کہنا چاہا لیکن تنویر اور جولیا دونوں نے ہی اپنی جیبوں سے رومال نکال کر انتہائی

"کیا تم بورڈ کے تمام ممبران سے واقف ہو؟..... عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"بورڈ کے ممبران سے۔ کس بورڈ کی بات کر رہے ہیں آپ؟۔"

آریا تو نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا اب نام بتانا ضروری ہے۔ کیا تم اس بورڈ کو نہیں جانتے جس کے تم خود ممبر ہو؟..... عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"سوری جناب۔ میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔ میں تو کسی بورڈ کا ممبر نہیں ہوں؟..... آریا تو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تمہارا یہی جواب ہونا چاہئے تھا۔ لیکن سنو۔ تم صرف اس کے عام سے ممبر ہو۔ بورڈ آف گورنرز کے۔ اوپر بھی ایک تنظیم ہے۔

اسے ماسٹرز کہا جاتا ہے۔ سمجھ گئے ہو اور ماسٹرز کا کام بورڈ اور اس کے ممبران کے کاموں کی نگرانی ہے۔ خاص طور پر یہ چیک کرنا ہے کہ

کہیں تنظیم کے وجود کا راز تو لیک آؤٹ نہیں ہو رہا اور اب میں مکمل تعارف کرا دوں۔ میں ماسٹر لارڈ آر تھانس ہوں۔ سمجھ گئے ہو؟۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ آج تک تو کبھی یہ نام سامنے نہیں آیا؟..... آریا تو نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا

اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ آریا تو کی اس بات نے ہی ثابت کر دیا تھا کہ وہ واقعی جی تھری کا اہم آدمی ہے۔

"بغیر کسی خاص ضرورت کے سیٹ اپ کو سامنے نہیں لایا جاتا۔

پھرتی سے ان کے منہ میں ٹھونس دیئے۔

"اس لئے کہ اب جو کچھ میں کرنے والا ہوں اس میں کوئی مداخلت نہیں ہونی چاہئے؟..... عمران نے جیرم سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر

فون سیٹ کو ایک خالی کرسی پر رکھ کر اس نے تیزی سے دوبارہ آریا تو کلب کے نمبر ملانے شروع کر دیئے۔

"آریا تو کلب؟..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک شیریں نسوانی آواز سنائی دی۔

"آریا تو سے بات کراؤ۔ میں لارڈ آر تھانس بول رہا ہوں گریٹ لینڈ سے؟..... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کیجئے؟..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ آریا تو بول رہا ہوں؟..... چند لمحوں بعد آریا تو کی آواز سنائی دی۔

"گریٹ لینڈ سے لارڈ آر تھانس بول رہا ہوں؟..... عمران نے بڑے باوقار لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی فرلیئے؟..... آریا تو نے جواب دیا۔ لیکن اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"پالینڈ کی سائنسی تنظیم ہائی ٹاورز کے چیف جیرم کو جانتے ہو؟..... عمران نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

"آپ کون صاحب ہیں۔ آپ سے پہلے تو کبھی تعارف نہیں ہوا؟۔ اس بار آریا تو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

بیانی ہے اور جرم سے ہم پہلے بھی کام لیتے رہے ہیں۔ کبھی ایسی شکایت نہیں آئی۔..... آریا تو اب پوری طرح کھل چکا تھا۔
 "اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں۔..... عمران نے کہا
 اور رسیور رکھ دیا۔

"اب ان کے منہ سے رومال نکال لو۔..... عمران نے تنویر اور جولیا
 سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے تو مجھے یہ کہانی سنائی تھی کہ تم نے اچانک اس کی ڈائری
 دیکھ لی تھی۔ اب تم نے اس کی باتیں سن لی ہیں۔ وہ تم سے اچھی
 طرح واقف ہے اور اس نے تمہیں خاص طور پر یہ کام دیا تھا۔ بولو۔
 تم نے جھوٹ کیوں بولا تھا۔..... عمران کا لہجہ سرد ہو گیا۔

"میں نے کب جھوٹ بولا ہے۔ میں نے تمہیں آریا تو کے متعلق
 بتا دیا تھا کہ وہ میرا دوست ہے۔..... جرم نے کہا۔

"تم نے یہ ساری کہانی اس لئے سنائی تھی کہ تمہیں معلوم تھا کہ
 ہم اس آریا تو کو پکڑ کر اس سے فارمولے کے بارے میں پوچھ گچھ
 کریں گے اور اس طرح ہم اس کے ہاتھوں آسانی سے ہلاک ہو جائیں
 گے۔ کیونکہ ایسے لوگ اپنے آپ کو خفیہ رکھنے کے لئے انتہائی سخت
 حفاظتی انتظامات ہر وقت کئے رکھتے ہیں۔..... عمران کا لہجہ اور زیادہ
 سرد ہو گیا۔

"نہیں نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ میں نے تو۔..... جرم نے کہا۔
 "بہر حال تم سے میں نے وعدہ کیا ہے کہ تم دونوں سے رعایت

بہر حال تم ہائی ٹاورز کے جرم کو جانتے ہو اور شاید تم نے ہی پاکیشیا
 والا مشن اپنی ذاتی دوستی کی وجہ سے اس تنظیم کو دیا تھا۔..... عمران
 نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں جناب۔ پارٹی نے از خود اس تنظیم کو تجویز کیا تھا۔
 آخر کار آریا تو کھل گیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ جب کہ مجھے گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری
 نے خود کہا ہے کہ انہوں نے صرف مشن دیا تھا۔ پارٹی تجویز نہ کی تھی
 اور اب صورتحال یہ ہے کہ کام تو اس پارٹی نے مکمل کر دیا ہے۔ لیکن
 وہاں تک فارمولا آدھا پہنچا ہے۔..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ میں نے خود چیک کر کے ان
 کے سفارت خانے ان کی ہدایت کے مطابق بھیج دیا تھا اور انہوں نے
 اسے درست تسلیم کر لیا تھا۔..... آریا تو نے انتہائی حیرت بھرے
 میں کہا۔

"لیکن وہ تو کہہ رہے ہیں کہ اصل فارمولا غائب ہے صرف
 واک انہیں ملا ہے اور کوڈ واک بھی انہوں نے واپس بھیج دیا ہے۔ اس
 لئے تو میں پوچھ رہا ہوں کہ جرم تمہارا دوست ہے اور اس کا تعلق بھی
 سائنسی تنظیم سے ہے۔ کہیں اس نے تو یہ حرکت نہیں کی۔" عمران
 نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ واپس ہی نہیں کیا گیا۔ انہیں تو ہمارے
 متعلق معلوم ہی نہیں کہ کہاں بھیجا جاسکتا ہے۔ یہ سب ان کی نظر

لئے میں پالینڈ میں مزید رکنے سے رہا۔ کیونکہ ہمارا اصل مشن اس کوڈ واک کو حاصل کرنا ہے۔..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر آگیا۔

”مس جولیا۔ کیا آپ بھی عمران کی حامی ہیں؟..... تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”عمران نے اگر انہیں چھوڑا ہے تو کسی خاص مقصد کے لئے چھوڑا ہوگا۔ جہاں تک میرا خیال ہے عمران اس پوری تنظیم ہائی ٹاورز کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔..... جولیا نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔ جیسے جولیا نے اس کی سوچ کے عین مطابق بات کی ہو۔

”فکر نہ کرو تنویر۔ تمہیں فرض کی ادائیگی کا پورا پورا موقع دیا جائے گا۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پورچ میں موجود اس کار تک پہنچ گئے۔ جس پر شاید جیرم یہاں پہنچا تھا اور چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھے اس کو ٹھہی سے نکل کر اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ لیکن ابھی انہوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا ہوگا کہ اچانک کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے سے ٹرانسمیٹر کال کی مخصوص آواز سنائی دینے لگی اور سوائے عمران کے سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے جو کہ ڈرائیونگ سیٹ پر تھا ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ کے نیچے موجود ایک بٹن دبا دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ اتھ ٹی تھری۔ کالنگ اوور۔..... بولنے والے کا لہجہ

مودبانہ تھا۔

کروں گا اور میں وعدہ ضرور پورا کروں گا۔ لیکن چونکہ تم دونوں پاکیشیا کے قومی مجرم ہو۔ تم نے اتہائی قیمتی اور اہم لیبارٹری تباہ کی ہے۔ اس لئے تمہاری موت تو بہر حال میرا فرض ہے۔ لیکن چونکہ تم سے رعایت کا وعدہ کیا تھا اور دوسری بات یہ کہ تم دونوں اس وقت بندھے ہوئے اور بے بس ہو۔ اس لئے میں اس وقت تمہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ لیکن مشن کی تکمیل کے بعد میں دوبارہ آؤں گا اور پھر میں دیکھوں گا۔ کہ تمہاری موت کس قدر عبرت ناک ہو سکتی ہے۔“

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے کرسی پر بندھے ہوئے جیرم کے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔ اس کی کنپٹی پر عمران کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک پوری قوت سے پڑا تھا۔ جیرم کے ساتھ ہی ڈیزی کے حلق سے بھی چیخ نکلی تھی۔ کیونکہ اسی لمحے اس کے ساتھ کھڑی ہوئی جولیا کا بازو گھوما تھا اور جیرم کے ساتھ ساتھ ڈیزی کی گردن بھی ایک سائیڈ پر ڈھلک گئی۔

”ان دونوں کو کھول دو۔ اب یہ ایک دو گھنٹے یہاں بے ہوش پڑے رہیں گے اور اس دوران ہم آسانی سے پالینڈ سے نکل جائیں گے۔..... عمران نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیوں۔ یہ واقعی ہمارے قومی مجرم ہیں۔ تم انہیں زندہ کیوں چھوڑ رہے ہو؟..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہر وقت کا غصہ اچھا نہیں ہوتا تنویر۔ اب بندھے ہوئے اور بے بس انسانوں کو تو میں گولی مارنے سے رہا اور صرف انہیں مارنے کے

وہ راڈز میں جکڑا گیا تھا۔ اس لئے اسے کاشن دینے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔ ورنہ ہم واقعی چوہے دان میں پھنس کر رہ جاتے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”تو اب تم نے سنٹرل ہیڈ کوارٹر میں انہیں جمع ہونے کا کیوں کہا ہے۔ تم اس کے سنٹرل ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جانتے ہو۔“ سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا نے پوچھا۔

”نہیں۔ لیکن اتنی بڑی تنظیم کا بہر حال سنٹرل ہیڈ کوارٹر تو ہوگا۔ ہماری کار کی بھی نگرانی ہو رہی تھی۔ لیکن چونکہ اس کے شیشے کھڑکیں اس لئے انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ کار میں کون موجود ہے اور اب کال کے بعد تو وہ پوری طرح مطمئن ہو گئے ہوں گے۔ اس لئے اب ہم واپس ڈیزی کے حسین چہرے کی جلوہ گری دیکھنے جا رہے ہیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک راؤنڈ دے کر کار کو واپس موڑ دیا۔

”اوہ۔ میں اب سمجھ گیا۔ تم اس پوری تنظیم کا اکٹھا خاتمہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اس لئے اتنی دوسری کی کیا ضرورت تھی۔ یہی جیرم ہی سب کچھ بتا دیتا۔..... تنویر نے کہا۔

”جیرم سے زیادہ اس کال نے مجھے بتا دیا ہے۔ ایچ ٹی تھری کی کال کا مطلب ہے کہ ایچ۔ ٹی۔ ون تو ہوا جیرم اور یقیناً ایچ ٹی ٹو ڈیزی ہوگی اور ظاہر ہے۔ ڈیزی اکیلی تو لیبارٹری تباہ کرنے نہیں گئی ہوگی۔ اس کے ساتھ پورا گروپ ہوگا اس لئے میں نے ایچ ممبران کو اکٹھے ہونے کا

”یس۔ ایچ ٹی ون ایٹنڈنگ اور۔..... عمران نے جیرم کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”باس۔ کیا آپ کی کار چلے جانے کے باوجود بھی نگرانی قائم رکھنی ہے یا نہیں اور۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”نہیں۔ اب کسی نگرانی کی ضرورت نہیں رہی اور سنو تم تمام ایچ ممبران کو سنٹرل ہیڈ کوارٹر میں پہنچنے کا حکم دے دو۔ ایک اہتائی اہم مشن کے لئے میں ان سب سے ضروری بات کرنا چاہتا ہوں اور۔“ عمران نے کہا۔

”یس باس اور۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ایک گھنٹے بعد اور۔..... عمران نے جواب دیا۔

”یس باس اور۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اور ایٹنڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”کیا تمہیں پہلے سے اس نگرانی کا علم تھا۔..... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے علم کیسے ہو سکتا ہے۔ میں بھی تو تمہارے ساتھ ہی ٹرپ ہوا تھا۔ لیکن ڈیزی نے جس طرح جیرم کے متعلق بتایا تھا اور پھر جیرم نے جو باتیں کیں تھیں۔ اس سے مجھے اندازہ ہوا تھا کہ اس نے کسی بھی امکانی خطرے سے نمٹنے کے پیش نظر لازماً نگرانی کا بندوبست کیا ہوگا۔ تب ہی وہ یہاں پہنچا ہوگا۔ اس کی کلانی میں کاشن واچ بھی موجود تھی۔ لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی چونکہ اس پر حملہ ہو گیا تھا اور پھر

ہے..... جو لیا نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”پہلے تم تنویر سے پوچھ لو۔ کہ تمہاری وجہ سے دل زیادہ کام کرتا
 ہے یا دماغ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”کرتا تو دل زیادہ کام ہے۔ لیکن تمہارے جسم میں چونکہ دل ہے
 ہی نہیں۔ اس لئے ظاہر ہے اس کی جگہ دماغ زیادہ کام کرتا ہوگا۔“ تنویر
 نے جواب دیا اور کار اس کے اس خوب صورت جواب پر بے اختیار
 قہقہوں سے گونج اٹھی۔ عمران اور جولیا کے ساتھ ساتھ تنویر کے ساتھ
 عقبی سیٹ پر خاموش بیٹھا ہوا ڈارک بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

کہا تھا اور اس اتچ ٹی تھری نے اسے فوراً تسلیم کر لیا۔ اس کا مطلب ہے
 کہ یہ وہی گروپ ہے جو ڈیزی کی سرکردگی میں ایسی وارداتیں کرتا رہتا
 ہے۔ جیرم فیلڈ کا آدمی نہیں تھا۔ لیکن ڈیزی نے جس طرح جیرم کے
 کہنے کے باوجود اس کی طرح خوفزدہ ہو کر فرار ہونے سے انکار کر دیا اور
 پھر جس ذہانت سے ہمیں ٹریپ کیا۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ
 ڈیزی اس گروپ کی عملی طور پر انچارج ہے۔ اس لئے صرف ڈیزی اور
 جیرم کی ہلاکت سے لیبارٹری کی تباہی کا پورا انتقام نہیں لیا جاسکتا تھا۔
 اس پورے گروپ کو ہلاک ہونا پڑے گا۔ جن کے ناجائز قدم پاکیشیا
 کی فیکٹری کی طرف اٹھے تھے..... عمران نے قدرے جذباتی لہجے میں کہا

”بعض اوقات میں سوچتا ہوں کہ آخر تمہارے دماغ میں ایسے
 گہرے منصوبے کیسے آجاتے ہیں..... تنویر کی آواز سنائی دی۔
 ”کمال ہے۔ سوچنے کے باوجود تمہیں اس کا جواب نہیں ملا۔“
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”نہیں۔ تم بتا دو..... تنویر نے اپنی فطرت کے عین مطابق سادہ
 سے لہجے میں کہا۔

”حد ہے۔ یعنی تمہیں آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ میں جولیا کو
 اپنے ساتھ والی سیٹ پر کیوں بٹھاتا ہوں..... عمران نے کہا تو جولیا
 بے اختیار ہنس پڑی۔

”یعنی تم نے آج تسلیم کر لیا کہ میری وجہ سے تمہارا دماغ کام کرتا

"او کے۔ پھر پہلے پاکیشیا فون کر کے پوچھ لیں۔" باہر سے اس بار کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور صفدر اور خاور دونوں کے سوتے ہوئے جسم یکجہت ڈھیلے پڑ گئے اور صفدر نے جلدی سے دروازے کی ہتھکنی کھول دی۔ دروازے پر دو اکیڑی موجود تھے۔

"آ جاؤ۔" صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا اور وہ دونوں اندر آ گئے۔ صفدر نے دوبارہ دروازہ بند کر دیا۔

"ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے۔ چیف نے ہمیں تفصیل بتادی تھی کہ تم نے گریٹ لینڈ میں اپنی کارکردگی سے یہ معلوم کر لیا ہے۔ کہ فارمولے کا دوسرا حصہ واپس جی تھری کے پاس پہنچ چکا ہے اور ہم نے بھی چیف کو یہی اطلاع دی تھی کہ اس سارے مشن میں اصل کردار جی تھری کا ہے۔ سہتا نچہ تمہاری کال کے بعد چیف نے ہمیں بتایا کہ اب جی تھری کو تلاش کرنا بے حد ضروری ہے۔ تاکہ اس سے دوسرا حصہ حاصل کیا جاسکے۔" صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اس جی تھری کو تلاش کیسے کیا جائے۔ ہم بھی گریٹ لینڈ سے یہاں تک پہنچنے کے دوران سارے راستے یہی سوچتے آئے ہیں۔ کیا تم نے یہاں اس سلسلے میں کوئی کام کیا ہے۔" کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے اور خاور دونوں نے کوشش کی ہے۔ لیکن نہ ہی کسی معلومات فروخت کرنے والے سے اس کے بارے میں علم ہو سکا ہے۔

دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی کمرے کے اندر بیٹھے ہوئے صفدر اور خاور دونوں چونک پڑے۔ وہ اس وقت اکیڑیمین دار الحکومت والنگٹن کے ایک ہوٹل آئس فال میں موجود تھے۔ دستک کی آواز سنتے ہی صفدر کرسی سے اٹھا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ خاور بھی بجلی کی سی تیزی سے کرسی سے اٹھا اور دروازے کی دوسری سائیڈ پر جا کر دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا ہاتھ بھی جیب میں تھا۔ صفدر اور خاور دونوں ہی اکیڑی میک اپ میں تھے۔

"کون ہے۔" صفدر نے خالصاً اکیڑی لہجے میں پوچھا۔

"کیپٹن آرئلڈ۔" باہر سے ایک سنجیدہ سی آواز سنائی دی۔

"سوری۔ میں کسی کیپٹن آرئلڈ کو نہیں جانتا۔" صفدر نے چونک کر کہا۔

اور نہ ہی کسی اور سے..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”صفدر صاحب۔ عمران تنویر اور جولیا کے ساتھ پالینڈ کیا ہوا ہے اور اس سے نہ ہی ہمارا رابطہ ہے اور نہ ہی چیف نے اس سلسلے میں کوئی بات کی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے.....“ اچانک کیپٹن شکیل کے ساتھ آنے والے نعمانی نے کہا۔

”میں نے چیف سے بات کی تھی۔ چیف نے صرف استا جواب دیا تھا کہ عمران ہائی ٹاورز کے ذریعے فارمولے کے دوسرے حصے تک پہنچنا چاہتا ہے۔ اس لئے اس سے رابطے کا کوئی فائدہ ہمیں نہیں ہوگا.....“ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے۔ اس بار ہمیں عمران صاحب کے مقابل کارکردگی کا ایک سنہری موقع ملا ہے۔ ہمیں یہ موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے.....“ خاور نے کہا۔

”کیسا موقع.....“ صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے چونک کر کہا۔

”میں نے اس سلسلے میں بہت کچھ سوچا ہے کہ آخر چیف نے ہمیں عمران سے علیحدہ کیوں مشن پر بھیجا ہے۔ میرے ذہن کے مطابق فیکٹری کی تباہی اور فارمولے کی چوری میں ابتدائی طور پر گریٹ لینڈ مارٹ لگتا ہے۔ لیکن پھر ایسے شواہد مل گئے کہ اس فیکٹری کی تباہی اور فارمولے کی چوری میں پالینڈ کی خفیہ تنظیم ہائی ٹاورز ملوث ثابت ہوئی۔ اس کے بعد اچانک اکیرمیا سے فارمولا پاکیشیا لایا گیا اور پاکیشیا حکومت نے اسے حاصل کر لیا۔ اس طرح تین مختلف سپائس

سامنے آئے۔ گریٹ لینڈ پالینڈ اور اکیرمیا۔ چنانچہ چیف نے ان تینوں سپائس پر بیک وقت ٹیمیں بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ عمران تنویر اور جولیا کو پالینڈ بھجوا دیا گیا تاکہ اصل تنظیم کا سراغ لگایا جاسکے۔ جس نے یہ مشن مکمل کیا ہے اور پھر اس سے معلوم کیا جاسکے کہ اس نے فارمولا کس کو دیا اور پھر وہاں سے فارمولے کے پچھے چلتے ہوئے اس کے دوسرے حصے کو حاصل کیا جاسکے۔ جب کہ مجھے اور صفدر صاحب کو اکیرمیا بھیجا گیا۔ تاکہ ہم یہاں تحقیقات کریں کہ فارمولا اکیرمیا کیسے پہنچا۔ کس کے پاس پہنچا اور یہاں سے کس طرح پاکیشیا پہنچا اور کیا اس کا دوسرا حصہ واقعی اکیرمیا میں ہے یا کہیں اور ہے۔ جب کہ کیپٹن شکیل اور نعمانی کو براہ راست گریٹ لینڈ بھیج دیا گیا۔ تاکہ وہاں اس بات کی چھان بین کی جاسکے کہ کیا ابتدائی شواہد کے مطابق واقعی گریٹ لینڈ اس مشن میں شامل ہے اور کیا فارمولے کا دوسرا حصہ اب گریٹ لینڈ میں موجود ہے یا نہیں۔ میں نے اور صفدر صاحب نے یہاں جو کام کیا۔ اس کے نتیجے میں ہمیں یہ معلوم ہوا کہ اس مشن میں درمیانی پارٹی جی تھری تھی اور جی تھری نے یہ فارمولا اکیرمیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کو دے دیا۔ جہاں سے اس لڑکی ٹریسانے فارمولا چرایا اور کوڈواک کو پیک کر کے گریٹ لینڈ کے وزیراعظم کے پاس بھجوا دیا گیا اور اصل فارمولا واپس پاکیشیا پہنچا دیا گیا۔ اس لحاظ سے تو کوڈواک گریٹ لینڈ میں ہونا چاہئے۔ لیکن کیپٹن شکیل اور نعمانی نے گریٹ لینڈ میں کام

”اب آپ لوگ آگئے ہیں۔ اب ہمیں کام کا آغاز کر دینا چاہئے۔ اب سب سے پہلے مسئلہ جی تھری کے لئے کسی اہم کلیو کی تلاش ہے۔ اس کے لئے کیا کیا جائے۔“ صفدر نے لائٹ جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”اخبار میں اشتہار دے دیا جائے“..... نعمانی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کمرہ ایک بار پھر بھرپور قہقہوں سے گونج اٹھا۔ کیپٹن شکیل جیسا ہر وقت سنجیدہ رہنے والا آدمی بھی اس وقت دل کھول کر ہنس رہا تھا۔

”واقعی بہترین ترکیب ہے“..... صفدر نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو سب بے اختیار چونک کر صفدر کی طرف دیکھنے لگے۔ خاص طور پر نعمانی کے چہرے پر تو شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ صفدر کی سنجیدگی سے یہی سمجھا تھا کہ صفدر کو اس کا یہ مذاق پسند نہیں آیا۔ لیکن بے ساختہ قہقہہ صفدر نے ہی لگایا تھا۔

”میں نے تو مذاق کیا تھا صفدر۔ تم سنجیدہ ہو گئے“..... نعمانی نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”تم نے تو واقعی مذاق کیا ہے اور خوبصورت مذاق کیا ہے۔ لیکن اس سے میرے ذہن میں ایک تجویز آگئی ہے۔ اگر ہم اخبار میں اس قسم کا اشتہار دے دیں کہ ایم میزائل کے فارمولے کو فوری طور پر فروخت کرنا مقصود ہے تو یقیناً جی تھری کے کسی نہ کسی آدمی کی نظروں سے یہ اشتہار ضرور گزرے گا اور وہ لازماً اس سلسلے میں کسی نہ کسی طرح رابطہ کرنے یا تصدیق کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس طرح ہمیں

کرنے کے بعد یہ معلوم کیا کہ کوڈواک واقعی گریٹ لینڈ کے وزیراعظم کے پاس پہنچا تھا۔ لیکن چونکہ ان کے لئے خالی کوڈواک بیکار تھا۔ اس لئے انہوں نے یہ کوڈواک واپس جی تھری کے پاس بھیج دیا ہے۔ اس طرح ہم دونوں گروپوں نے جب اپنے اپنے طور پر چیف کو رپورٹ دی تو چیف سمجھ گیا کہ کوڈواک اب اکیمریمیا میں جی تھری کے پاس موجود ہو گا اور یہ بات بھی معلوم ہو گئی ہے کہ جی تھری نے گریٹ لینڈ کو اس کا معاوضہ واپس کر دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ چند ماہ بعد پاکیشیا سے فارمولا واپس حاصل کرنے کی کوشش کرے گی اور پھر نئے سرے سے معاوضہ وصول کرے گی۔ جب کہ عمران ابھی تک اکیمریمیا نہیں پہنچا اس کا مطلب ہے کہ ابھی وہ ہائی ٹاورز سے یہ معلوم نہیں کر سکا۔ کہ فارمولا ہائی ٹاورز نے جی تھری کو بھیجا تھا۔ اس لئے ہمارے پاس موقع موجود ہے کہ ہم یہاں جی تھری کے لئے تیزی سے کام کر کے عمران کے جی تھری کے پیچھے آنے سے پہلے ہی فارمولا حاصل کر لیں“..... خاور نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اور اگر جی تھری نے کوڈواک واپس ہائی ٹاورز کو بھیج دیا ہو تب“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اسے عمران کی خوش قسمتی ہی کہا جاسکتا ہے“..... خاور نے جواب دیا اور سب اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔ صفدر نے فون پر ہوٹل سروس والوں سے لائٹ جوس لانے کا آرڈر دے دیا تھا۔ اس لئے تھوڑی دیر بعد لائٹ جوس کے گلاس ان کے سامنے موجود تھے۔

آگے بڑھنے کے لئے کلیو مل سکتا ہے۔"..... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات تو درست ہے۔ لیکن اس طرح کسی سائنسی فارمولے کی فروخت کا اشتہار دینا خطرناک معاملہ بھی ہو سکتا ہے۔ جی تھری تو رابطہ کرے یا نہ کرے حکومت کے ایجنٹ اور دوسرے خفیہ ادارے ضرور رابطہ کر لیں گے اور ہم نئے مسائل میں پھنس سکتے ہیں۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ضروری نہیں کہ اس قدر واضح اشتہار دیا جائے۔ کوئی ایسا اشتہار دیا جاسکتا ہے کہ جو عام لوگوں کے لئے تو عام سا ہو۔ لیکن جی تھری سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے خاص ہو۔" اس بار خاور نے کہا۔

"لیکن کیپٹن شکیل کی بات درست ہے۔ یہ معاملہ خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے اور اس میں ہمیں طویل انتظار بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس سلسلے میں کوئی ایسا لائحہ عمل سوچنا چاہئے کہ ہم فوری طور پر آگے بڑھ سکیں۔"..... صفدر نے حتمی اور فیصلہ کن لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران میں یہی ایک خوبی ہے کہ ایسے مواقع پر وہ کوئی نہ کوئی آدمی ایسا ڈھونڈ نکالتا ہے جسے فون کر کے وہ کلیو حاصل کر لیتا ہے۔" نعمانی نے کہا تو خاور بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ اوہ میرا خیال ہے۔ ہمارا کام ہو جائے گا۔"..... خاور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو سب چونک کر حیرت

پری نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا؟"..... سب نے بیک وقت پوچھا۔

"نعمانی کی بات سے میرے ذہن میں ایک شخصیت کا نام آگیا ہے۔ وہ میرا بہت پرانا دوست ہے اور اس کا تعلق بھی زیر زمین دنیا سے ہے۔ وہ ضرور اس بارے میں کوئی نہ کوئی کلیو بتا سکے گا۔"..... خاور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون سیٹ کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا کر اسے انریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے انکواری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ انکواری پلیز۔"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"راکسن کول کمپنی کے جنرل مینجر فرنیک کا نمبر دیں۔"..... خاور نے کہا۔ تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا اور خاور نے کریڈل دبا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ صفدر نے ہاتھ بڑھا کر اوڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور خاور نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ ایسا کرنا بھول گیا تھا۔

"ہیلو۔ جنرل مینجر آفس راکسن کول کمپنی۔"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جنرل مینجر فرنیک سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے ان کا پرانا دوست خاور بول رہا ہوں۔"..... اس بار خاور نے پاکیشیائی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

طرف سے چہختے ہوئے کہا گیا۔ انداز میں بے حد بے تکلفی تھی۔
 "اور تم نے بھی تو اتنے برسوں میں نہ کبھی پاکیشیا کا چکر لگایا اور نہ
 کبھی فون کیا"..... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ واقعی۔ ویسے سچی بات بتاؤں۔ میرے ذہن سے ہی تم نکل
 گئے تھے۔ آئی ایم سوری فار دس۔ لیکن سچ ہی ہے"..... دوسری طرف
 سے کہا گیا۔

"گڈ۔ تمہاری یہی بات تو مجھے پسند ہے کہ تم سچ کہہ دیتے ہو۔"
 خاور نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"آج کیسے فون کیا۔ خیریت۔ کیا ابھی خفیہ پولیس میں ہی ہو۔ یا
 اپنا دھندہ کر رہے ہو"..... فرنیک نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "اپنا دھندہ کر رہا ہوں۔ لیکن یہ تمہاری طرح کا دھندہ نہیں ہے۔
 سیدھا سادھا سا دھندہ ہے۔ معلومات فروخت کرنے والا"..... خاور
 نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ تو اب پاکیشیا استاتر ترقی یافتہ ہو گیا ہے کہ وہاں
 اس قسم کے دھندے کا سکوپ بن گیا ہے"..... فرنیک نے ہنستے
 ہوئے کہا۔

"پاکیشیا تو تمہارے تصور سے بھی زیادہ ترقی یافتہ ہو گیا ہے۔ تم
 نے تو سالوں میں چکر نہیں لگایا"..... خاور نے کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ یہاں کاروبار کچھ اس قدر پھیل گیا ہے کہ
 اب فرصت ہی نہیں ملتی۔ بہر حال۔ بتاؤ کیسے فون کیا"..... فرنیک

"پاکیشیا سے۔ اوہ۔ ہولڈ آن کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں کہ
 باس اس وقت کس نمبر پر مل سکتے ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا
 اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔
 "نمبر نوٹ کر لیں۔ باس اس نمبر پر موجود ہیں"..... دوسری طرف
 سے کہا گیا اور خاور نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبا دیا اور اس لڑکی کا
 بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"یس"..... ایک بھاری سخت اور قدرے کرخت سی آواز سنائی دی۔
 "فرنیک بول رہے ہو یا کریک"..... خاور نے مسکراتے ہوئے
 اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا۔ کون ہو تم"..... دوسری طرف سے یکفخت پھاڑ کھانے
 والے لہجے میں کہا گیا۔

"ارے ارے۔ ابھی تمہاری وہ فوری غصے میں آجانے والی عادت
 نہیں گئی۔ میں خاور بول رہا ہوں پاکیشیا سے"..... خاور نے ہنستے
 ہوئے کہا۔

"خاور۔ پاکیشیا"..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں
 بڑبڑاتے ہوئے کہا گیا۔

"سلور گرل میں وہ وقت یاد کرو۔ جب ایک لڑکی نے تمہارے سر
 پر جوتیوں کی بارش کر دی تھی"..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم۔ خاور۔ اوہ مائی فرینڈ۔ یہ تم
 اچانک اتنے برسوں کے بعد کہاں سے ٹپک پڑے"..... یکفخت دوسری

"کمال ہے۔ اس کے لئے تمہیں وعدہ لینے کی ضرورت پڑ گئی ہے۔"
خاور نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارے متعلق جانتا ہوں۔ میں نے تو ویسے ہی حفظ ماتقدم کے طور پر بات کی تھی۔ کیونکہ جی تھری اپنے آپ کو خفیہ رکھنے کے معاملے میں بے حد سفاکی سے کام لیتی ہے۔ مجھے بھی بس ایک اتفاق کی وجہ سے علم ہو گیا۔ ولنکٹن میں ایک کلب ہے۔ اس کا نام ہائی سکائی کلب ہے اس کا مالک رچرڈ ہے۔ یہ رچرڈ دراصل جی تھری کا رجسٹرار ہے۔ سمجھ لو کہ دھندہ یہاں رجسٹرڈ ہوتا ہے اور پھر آگے کام بڑھایا جاتا ہے۔ جہاں تک اس رچرڈ کا تعلق ہے۔ اس کے لئے تم اپنی پارٹی کو کہہ دو کہ وہ پہلے گلا سکو آرٹ کارپوریشن کے مالک لانسر سے بات کریں۔ لانسر معقول معاوضہ لے کر مرنی کے لئے ٹپ دے سکتا ہے اور جب تک لانسر ٹپ نہ دے گا۔ رچرڈ رجسٹر نہ کرے گا۔" فرنیٹک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ویری ویری تھینک فل ٹویو کبھی آؤ پاکیشیا۔" خاور نے انتہائی شکرانہ لہجے میں کہا۔

"میرا آنا تو مشکل ہے۔ تم خود ہی ایکریمیا آ جاؤ۔ میری طرف سے دعوت ہو گئی۔" فرنیٹک نے ہنستے ہوئے کہا اور خاور نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

"واہ۔ واقعی کمال ہو گیا کہ عمران کا نام لیتے ہی کام ہو گیا۔" نعمانی

نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم سچ بولتے ہو۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اگر تمہیں معلوم ہو گا تو تم سچ ہی جواب دو گے۔ میری فیلڈ کا ایک لمبا دھندہ ہے۔ پاکیشیا کی ایک بہت بڑی پارٹی ایکریمیا کی ایک ڈیلنگ پارٹی جی تھری کے ذریعے کوئی بزنس کرنا چاہتی ہے۔ لیکن جی تھری کی شہرت تو پوری دنیا میں ہے۔ لیکن اس سے رابطے یا اس کی کوئی ٹپ کسی کے پاس نہیں ہے۔ اس لئے یہ کام مجھے سونپا گیا ہے کہ میں اس سلسلے میں معلومات حاصل کروں اور میرے ذہن میں تمہارا نام آگیا کہ تم لازماً اس بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور جانتے ہو گے۔" خاور نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی تھری۔ ہاں۔ معلوم تو ہے۔ لیکن وہ کسی اجنبی پارٹی سے کسی صورت بھی رابطہ نہیں کرتے اور نہ کام لیتے ہیں۔ ان کا زیادہ تر دھندہ حکومتوں سے ہی رہتا ہے۔" فرنیٹک نے جواب دیا۔

"مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ وہ کام دیتے ہیں یا نہیں۔ رابطہ کرتے ہیں یا نہیں۔ مجھے تو اپنے دھندے سے مطلب ہے کہ میں رابطے کے بارے میں معلومات اس پارٹی کو فروخت کر کے ان سے بھاری رقم کما سکوں۔" خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ میں بتا دیتا ہوں۔ لیکن ایک بات کا وعدہ کرو کہ میرا نام درمیان میں نہ آئے گا۔" فرنیٹک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

میں کافی تجربہ حاصل ہو چکا ہے۔ آؤ سب کام ہو جائے گا۔۔۔۔۔ صفر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد صفر اور خاور سفید رنگ کی نئی کار میں سوار ہائی سکاٹی کلب پہنچ گئے۔ کیپٹن شکیل اور نعمانی ایک دوسری کار میں ان کے پیچھے تھے۔ ان دونوں کو انہوں نے نگرانی کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ جب کہ رچرڈ کا اغوا صفر اور خاور نے اپنے ذمے لیا تھا۔

”ڈرائیونگ سیٹ پر خاور تھا۔ جب کہ صفر سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں ایکریمین میک اپ میں تھے۔ کار کی پارکنگ گواہی وسیع تھی۔ لیکن اس وقت وہ اس طرح پر نظر آرہی تھی۔ کہ وہاں ایک کار کی بھی گنجائش نہ تھی۔ اس لئے مین گیٹ کی سائیڈ دیوار کے ساتھ بھی دو تین کاریں کھڑی نظر آرہی تھیں۔ خاور کار کو اس طرف لے گیا جب کہ کیپٹن شکیل اور نعمانی کی کار کپاونڈ گیٹ میں داخل ہی نہ ہوئی تھی۔ وہ باہری رک گئی تھی۔ خاور نے کار مین گیٹ سے ذرا پہلے کر کے اس طرح روک دی کہ مین گیٹ اور اس کی کار کے درمیان دوسری کوئی کار پارک نہ ہو سکے اور پھر وہ دونوں کار سے نیچے اتر آئے۔ لیکن انہوں نے کار کو لاک نہ کیا اور تیزی سے قدم بڑھاتے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کلب کا وسیع و عریض ہال ایکریمینز اور یورپی مردوں اور عورتوں سے بھرا ہوا تھا۔ مترنم قہقہوں کے ساتھ ساتھ بھاری مردانہ آوازیں بھی ہال میں گونج رہی تھیں۔ ہال کے چاروں کونوں میں مشین گنیں کاندھوں سے لٹکائے غنڈہ بنا افراد دیواروں

نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر سب بے اختیار ہنس پڑے۔ ”عمران کا نام ہی ایسا ہے کہ سب بند دروازے کھل جاتے ہیں۔ میرے خیال میں قدیم دور میں کھل جا سم سم کہا جاتا تھا۔ اس جدید دور میں اس کو عمران کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔ صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”تو پھر اب کیا پروگرام ہے۔ پہلے لانسر سے بات کی جائے یا براہ راست اس رچرڈ کی گردن دبائی جائے۔۔۔۔۔ خاور نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ہم نے جی تھری کو کوئی کام تو نہیں دینا کہ لانسر کی ٹپ حاصل کرتے پھریں۔ اس لئے براہ راست رچرڈ سے ملاقات ہو گئی۔ لیکن ظاہر ہے۔ اس کلب میں رچرڈ سے تفصیلی پوچھ گچھ بھی نہیں ہو سکتی اور ہو سکتا ہے کہ وہاں اس سلسلے میں خود کار حفاظتی انتظامات کئے گئے ہوں اس لئے پہلے تو ہمیں یہاں کوئی رہائش گاہ اور کار وغیرہ حاصل کر لینی چاہئے۔ اس کے بعد رچرڈ کو اغوا کر کے اس رہائش گاہ میں لایا جائے اور اس کے بعد اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کی جائے۔“ صفر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”چلو۔ پھر اٹھو۔ کیپٹن شکیل اور نعمانی کی وجہ سے ہم ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اب ان دونوں کی آمد کے بعد یہاں ٹھہرنے کا کوئی جواز نہیں رہا۔ لیکن رہائش گاہ اور کار کا بندوبست کہاں سے ہو گا۔“ خاور نے کہا۔

”اس کی فکر مت کرو۔ عمران کے ساتھ یہاں آکر مجھے اس سلسلے

ایک طرف پڑے ہوئے انٹرکام کار سیور اٹھا کر اس نے دو بٹن پر پس کر دیئے۔

"باس۔ کاؤنٹر سے لڑی بول رہی ہوں۔ دو صاحبان تشریف لائے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ وسکائس سے آئے ہیں۔ سیار کن برادرز نام بتا رہے ہیں۔ میں نے ان سے ملاقات طے ہونے کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ ان کے پاس لائسنس کی ٹپ موجود ہے اور اس ٹپ کی موجودگی میں ملاقات طے کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی"..... لڑکی نے صفدر سے ہونے والی ساری بات اپنے خاص انداز میں دوہرا دی اور پھر دوسری طرف سے آنے والی آواز سنتی رہی۔

"یس باس"..... اس نے کہا اور سیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف کھڑے ایک نوجوان کو اشارے سے بلایا۔

"ان صاحبان کو باس کے سپیشل آفس پہنچاؤ"..... لڑکی نے اس نوجوان کے قریب آنے پر صفدر اور خاور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آئیے جتاپ"..... نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا اور صفدر اور خاور اس کے پیچھے چلتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ لفٹ نے چند لمحوں میں انہیں نیچے والی منزل میں پہنچا دیا۔ یہاں ایک اور بڑا ہال تھا۔ جس میں جوئے کی مشینیں نصب تھیں اور عورتیں اور مرد جو اکیلے میں مصروف تھے۔ یہاں بھی مشین گنوں سے مسلح افراد ہال میں گھومتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ لیکن مجموعی طور پر ماحول پر امن تھا۔

سے پشت لگائے کھڑے سگریٹ پیتے نظر آ رہے تھے۔ ہال میں نیم عریاں لباسوں میں ملبوس نوجوان عورتیں شراب اور دوسرے لوازمات سرو کرنے میں مصروف تھیں۔ ایک طرف ایک بڑا سا کاؤنٹر تھا۔ جہاں سے شراب اور دوسرے مشروبات سرو کئے جا رہے تھے۔ جب کہ دوسری طرف ایک اور کاؤنٹر تھا۔ جس پر دو لڑکیاں فارغ کھڑی تھیں اور دونوں کے سامنے فون سیٹ رکھے ہوئے تھے۔ جب کہ ایک آدمی کاؤنٹر کے سامنے سٹول پر بیٹھا فون کرنے میں مصروف تھا۔ مجموعی طور پر ہال کا ماحول پرسکون اور خاصا مہذب نظر آ رہا تھا۔ صفدر اور خاور دونوں اسی کاؤنٹر کی طرف بڑھے چلے گئے۔ جو شاید فون کال کرنے یا سننے کے لئے بنایا گیا تھا۔

"یس سر"..... ایک لڑکی نے ان دونوں کے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہی ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رپرڈ سے ملنا ہے۔ ہم وسکائس سے آئے ہیں سیار کن برادرز"۔

صفدر نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"کیا آپ کی باس سے ملاقات طے ہے"..... لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ ہمارے پاس لائسنس کی ٹپ موجود ہے اور اس ٹپ کی موجودگی میں ملاقات طے کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی"..... صفدر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اچھا..... میں بات کرتی ہوں"..... لڑکی نے کہا اور

ایک سائیڈ پر راہداری تھی۔ جب کہ آخر میں ایک دروازہ تھا۔
 دروازے سے باہر دو مسلح آدمی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔
 "لڑی نے بھیجا ہے انہیں"..... صفدر اور خاور کے ساتھ آنے
 والے نوجوان نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان دونوں مسلح
 افراد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ"..... ان میں سے ایک نے کہا اور وہ نوجوان
 سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"آپ کے پاس جو اسلحہ ہو۔ وہ ہمیں دے دیں۔ واپسی پر آپ کو
 مل جائے گا"..... اسی مسلح آدمی نے صفدر اور خاور سے مخاطب ہو کر
 نرم لہجے میں کہا۔

"کس قسم کا اسلحہ"..... خاور نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ تو
 نوجوان چونک کر حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"قسم کا کیا مطلب۔ اسلحہ تو اسلحہ ہی ہوتا ہے۔ مطلب ہے ریوالور
 اور پستل وغیرہ"..... ایک مسلح آدمی نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے
 میں کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ تو بارودی اسلحہ کہو۔ اسلحے تو اس دور میں بہت سی
 قسموں کے ہیں۔ مثلاً ہم بزنس کے لئے آئے ہیں اور بزنس میں کرنسی
 نوٹوں کو بھی اسلحہ کہا جاتا ہے"..... خاور نے مسکراتے ہوئے جواب
 دیا۔ تو دونوں بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"ہمارا مطلب بارودی اسلحے سے تھا"..... اسی آدمی نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ بے شک تم تلاشی لے سکتے ہو۔
 جہاں بزنس ہو وہاں ایسا اسلحہ ساتھ نہیں رکھا جاتا"..... خاور نے
 مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تشریف لے جائیں"..... اس آدمی نے کہا اور خاور
 اور صفدر دونوں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھے اور کمرڈشیشے کا گیٹ کھول
 کر وہ اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس کی دونوں
 سائیڈوں پر صوفے لگے ہوئے تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر نما میز تھی۔
 جس کے پیچھے ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان مقامی لڑکی بیٹھی
 ہوئی تھی۔ صوفوں پر دو مرد اور تین عورتیں پہلے سے بیٹھی ہوئی تھیں۔
 "ہم وسکائس سے آئے ہیں۔ سیار کن برادرز"..... صفدر نے آگے
 بڑھ کر اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ تشریف رکھیے۔ ابھی آپ کا نمبر آجائے گا"..... لڑکی نے
 اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
 کہا اور صفدر اور خاور دونوں خاموشی سے خالی صوفے پر جا کر بیٹھ گئے۔
 اسی لمحے اندرونی دروازہ کھلا اور ایک موٹی اور بھاری جسمانت کی
 عورت اندر سے باہر آئی۔ اس کے ہاتھوں میں نوٹوں کی ایک گڈی
 تھی۔ جو اس نے باہر آتے ہی دوسرے ہاتھ میں موجود پرس کے کھلے
 منہ میں ڈال دی اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔
 جب کہ اس کے ساتھ ہی ایک مرد اور دونوں عورتیں جو پہلے سے بیٹھی

ایم کی نظروں والی عینک بھی موجود تھی۔

"آئیے جناب۔ تشریف رکھیں۔ میرا نام رچرڈ ہے۔" اس آدمی نے کرسی سے تھوڑا سا اٹھ کر ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔
"شکریہ۔ ہم سیارکن برادرز ہیں اور ہمارا تعلق وسکانس سے ہے۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور میز کی ایک سائیڈ پر کھٹے ہوئے صوفے پر وہ دونوں بیٹھ گئے۔

"آپ نے کاؤنٹر پر کسی لائسنس کی ٹپ کا حوالہ دیا تھا۔ وہ کیا ٹپ ہے میں تو سمجھ نہیں سکا تھا۔ اس لئے میں نے آپ کو ملاقات کا وقت بھی اے دیا تھا ورنہ بغیر پیشگی وقت طے کئے کسی سے ملاقات نہیں کیا کرتا۔" رچرڈ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی تھری کے لئے لائسنس کی ٹپ ضروری ہوتی ہے۔" صفدر نے اے سادہ سے لہجے میں کہا۔ تو رچرڈ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے اُسے پر ایک لمحے کے لئے انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرے لیکن اُسے لمحے اس کا چہرہ ساٹ ہو گیا۔

"جی تھری۔ کیا مطلب۔ آپ کھل کر بات کریں۔ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میں تو آپ کی کسی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔" رچرڈ نے محبت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے میز کے کنارے موجود ہاتھ نے ذرا سی حرکت کی اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر اور اس کوئی بات کرتے۔ اچانک میز کے دوسرے کنارے سے نیلے رنگ کے دھویں کے جیسے پچکاری سی ان دونوں کے چہروں پر پڑی اور

ہوئی تھیں اٹھ کر اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ اب صفدر اور خاور کے علاوہ اس کمرے میں صرف دو مرد بیٹھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ مرد اور عورتیں واپس آئیں اور سیدھی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔ جب کہ اس بار وہ دونوں مرد اٹھے اور اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ اسی لمحے کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھی ہوئی لڑکی کے سامنے رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بجی اور اس نے جھٹک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہی باس۔" چند لمحوں بعد اس نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے فون کو اپنی طرف کھسکایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ سب کام دفتری انداز میں ہو رہے تھے اور صفدر اور خاور دونوں خاموش بیٹھے ہوئے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہے تھے۔ لڑکی فون پر کچھ دیر بات کرتی رہی پھر اس نے رسیور رکھ دیا اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہ دونوں مرد باہر آ گئے۔

"اب آپ تشریف لے جائیے۔ لیکن خیال رکھیں۔ باس کے پاس وقت بے حد کم ہوتا ہے۔" لڑکی نے صفدر اور خاور سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں سر ملاتے ہوئے اٹھ کر اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ اندر ایک اور خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں انتہائی قیمتی فرنیچر موجود تھا۔ ایک بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیر عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر ہلکے رنگ کا سوٹ تھا۔ چہرے مہرے سے "کاروباری آدمی ہی لگ رہا تھا۔ آدھے سر سے گنجا تھا اور آنکھوں پر مولے

تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ کس کار سے اترے تھے۔ تمہارے آدمیوں نے اس کار میں بیٹھ کر کلب سے باہر جانا ہے اور تم نے دوسرے آدمیوں کے ساتھ نگرانی کرنی ہے۔ لازماً ان کے اور ساتھی باہر موجود ہوں گے۔ جو انہیں واپس جاتا دیکھ کر ان کے پیچھے آئیں گے۔ وہ جتنے بھی ہوں۔ انہیں بھی اسی طرح سیوک گیس کی مدد سے بے حس کر کے تم نے آسٹراؤس پہنچا دینا ہے اور ان دونوں کو بھی عقبی رلستے سے آسٹراؤس بھجوا دو۔ پھر مجھے کال کرنا۔ میں آسٹراؤس پہنچ جاؤں گا۔..... رچرڈ نے آنے والوں کو تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا اور صفدر اس رچرڈ کی ذہانت اور کارکردگی پر دل ہی دل میں حیران رہ گیا۔ اس نے واقعی ان کے ساتھیوں کو سامنے لانے کے لئے فول پروف تجویز سوچی تھی۔ صفدر اور خاور کو آنے والے دو افراد نے لاشوں کے سے انداز میں اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر اندرونی دروازے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں سے گزرتے ہوئے ایک لفٹ میں پہنچے۔ یہاں سے وہ اوپر کسی منزل پر پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں چار کرسیاں موجود تھیں۔ صفدر اور خاور کو کرسیوں پر بٹھا دیا گیا اور پھر تیسرا آدمی باہر چلا گیا۔ جب کہ انہیں اٹھا کر لانے والے دونوں آدمی وہیں کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے وہی تیسرا آدمی تھا اور اس کے پیچھے ایک چھوٹے قد کا مخنی سا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بگ تھا۔

اس کے ساتھ ہی ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں میں دوڑتا ہوا خون یکھٹ بھگد ہو گیا ہو۔ وہ دیکھ رہے تھے۔ سمجھ رہے تھے لیکن کسی قسم کی حرکت کرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ رچرڈ نے واقعی کسی اتہائی تیز گیس سے اچانک ان پر وار کر کے انہیں بے حس کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی رچرڈ نے تیزی سے میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے انٹرکام کار سیور اٹھایا اور کئی نمبر پر ریس کر دیئے۔

”چیرائی فوراً میرے سپیشل آفس میں دو آدمیوں سمیت آؤ۔ فوراً۔..... رچرڈ نے کہا اور سیور ایک دھماکے سے کریڈل پر رکھ دیا۔“ ہونہ۔ تو تم جی تھری کے چکر میں یہاں آئے تھے۔..... رچرڈ نے سیور رکھ کر صفدر اور خاور کی طرف دیکھتے ہوئے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لیکن ظاہر ہے صفدر اور خاور اس کی بات سن تو رہے تھے۔ لیکن جواب دینے سے قاصر تھے۔ لیکن بہر حال صفدر کو یہ اطمینان ہو گیا تھا کہ خاور کے دوست نے انہیں ٹپ درست دی ہے۔ رچرڈ جس طرح جی تھری کے الفاظ پر چونکا تھا اور اس نے فوری طور پر جس رد عمل کا اظہار کیا تھا۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی تھی۔ چند لمحوں بعد اندرونی طرف کا ایک دروازہ کھلا اور تین مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔“ ان دونوں کو اٹھا کر پہلے اوپر زیر دروم میں لے جاؤ اور پھر ان دونوں کے قدم و قامت کے آدمی بلوا کر ان کے چہروں پر ان کے میک اپ کراؤ۔ ان کی کار باہر موجود ہوگی۔ مین گیٹ کے سائیڈ کیپر سے

”جب تک میں ٹرانسمیٹر پر تمہیں مزید ہدایات نہ دوں تم نے کار کو ایسے ہی سڑکوں پر دوڑائے رکھنا ہے“..... چیرائی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں مڑ کر صفدر اور خاور کے سامنے آگئے۔ صفدر اور خاور نے دیکھا کہ واقعی ان کے چہروں پر شاندار میک اپ کیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور خاور کے لباس اتار لئے گئے اور ان دونوں افراد کے اترے ہوئے لباس انہیں پہنادیئے گئے۔

”اب تم ان دونوں کو سپیشل وے سے آسٹریاؤس پہنچا دو۔“ چیرائی نے ان دونوں افراد سے کہا۔ جو صفدر اور خاور کو اٹھا کر لائے تھے اور چند لمحوں بعد صفدر اور خاور ایک بار پھر ان دونوں کے کاندھوں پر لدے ہوئے اس کمرے سے باہر آگئے۔ کافی دیر تک ایک ملویل سرنگ بنا راستے سے پیدل گزرنے کے بعد انہیں ایک کمرڈ شیشوں والی کار میں پہنچا دیا گیا اور پھر کار روانہ ہو گئی۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد کار کی اور ایک بار پھر صفدر اور خاور کو اٹھا کر ایک بڑے کمرے میں لے آیا گیا اور انہیں کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔ اس کے بعد ان کے جسموں کو کرسیوں سے رسیوں سے باندھ دیا گیا اور پھر انہیں لے آنے والے واپس چلے گئے۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور صفدر نے دیکھا کہ دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان کے کاندھوں پر کیپشن شکیل اور نعمانی لدے ہوئے تھے۔ ان کی حالت بھی بالکل صفدر اور خاور جیسی تھی۔ وہ قطعی بے حس و حرکت نظر آ رہے تھے۔ پھر انہیں بھی ساتھ والی کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں کے ساتھ

”ان دونوں کا میک اپ سولجر اور آر تھر پر کر دو۔ خیال رکھنا کوئی کمی باقی نہ رہے“..... تیسرے آدمی نے اس بیگ والے سے کہا۔ ”بیگ والے آدمی نے بیگ نیچے رکھ کر اسے کھولا اور پھر میک اپ کا جدید سامان نکال کر سامنے رکھ لیا۔ چند لمحوں بعد اس کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آگئے۔

”میں ان کی کار کے متعلق معلومات کر لوں“..... اس تیسرے آدمی نے کہا اور ایک بار پھر وہ باہر چلا گیا۔ اس کی واپسی جب ہوئی تو وہ بیگ والا آدمی میک اپ سے فارغ ہو کر سامان کو واپس بیگ میں ڈال رہا تھا۔ صفدر اور خاور چونکہ حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے وہ سائیڈ پر نہ دیکھ سکتے تھے۔ اس لئے انہیں معلوم ہی نہ ہو سکا تھا کہ ان کا میک اپ کیسا کیا گیا ہے۔

”گڈ شو جونی۔ تم نے واقعی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ اب تم جا سکتے ہو“..... تیسرے آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ میک اپ میں خاموشی سے بیگ اٹھائے کمرے سے باہر چلا گیا۔ ”سولجر اور آر تھر۔ میں نے تمہیں ساری گیم سمجھا دی ہے۔ ان کا لباس اتار کر خود پہن لو اور ایکشن کے لئے تیار ہو جاؤ“..... تیسرے آدمی نے صفدر اور خاور کی سائیڈ پر بیٹھے ہوئے افراد سے مخاطب ہو کر کہا۔

”فکر مت کرو چیرائی۔ سب ویسے ہی ہو گا۔ جیسے تم نے کہا ہے۔ لیکن ہم نے کار لے کر جانا کہاں ہے“۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا۔

پھر سائیڈ میں غائب ہو گیا۔

"انہیں اچھی طرح باندھ دیا گیا ہے ناں"..... رچرڈ نے کہا۔

"یس باس"..... چیرائی نے واپس آکر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب انہیں انٹی گیس سنگھادو۔ تاکہ ان سے تفصیلی پوچھ

گچھ ہو سکے"..... رچرڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور چیرائی

نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک لمبی گردن والی بوتل نکالی اور

صفدر کی طرف بڑھ آیا۔ اس نے بوتل کے دھانے پر موجود ڈھکن ہٹایا

اور بوتل صفدر کی ناک سے لگادی۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی

اور پھر صفدر کے ساتھ بیٹھے ہوئے خاور کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر کو

یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں آگ کی تیز لہریں سی دوڑتی چلی جا

رہی ہوں اور چند لمحوں بعد اسے اپنے جسم کے حرکت میں آنے کا

احساس ہونے لگا۔

"ویری گڈ مسٹر رچرڈ۔ تم نے واقعی ہمارا کام کافی آسان کر دیا

ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب وہ اپنے آپ کو پوری طرح

فٹ محسوس کر رہا تھا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"..... رچرڈ نے چونک

کر حیرت بھرے انداز میں صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس بات کو کنفرم کر دیا ہے کہ تمہارا تعلق بہر حال جی

تھری سے ہے۔ اس لئے اب واقعی انتہائی اطمینان سے تم سے بات

چیت ہو سکتی ہے"..... صفدر نے اسی طرح مطمئن لہجے میں مسکراتے

باندھ دیا گیا اور ایک بار پھر انہیں لے آنے والے کمرے سے باہر چلے

گئے۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور اس بار رچرڈ

اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے چیرائی اور اس کے پیچھے دو مشین گنوں

سے مسلح افراد تھے۔ چیرائی نے جلدی سے ایک طرف رکھی ہوئی کرسی

اٹھا کر صفدر اور اس کے ساتھیوں کی کرسیوں کے سامنے رکھ دی اور

رچرڈ اسی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اچھی طرح چیک کر لیا تھا ان کے یہی دو ساتھی ہی تھے اور تو نہ

تھے"..... رچرڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے چیرائی سے کہا۔

"یس باس۔ پوری طرح تسلی کر لی گئی ہے"..... چیرائی نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پہلے الماری سے میک اپ واشر نکالو اور ان چاروں کے

چہرے چیک کرو۔ ہو سکتا ہے یہ میک اپ میں ہوں"..... رچرڈ نے

کہا۔

"یس باس"..... چیرائی نے جواب دیا اور ایک سائیڈ میں چلتا ہوا

غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دوبارہ نمودار ہوا تو اس کے ہاتھوں میں

ایک جدید میک اپ واشر موجود تھا اور پھر باری باری صفدر اور اس

کے تینوں ساتھیوں کے میک اپ واش کر دیئے گئے۔

"ہونہہ۔ تو یہ چاروں ایشیائی ہیں"..... رچرڈ نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"یس باس"..... چیرائی نے کہا اور میک اپ واشر اٹھا کر ایک بار

فارمولا اڑانے کے لئے ایک مشن ترتیب دیا۔ لیکن چونکہ وہ براہ راست سامنے نہ آنا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے جی تھری کو درمیان میں ڈالا۔ کیونکہ جی تھری صرف رابطے کا ہی کام کرتی ہے اور انتہائی خفیہ انداز میں جی تھری نے یہ مشن پالینڈ کی ایک تنظیم ہائی ٹاورز کے ذریعے مکمل کرایا۔ ہائی ٹاورز نے فیکٹری تباہ کر دی اور فارمولا حاصل کر کے جی تھری کے حوالے کر دیا۔ جی تھری نے وہ فارمولا ایکریمیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کے حوالے کر دیا۔ لیکن فارمولا پاکیشیا حکومت کے پاس خطیر رقم کے عوض فروخت کر دیا گیا۔ لیکن یہ آدھا فارمولا تھا اور حکومت پاکیشیا باقی آدھا فارمولا ہر صورت میں حاصل کرنا چاہتی تھی۔ سچانچہ حکومت پاکیشیا نے ہماری تنظیم کو اس سلسلے میں ہار کیا۔ پاکیشیا میں ہماری تنظیم اس طرح کے کام کرتی ہے۔ ہم نے کام شروع کر دیا اور پھر ہمیں آخری معلومات یہی ملیں کہ حکومت گریٹ لینڈ نے آدھا فارمولا بیکار سمجھ کر جی تھری کو واپس کر دیا ہے۔ اسے دیا ہوا اپنا معاوضہ واپس لے لیا ہے اور اب وہ آدھا فارمولا جی تھری کی تحویل میں ہے۔ جی تھری نے حکومت گریٹ لینڈ سے کہا کہ وہ چند ماہ بعد پاکیشیا سے آدھا فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کرے گی اور پھر مکمل فارمولا نئے سرے سے گریٹ لینڈ حکومت کو فروخت کر دیا جائے گا۔ ہم نے چونکہ وہ آدھا فارمولا حاصل کرنا تھا۔ اس لئے ہمیں جی تھری کو ٹریس کرنا تھا اور ہمیں اس سلسلے میں ایک ٹپ مل گئی کہ تم جی تھری کے لئے رجسٹرار کا کام کرتے ہو۔

ہوئے کہا۔
 ”بکو اس مت کرو۔ میں کبھی جی تھری وغیرہ کو نہیں جانتا۔“ رچرڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”تو پھر تمہیں یہ ساری بھاگ دوڑ کرنے سے کیا حاصل ہوا۔ ہم نے تمہارے کلب میں ڈاکہ تو نہیں ڈالا تھا۔“ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہارا رویہ بے حد پراسرار تھا۔ اس لئے مجھے یہ سب کچھ کرنا پڑا۔ میرا بھی ایک گروپ سے تعلق ہے اور میرا خیال تھا کہ تم اس گروپ کے چکر میں آئے ہو۔ لیکن اب تمہارے میک اپ صاف ہو جانے پر ساری صورتحال ہی بدل گئی ہے۔ تم ایشیائی ہو اور کسی ایشیائی کا میرے گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میں نے کبھی ایشیا میں کام ہی نہیں کیا۔“ رچرڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
 ”حالانکہ تم نے ایشیائی ملک پاکیشیا میں باقاعدہ مشن سرانجام دیا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”پاکیشیا میں مشن۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم کھل کر بات کرو۔ ورنہ دوسری صورت میں میرے آدمی تم پر تشدد کر کے بھی تم سے سب کچھ اگوا لیں گے۔“ رچرڈ نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”سنو رچرڈ۔ اب بہتری یہی ہے کہ واقعی تم سے کھل کر بات ہو جائے۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ گریٹ لینڈ حکومت نے پاکیشیا میں ایک دفاعی فیکٹری تباہ کرائی ہے۔ وہاں سے ایک اہم سائنسی

ہیں..... صفدر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”نہیں۔ یہ بات میرے لئے سب سے اہم ہے۔ اگر جی تھری کو کسی بھی وقت یہ معلوم ہو گیا کہ میرا تعلق جی تھری سے ظاہر ہو گیا ہے تو پھر مجھے موت سے دنیا کی کوئی طاقت نہ بچا سکے گی۔ اس لئے میں اپنی زندگی کے لئے اس ذریعے کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور سنو۔ بہر حال تمہیں یہ سب کچھ بتانا ہی پڑے گا۔ ظاہر ہے مجھے اپنی موت منظور نہیں ہو سکتی۔ چاہے مجھے تم چاروں کو کیوں نہ موت کے گھاٹ اتارنا پڑے.....“ رچرڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میرا وعدہ۔ آخر میں بتا دوں گا۔ تم پہلے ہمارے اصل مقصد کے بارے میں بات کرو.....“ صفدر نے جواب دیا۔

”سوری مسٹر۔ میں اس بارے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا اگر میں نے ذرا بھی منہ سے بات نکالی۔ تب بھی میری موت یقینی ہو جائے گی.....“ رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو ایسا کر لو۔ کہ تم اپنے طور پر یہ فیصلہ کر کے ہمیں بتا دو کہ ادھورا فارمولا اس وقت کہاں ہے اور کس کی تحویل میں ہے۔ اس کا میں تمہیں منہ مانگا معاوضہ بھی دوں گا اور ساتھ ہی تمہیں اس ٹپ کے بارے میں بھی تفصیلات بتا دوں گا۔ جو تم پوچھنا چاہتے ہو اور پھر ہم اس ملاقات کو بھول جائیں گے.....“ صفدر نے اسے پیش کش کرتے ہوئے کہا۔

”کتنا معاوضہ دو گے.....“ رچرڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد

یعنی مشن رجسٹر کرتے ہو اور پھر آگے اپنی تنظیم کو پہنچا دیتے ہو۔ اس لئے ہم تمہارے پاس پہنچ گئے۔ ہم نے جان بوجھ کر تمہارے سامنے جی تھری کا نام لیا تھا اور تم جس طرح جی تھری کے نام پر چونکے تھے اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہمیں ملنے والا کلیو غلط نہ تھا۔ اس کے بعد تم نے جو کارروائی کی ہے۔ اس سے بھی یہ بات ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ بہر حال ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اور نہ ہی ہم تمہارے یا تمہاری تنظیم کے خلاف کوئی مشن مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا مقصد صرف وہ ادھورا فارمولا واپس حاصل کرنا ہے اور ہم اس کے لئے منہ مانگا معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ جی تھری صرف ڈیلنگ کرتی ہے۔ وہ بذات خود فیلڈ میں کام نہیں کرتی اور نہ ہی فارمولے وغیرہ فروخت کرنے کا دھندہ کرتی ہے اور کرتی بھی ہو تو ادھورا فارمولا کوئی بھی خریدنے کے لئے تیار نہ ہو گا۔ صرف ایک ہی صورت ہے کہ اسے پاکیشیا خرید لے۔ جہاں تک گریٹ لینڈ کا تعلق ہے۔ تو اس نے اپنا معاوضہ جی تھری سے واپس لے لیا ہے۔ اس لئے اب اخلاقی طور پر بھی جی تھری آزاد ہو چکی ہے.....“ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم خاصے باخبر آدمی ہو۔ بہر حال اب تو تم مجھے یہ بتاؤ گے کہ میری ٹپ تمہیں کس نے دی ہے۔ اس کے بعد باقی باتیں ہوں گی۔“ رچرڈ نے کہا۔

”سوری رچرڈ۔ تم جانتے ہو کہ ایسی باتیں پرسنل سیکرٹ ہوتی

کہا۔

"میں نے منہ مانگا معاوضہ کہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم مناسب معاوضہ ہی مانگو گے"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"ایک لاکھ ڈالر معاوضہ لوں گا اور وہ بھی نقد۔ بولو۔ اگر یہ شرط منظور ہے تو میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں کہ وہ فارمولا اس وقت کہاں ہے"..... رچرڈ نے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر تو بہت زیادہ ہیں۔ ہم تمہیں دس ہزار ڈالر دے سکتے ہیں"..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ میں ایک لاکھ ڈالر سے ایک ڈالر بھی کم نہیں لوں گا۔ یہ میرا اصول ہے اور یہ بھی بتا دوں تم ساری عمر سرکھپاتے رہو اور کروڑوں ڈالر بھی خرچ کر دو تو تم اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتے۔ جب کہ میں واحد آدمی ہوں۔ جو اس بارے میں معلوم کر سکتا ہوں"..... رچرڈ نے جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ تم ایک لاکھ ڈالر لے لینا"..... صفدر نے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے مجبوراً وہ اس سودے پر رضامند ہو رہا ہو۔

"اوکے۔ نکالو۔ کہاں ہیں ایک لاکھ ڈالر"..... رچرڈ نے کہا۔ تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر اتنی بھاری رقم ہماری جیبوں میں ہے تو ہم تو اس وقت تمہاری قید میں ہیں۔ نکال لو ہماری جیبوں سے"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیسے یہ ادا کرو گے"..... رچرڈ نے کہا۔

"تم معلومات مہیا کرو۔ پھر اپنا آدمی ہمارے ساتھ بھیج دینا۔ رقم تمہیں مل جائے گی"..... صفدر نے کہا۔

"سوری مسٹر۔ میں ایسی کچی گولیاں نہیں کھیلا کرتا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں اپنا ایک آدمی تمہارے کسی آدمی کے ساتھ بھیج دوں۔ میرا آدمی تمہارے آدمی کو بے حس کر کے ساتھ لے جائے گا اور پھر رقم لے کر اسی حالت میں واپس جب آجائے گا۔ تو میں معلومات حاصل کر کے تمہیں دے دوں گا"..... رچرڈ نے کہا۔

"میرے کسی آدمی کو یہ معلوم نہیں کہ رقم ہماری رہائش گاہ پر کہاں موجود ہے۔ میں ان معاملات میں کسی پر اعتماد نہیں کرتا۔ اس لئے تم مجھے بے حس کر کے بھیج دو۔ میں رقم تمہارے آدمی کے حوالے کر سکتا ہوں"..... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے"..... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ساتھ کھڑے چیرائی کی طرف مڑ گیا۔

"چیرائی۔ اس آدمی پر سیوک فائر کرو اور پھر اسے اپنے ساتھ کار میں بٹھا کر لے جاؤ اور رقم لے آؤ"..... رچرڈ نے کہا۔

"لیکن بے حس ہو جانے کے بعد تو نہ یہ بول سکے گا اور نہ ہی حرکت کر سکے گا۔ اس صورت میں اس کی رہائش گاہ کے بارے میں کیسے معلوم ہو گا اور پھر وہاں سے رقم کیسے حاصل کی جائے گی۔ کیوں

چیرائی نے اس کے دونوں بازو پکڑ کر عقب میں کرنے ہی چاہے تھے کہ یکھت صدر کے جسم نے زوردار جھٹکا کھایا اور دوسرے لمحے چیرائی اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ صدر نے سامنے موجود مسلح آدمی کو اٹھا کر دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے دوسرے مسلح آدمی پر دے مارا اور کمرہ ان کی چیخوں اور ان دونوں کے گرنے کے دھماکوں سے گونج اٹھا۔ رچرڈ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا ہی تھا کہ صدر نے یکھت اسے بازو سے پکڑا اور دوسرے لمحے رچرڈ چیختا ہوا اس کے سینے سے آگیا اور صدر بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹتا ہوا دیوار کے ساتھ جا لگا۔ اس کا ایک بازو رچرڈ کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کی کمر کے گرد موجود تھا۔ "خبردار۔ اگر کسی نے حرکت کی تو میں رچرڈ کی گردن ایک لمحے میں توڑ دوں گا"..... صدر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رچرڈ کی گردن کے گرد بازو کو جھٹکا دیا۔ تو رچرڈ کے حلق سے گھنی گھنی چیخ نکلی۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔ اس نے شروع میں صدر کے بازو سے نکلنے کی اضطراری کوشش ضرور کی تھی۔ لیکن پھر گردن پر پڑنے والے دباؤ نے اسے تقریباً بے کار کر دیا تھا۔ "میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ سودا برقرار ہے۔ لیکن مجھے اپنے ساتھ اپنے ساتھیوں کا تحفظ چاہئے۔ اس لئے تم تینوں اسلحہ نیچے پھینک کر ایک طرف دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ"..... صدر نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رچرڈ کی گردن کے گرد بازو کو جھٹکا دیا۔

نہ میں اسے ہتھکڑی لگا کر ساتھ لے جاؤں اور رقم لے آؤں۔ یہ بندھا ہونے کی وجہ سے ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے"..... چیرائی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ ایسا کر لو۔ ویسے بھی اگر اس نے کوئی معمولی سی شرارت بھی کی تو اس کے دوسرے ساتھی بھی تو ہماری تحویل میں ہیں"۔ رچرڈ نے کہا۔

"مسٹر رچرڈ۔ جب ہمارا کام ہو رہا ہے۔ تو مجھے شرارت کرنے کی کیا ضرورت ہے"..... صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور رچرڈ نے اثبات میں سر ہلادیا۔ چیرائی ایک طرف کو بڑھ گیا۔ اس نے دیوار میں نصب ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک کلپ ہتھکڑی نکالی اور پھر وہ صدر کی کرسی کے عقب میں پہنچ گیا۔

"اس کی رسیاں کھولو"..... چیرائی نے کمرے میں موجود ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور اس مسلح آدمی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو کاندھے سے لٹکایا اور صدر کے سامنے آکر اس نے سائیڈ پر لگی ہوئی رسی کی گانٹھ کو کھولنا شروع کر دیا۔ صدر بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اب صورتحال یہ تھی کہ اس کے عقب میں چیرائی کھڑا تھا۔ جب کہ سامنے وہ مسلح آدمی۔ گانٹھ کھولنے کے ساتھ ہی اس آدمی نے تیزی سے صدر کے جسم اور کرسی کی پشت کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ جب تمام رسیاں کھل گئیں تو وہ آدمی ایک قدم پیچھے ہٹا اور اسی لمحے صدر بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

کے دونوں ساتھیوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ تینوں فرش پر گر کر
بری طرح تڑپ رہے تھے۔

"خبردار۔ اب تم ہاتھ اٹھاؤ۔" صدر نے بجلی کی سی تیزی سے
مشین گن کا رخ رچرڈ کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ جو دوڑنے کے بعد
رک کر مڑ رہا تھا۔ اس کا چہرہ ہلکی سی طرح زرد پڑ گیا تھا۔

"تم۔ تم۔ تم نے یہ کیا کیا۔ یہ تم نے چیرائی اور اس کے
ساتھیوں کو مار دیا۔ تم نے تو کہا تھا کہ معاہدہ برقرار ہے۔" رچرڈ
نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز اور رویہ بتا رہا تھا کہ وہ فیلڈ کا
ادبی نہیں ہے۔ صرف بکنگ کا دھندہ کرتا ہے۔

"انہوں نے جیوں سے مزید اسلحہ نکلنے کی کوشش کی تھی۔ اس
لئے مارے گئے۔ ادھر آؤ کرسی پر بیٹھو۔ تاکہ اب تم سے تفصیلی بات ہو
سکے۔ فکر مت کرو۔ معاہدہ واقعی برقرار ہے۔ بشرطیکہ کوئی شرارت نہ
ہو۔" صدر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور رچرڈ کے
چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہوئے اور وہ اس کرسی پر آ
کر بیٹھ گیا۔ جس پر پہلے صدر بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ صدر نے وہ کرسی
ایک ہاتھ سے اٹھائی۔ جس پر پہلے رچرڈ بیٹھا ہوا تھا اور اس نے رچرڈ
کے بالکل سامنے رکھ دی۔ دوسرے لمحے اس کا وہ بازو بجلی کی سی تیزی
سے گھوما جس سے اس نے کرسی اٹھائی اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک
پوری قوت سے کرسی پر بیٹھے ہوئے رچرڈ کی کنپٹی پر پڑا اور رچرڈ چیختا ہوا
کرسی سمیت نیچے فرش پر ایک دھماکے سے جا گرا۔ پھر اس سے پہلے کہ

"کہو ان سے اسلحہ پھینک دیں۔ ورنہ میں ایک لمحے میں تمہاری
گردن توڑ دوں گا۔" صدر نے جھٹکا دے کر بازو کو قدرے ڈھیلا
کرتے ہوئے رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پھپھ۔ پھینک دو اسلحہ۔ پھینک دو۔" رچرڈ نے گھٹے گھٹے
ہوئے لہجے میں کہا اور دونوں مسلح افراد نے اپنی مشین گنیں اور چیرائی
نے مشین پشیل نیچے پھینک دیئے۔

"پچھے ہٹ کر دیوار سے لگ جاؤ۔ فکر مت کرو۔ معاہدہ برقرار ہے
لیکن اگر تم نے حکم کی تعمیل نہ کی تو پھر رچرڈ کی گردن ایک لمحے میں
ٹوٹ جائے گی۔" صدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"پچھے ہٹ جاؤ۔ جیسے یہ کہہ رہا ہے۔ ویسے ہی کرو۔" رچرڈ نے
پہلے کی طرح گھٹے گھٹے لہجے میں کہا اور چیرائی اور اس کے دو ساتھی تیزی
سے ایک طرف کوہٹے اور پھر دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہو گئے
چیرائی کا مشین پشیل کر سیوں کے عقب میں پڑا ہوا تھا۔ جب کہ ان
مسلح افراد کی مشین گنیں صدر کے دائیں ہاتھ پر دیوار سے کچھ آگے
فرش پر پڑی ہوئی تھیں۔ صدر رچرڈ کو ساتھ گھسیٹتا ہوا تیزی سے ان
مشین گنوں کے قریب گیا اور دوسرے لمحے اس نے رچرڈ کو چیرائی اور
ان کے ساتھیوں کی مخالف سمت میں پوری قوت سے دھکیل دیا اور
رچرڈ چیختا ہوا تقریباً دوڑتا ہوا کافی آگے بڑھا چلا گیا۔ رچرڈ کو دھکیلتے ہی
صدر نے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے ایک مشین گن جھپٹی اور
دوسرے لمحے کمرہ مشین گن کی ریٹ ریٹ کے ساتھ ہی چیرائی اور اس

ہوئے رچرڈ کو اٹھا کر اس نے کرسی پر بٹھایا اور رسی اٹھا کر اسے باندھنے میں مصروف ہو گیا۔ جب کہ اس دوران کیپشن تشکیل نے نعمانی اور خاور کو رسیوں کی گرفت سے آزاد کر دیا اور ابھی صفدر رسیاں باندھنے میں مصروف تھا کہ وہ تیزی سے مشین گنیں اور مشین پشل لے کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ پھر ان کی واپسی تقریباً بیس منٹ بعد ہوئی۔

"یہ ایک چھوٹا سا مکان ہے اس میں اسکے علاوہ ایک اور تہہ خانہ ہے جس میں منشیات بھری ہوئی ہے آدمی کوئی بھی نہیں ہے۔ البتہ ایک کارپورچ میں موجود ہے۔" نعمانی نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"فون تو ہوگا"..... صفدر نے کہا اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلادیا

"تو پھر فون یہیں لے آؤ۔ شاید ضرورت پڑ جائے۔ میں اس دوران رچرڈ کو ہوش میں لاتا ہوں۔ یہ آدمی واقعی کام کا ہاتھ اگیا ہے۔ اس سے خاصی معلومات مل جانے کا امکان موجود ہے"..... صفدر نے کہا اور نعمانی سر ہلاتا ہوا دوبارہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

"میں باہر رکتا ہوں۔ کہیں کوئی اچانک نہ آجائے"..... خاور نے کہا اور صفدر کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ بھی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر نے رچرڈ کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے۔ تو صفدر پیچھے ہٹ گیا۔ اب کمرے میں اس کے ساتھ کیپشن تشکیل موجود تھا۔ اسی لمحے نعمانی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں فون پیس موجود تھا۔

وہ اٹھتا۔ صفدر کی لات حرکت میں آئی اور اٹھتے ہوئے رچرڈ کی کنپٹی پر پڑنے والی زوردار ضرب نے اسے دوسرے لمحے بے ہوشی کی دلدل میں دھکیل دیا۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی صفدر تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔ جو ہوش میں آنے کے باوجود اس طرح خاموش بیٹھے رہے تھے جیسے کرسیوں پر انسانوں کی بجائے بے جان مجسموں کو رسیوں سے باندھ دیا گیا ہو۔

"ویل ڈن صفدر۔ تم نے واقعی ذہانت سے کام لیا ہے"..... کیپشن تشکیل نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس رچرڈ کو صحیح سلامت رکھنے کے چکر میں پلاٹنگ لمبی ہو گئی ورنہ....." صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیپشن تشکیل کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیوں کی گانٹھ کھولنی شروع کر دی۔

"چیرائی عقب میں تھا۔ اس لئے واقعی مسئلہ بن گیا تھا۔ بہر حال تم نے انتہائی ذہانت سے سارا سیٹ اپ بنایا ہے"..... اس بار خاور نے کہا اور صفدر مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد کیپشن تشکیل رسیوں سے آزاد ہو چکا تھا۔

"باقی ساتھیوں کو کھول دو۔ میں اس دوران رچرڈ کو رسی سے باندھ لوں۔ پھر باہر کا پتہ کریں گے۔ ویسے ابھی تک تو کسی نے مداخلت نہیں کی"..... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پہلے فرش پر الٹی پڑی ہوئی کرسی کو سیدھا کیا اور پھر فرش پر بے ہوش پڑے

تم اب خاور کے ساتھ باہر نگرانی کرو نعمانی۔ کسی بھی لمحے کسی بھی مداخلت کا امکان ہو سکتا ہے۔..... صفدر نے اس کے ہاتھ سے فون پیس لیتے ہوئے کہا اور نعمانی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ صفدر نے فون پیس کرسی پر رکھ دیا اور خود وہ رچرڈ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ چند لمحوں بعد رچرڈ نے کرہستے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔

اب بولو رچرڈ۔ کتنی رقم لو گے۔..... صفدر نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

تم۔ تم نے یہ کیا کر دیا۔ تم نے جب معاہدہ کر لیا تھا تو۔ رچرڈ نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

معاہدہ تو اب بھی برقرار ہے۔ بشرطیکہ تم اسے برقرار رکھنا چاہو۔ لیکن اب چونکہ سچویشن بدل گئی ہے۔ اس لئے اب شرائط ہماری ہوں گی۔ رقم تو وہی ایک لاکھ ڈالر ہی ملے گا۔ لیکن بعد میں۔ بولو۔ تیار ہو یا پھر تم سے کسی اور انداز میں بات کی جائے۔..... صفدر کا لہجہ اس بار خشک تھا۔

مم۔ مم۔ میں تیار ہوں۔ لیکن اگر تم نے بعد میں رقم نہ دی تو۔ رچرڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اس کا تو بہر حال تمہیں اعتبار کرنا پڑے گا اور کوئی صورت نہیں ہے۔ ویسے فکر مت کرو۔ ہم ایشیائی لوگ جو وعدہ کرتے ہیں اسے

بہر حال پورا کرتے ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ ہم دھوکہ دینے والوں کا بچا قبر تک بھی نہیں چھوڑتے۔..... صفدر نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں فون کر کے ابھی معلوم کر لیتا ہوں۔..... رچرڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

کس سے معلوم کرو گے اور کس انداز میں۔ پہلے ہمیں تفصیل بتاؤ۔..... صفدر نے کہا۔

جی تھری ہیڈ کوارٹر میں میرا ایک دوست ہے فیرم۔ وہ ہیڈ کوارٹر میں ریکارڈ کیپر ہے اور اتہائی باخبر ہے۔ اسے ہر قسم کی معلومات ہوتی ہیں۔ ویسے بھی وہ مخبری کرنے والی ایک وسیع تنظیم کا چیف ہے۔ اس سے معلومات مل جائیں گی اور وہ حتی ہوں گی۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے۔..... رچرڈ نے کہا۔

کہاں رہتا ہے وہ۔..... صفدر نے پوچھا۔
اس کی رہائش ہائی فال کالونی میں ہے۔ کوٹھی نمبر ڈبل فور زیرو۔ اے بلاک۔ ویسے وہ ہیڈ کوارٹر میں رہتا ہے۔ جس کا علم ہیڈ کوارٹر میں کام کرنے والوں کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے اور جو لوگ ہیڈ کوارٹر میں مستقل کام کرتے ہیں۔ ان سے بھی حلف لیا گیا ہے کہ وہ اسے اپنے سائے سے بھی خفیہ رکھیں گے۔ شام کو وہ سینڈیچ کلب میں چلا جاتا ہے۔ جس کا وہ مالک بھی ہے اور جہاں اس کی اپنی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہے اور رات کو گھر رہتا ہے۔..... رچرڈ نے جواب دیا۔
تم بکنگ کرتے ہو۔ اس کے بعد کس سے رابطہ کرتے ہو۔

”فون نمبر بتاؤ“..... صفدر نے پوچھا اور رچرڈ نے نمبر بتا دیا۔
صفدر نے کرسی پر رکھا ہوا فون پیس اٹھایا اور اسے آن کر کے رچرڈ کے
ہاتھ پہنچا دیا۔

”یس۔ سینڈیچ کلب“..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز
سنائی دی اور صفدر نے فون پیس بندھے ہوئے رچرڈ کے کان سے لگا
دیا۔

”ہیلو۔ میں رچرڈ بول رہا ہوں۔ ہائی سکائی کلب کا مالک رچرڈ۔
فریم سے بات کراؤ“..... رچرڈ نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ہولڈ آن کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ صفدر
نے چونکہ جھک کر اپنا کان اس فون کے ساتھ لگایا ہوا تھا۔ اس لئے
دوسری طرف سے آنے والی آواز بخوبی اس کے کان تک پہنچ رہی تھی۔

”ہیلو۔ فریم بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مرانہ آواز سنائی
دی۔

”رچرڈ بول رہا ہوں فریم“..... رچرڈ نے کہا۔
”اوہ رچرڈ تم۔ خیریت۔ کیسے فون کیا“..... دوسری طرف سے
جھٹکے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”مجھے ایک لمبی رقم کمانے کا موقع مل رہا ہے سچاس ہزار ڈالر۔
صرف چند معلومات کے عوض۔ میں نے سوچا کہ معاہدے کے مطابق
پچیس ہزار ڈالر تمہیں دے دوں“..... رچرڈ نے کہا۔

”اچھا۔ کیا معلومات چاہئیں تمہیں“..... دوسری طرف سے فریم

صفدر نے پوچھا۔

”بنکنگ کا مطلب یہ ہے کہ مجھے مشن کے بارے میں بتایا جاتا ہے
اے اے کی طرف سے اور پھر میرا کام صرف اتنا ہوتا ہے کہ میں ایک
خاص فون نمبر ڈائل کر کے انہیں صرف اتنا کہہ دوں کہ۔ اے اے۔
اور بس۔ میرا کام ختم ہو جاتا ہے۔ اب مجھے نہ اے اے کا علم ہے کہ
کون ہے اور کہاں سے فون کرتا ہے اور نہ اس فون نمبر کے اصل محل
وقوع کا۔ کیونکہ وہ۔ ایک پبلک بوتھ کا نمبر ہے“..... رچرڈ نے جواب
دیا۔

”تو پھر تمہاری دوستی ہیڈ کوارٹر کے آدمی فریم سے کیسے ہو
گئی“..... صفدر نے کہا۔

”وہ میرا پرانا دوست ہے اور اسی نے مجھے جی تھری کے ساتھ منسلک
کیا تھا۔ مجھے اس معمولی سے کام کا معقول معاوضہ مل جاتا ہے۔“ رچرڈ
نے جواب دیا۔

”کتنے افراد کو معلوم ہے کہ تم جی تھری کے لئے بنکنگ کا کام کرتے
ہو“..... صفدر نے پوچھا۔

”میرے کلب کے خاص خاص آدمیوں کو علم ہے۔ یہ چیرائی بھی
میرا خاص آدمی تھا۔ اسے بھی علم تھا“..... رچرڈ نے جواب دیا۔
”اوکے۔ اس وقت تم فریم کو کہاں فون کرو گے“..... صفدر نے
کہا۔

”وہ اس وقت سینڈیچ کلب میں ہوگا“..... رچرڈ نے جواب دیا۔

نے کہا۔

"پہلے وعدہ کرو۔ کہ تم بتاؤ گے ضرور"..... رچرڈ نے کہا۔

"اچھا۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔ چلو وعدہ کہ اگر مجھے معلوم ہوا تو

ضرور بتاؤں گا"..... فریم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی تھری کے ایک مشن کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں"..... رچرڈ نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ احمق تو نہیں ہو گئے۔ مرنے کا تو ارادہ نہیں ہے"..... دوسری طرف سے اتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا گیا

"اس میں نہ ہی جی تھری کا نقصان ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے کسی مشن کو نقصان پہنچتا ہے اور رقم ہمیں مفت میں مل جائے گی"۔ رچرڈ نے جلدی سے کہا۔

"اچھا۔ بولو کس قسم کی معلومات چاہئیں تمہیں"..... فریم نے پوچھا۔

"حکومت گریٹ لینڈ نے جی تھری کو پاکیشیا میں ایک سائنسی مشن مکمل کرنے کے لئے دیا تھا۔ جو جی تھری نے پالینڈ کی کسی سائنسی تنظیم ہائی ٹاورز کے ذریعے مکمل کرایا اور وہاں سے ایک فارمولا اڑا لیا گیا تھا۔ جی تھری نے فارمولا ایکریمیا میں گریٹ لینڈ کے فرسٹ سیکرٹری تک پہنچا دیا۔ لیکن وہاں سے فارمولا آدھا حکومت گریٹ لینڈ کو بھجوا دیا گیا۔ آدھا روک لیا گیا۔ جسے بعد میں حکومت پاکیشیا کو فروخت کر دیا گیا۔ گریٹ لینڈ کے پاس جب آدھا فارمولا

پاتا تو ان کے لئے وہ بیکار تھا۔ انہوں نے یہ آدھا فارمولا واپس جی تھری کو دے دیا اور اس سے اپنا معاوضہ واپس لے لیا۔ اب یہ آدھا فارمولا جی تھری کی تحویل میں ہے اور ایک پارٹی یہ آدھا فارمولا خریدنا چاہتی ہے۔ اس لئے صرف یہ معلوم کرنا تھا کہ آدھا فارمولا کس کے پاس ہے اور کس طرح اس سے خریداجا سکتا ہے"..... رچرڈ نے صفدر کی بتائی ہوئی تفصیل کو مختصر کر کے دوہرا دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہیں اس قدر تفصیل کا علم کیسے ہوا ہے"..... فریم کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اسی پارٹی نے بتایا ہے۔ جس سے میری بات ہوئی ہے۔ وہ پارٹی پاکیشیا کی ہے اور میرے ایک دوست سے میری ٹپ لے کر یہاں آئی ہے"..... رچرڈ نے کہا۔

"لیکن تمہارے اس دوست کو کیسے معلوم ہوا کہ تمہارا تعلق جی تھری سے ہے"..... فریم کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ بات تو میرے کلب کے آدمی بھی جانتے ہیں"..... رچرڈ نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ لیکن رچرڈ تمہاری پارٹی کو غلط اطلاع دی گئی ہے کہ فارمولا واپس جی تھری کو دے دیا گیا ہے۔ جی تھری ایسے کام نہیں کیا کرتی۔ وہ تو مڈل پارٹی ہے۔ یہ درست ہے کہ آدھا فارمولا چوری کر لیا گیا اور یہ کام ایکریمیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کی پرسنل سیکرٹری ٹریسا کا تھا اور آدھا فارمولا پاکیشیا میں فروخت بھی ہو گیا۔ اس ٹریسا اور اس کے دوست رابرٹ کو سزا دے

دی گئی۔ رابرٹ کو تو ہلاک کر دیا گیا جب کہ ٹریسا ابھی گریٹ لینڈ والوں کی تحویل میں ہی ہے۔ البتہ یہ بات دوسری ہے کہ وہ فارمولا گریٹ لینڈ کے اعلیٰ حکام نے حفاظتی نقطہ نظر سے اکیمریمیا میں ہی رکھوایا ہوا ہے۔ یہاں سے ایک بینک کے سپیشل لاکر میں۔ کیونکہ انہیں خطرہ ہے کہ پاکیشیا کے سیکرٹ ایجنٹوں نے اگر یہ آدھا فارمولا گریٹ لینڈ سے برآمد کر لیا تو پھر گریٹ لینڈ اور پاکیشیا کے تعلقات شدید خراب ہو جائیں گے۔ ان باتوں کا مجھے اس لئے علم ہے کہ مجھے گریٹ لینڈ والوں نے اس ادھورے فارمولے کو جی تھری کی تحویل میں رکھنے کی پیش کش کی تھی۔ لیکن جی تھری نے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ ایسے کام کرتی ہی نہیں۔ البتہ جی تھری کی مدد سے اسے سپیشل لاکر میں رکھ دیا گیا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ اس لاکر کا علم بھی گریٹ لینڈ والوں کو نہیں ہے۔ البتہ انہوں نے جی تھری سے کہا ہے کہ کچھ عرصے بعد جب پاکیشیا اپنی کوششیں کر کے تھک جائے گا تو جی تھری کسی بھی تنظیم کی مدد سے پاکیشیا میں موجود فارمولا واپس حاصل کرنے کے لئے کام کر سکتی ہے۔ لیکن اس کی اطلاع بھی گریٹ لینڈ والے ہی دیں گے۔ بس یہ ہے ساری بات۔..... فریم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس لاکر میں ہے۔ تمہیں تو علم ہوگا۔..... رچرڈ نے کہا۔

”جلدی پہنچ جائے گی رقم اوکے۔..... رچرڈ نے صفدر کے اشارے پر کہا اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے فون آف کر دیا۔

”اب تو تمہاری تسلی ہو گئی ہے۔ اب مجھے رقم دو اور آزاد بھی کرو۔..... رچرڈ نے کہا۔

”پہلے تمہیں آزاد کر دیں۔ پھر رقم کا بھی بندوبست ہو جائے گا۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ کھڑے کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا۔ جس کے ہاتھ میں چیرائی کا مشین پسٹل تھا۔ جب کہ مشین گنیں خاور اور نعمانی کے پاس تھیں۔

”کیا خیال ہے کیپٹن۔ اسے آزاد کر دیں۔..... صفدر نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ اب اس کے سوا اور چارہ بھی کیا ہے۔..... کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ سیدھا ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ رچرڈ کچھ سمجھتا گولیاں ایک تو اترے اس کے دل میں اترتی چلی گئیں۔

”اس کا مرجانا ضروری تھا۔ بہر حال آؤ۔ اب ہمیں فوری طور پر اس فریم تک پہنچنا ہوگا۔..... صفدر نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”مجھے حیرت ہے کہ فریم کے مطابق کوڈ واک کو کسی بینک لاکر میں رکھا گیا ہے اور گریٹ لینڈ حکومت بھی اس سے واقف نہیں ہے کیا اس قدر اندھا اعتماد بھی اس جی تھری پر کیا جاسکتا ہے۔“ کیپٹن

شکیل نے صفدر کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”جی تھری واقعی انتہائی خفیہ پارٹی ہے۔ یہ تو خاور نے کام دکھایا ہے۔ ورنہ ہم واقعی ٹکریں مارتے رہ جاتے۔ گریٹ لینڈ والے دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہیں۔ اس لئے انہوں نے وہاں کوئی چیز بھی نہیں رکھی“..... صفدر نے کمرے سے باہر راہداری میں پہنچے ہوئے کہا۔

”اس لحاظ سے تو اس چیف سیکرٹری کی بات درست تھی کہ فارمولا واپس جی تھری کو دے دیا ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ وہ کسی بینک لاکر میں محفوظ ہے“..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سیاہ رنگ کی بڑی اور جدید ماڈل کی کار خاصی تیز رفتاری سے ایکریمیا کے دارالحکومت وانگلٹن کی فراخ سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی جب کہ عقبی سیٹ پر عمران سیٹ کی پشت سے سر نکالے آنکھیں بند کئے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اس وقت آریسا تو کلب جا رہے تھے۔ دو گھنٹے پہلے وہ پالینڈ سے ایک چارٹرڈ جہاز کے ذریعے ایکریمیا پہنچے تھے۔ ڈارک کو انہوں نے وہیں ڈراپ کر دیا تھا اور وانگلٹن پہنچ کر عمران نے اپنے مخصوص ذرائع کی مدد سے رہائش گاہ اور کار حاصل کر لی تھی اور پھر رہائش گاہ پر نیا میک اپ کر کے وہ آریسا تو کلب روانہ ہو گئے تھے۔

”میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا۔ کہ جب تم نے پالینڈ سے لارڈ ارتھائس بن کر آریسا تو سے معلومات حاصل کر لی ہیں کہ کوڈ واک گریٹ لینڈ میں ہی ہے۔ تو پھر تمہیں یہاں ایکریمیا آنے اور اس آریسا تو

اب اگر تم نے کچھ کہا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا..... جولیا کوچھ غصہ
ایکھا تھا۔

"آئی ایم سوری۔ مس جولیا..... تنویر نے جولیا کو اس قدر غصے
میں دیکھ کر معذرت کرنے میں ہی عافیت سمجھی۔

"ہاں۔ اب تم بتاؤ۔ کیوں جارہے ہو آریا تو کلب..... جولیا نے
اس لمحے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آریا تو سے ملنے..... عمران نے بھی اس بار بڑی شرافت سے
جواب دیا۔ کیونکہ وہ جولیا کی فطرت کو سمجھتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ
اب جولیا جھلاہٹ کے عروج پر پہنچ چکی ہے۔

"کیوں۔ کیا ضرورت ہے اس سے ملنے کی۔ جب اس سے بات ہو
چکی ہے..... جولیا نے کہا۔

"آخر تم آریا تو سے ملنے پر اس قدر الرجک کیوں ہو رہی ہو۔"
عمران نے الٹا سوال کر دیا۔

"اس لئے کہ میرے خیال میں ایسا کرنے سے صرف وقت ضائع
ہوگا۔ جب آریا تو بتا چکا ہے کہ فارمولا گریٹ لینڈ میں ہے تو
پھر..... جولیا نے کہا۔

"جولیا کیا تم لاڈلہ تھائس کو جانتی ہو..... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"میں تو نہیں جانتی۔ تم تو جانتے ہو گے۔ اس لئے تم نے اس کا
حوالہ دیا تھا آریا تو کو..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

سے ملنے کی کیا ضرورت ہے..... جولیا نے عقبی طرف رخ کر کے
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے آریا تو نام بے حد پسند آیا ہے۔ بالکل ہسپانوی طرز کا نام ہے
یوں لگتا ہے۔ جیسے کوئی آدمی پیانو بجا رہا ہو۔ بڑی موسیقیت ہے اس
نام میں..... عمران نے آنکھیں کھولے بغیر ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری کھوپڑی پر میں اپنی جوتی سے بھی پیانو بجا سکتی ہوں۔ مجھے
اس کے بعد ہی صحیح جواب دو گے میرے سوال کا..... جولیا نے
جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ نے آج تک کبھی اپنے کہنے پر عمل تو نہیں کیا مس جولیا۔"
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور
عمران تنویر کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے ساتھ ہی اس
نے آنکھیں کھول دی تھیں۔

"تم خاموش رہو۔ میں سنجیدہ ہوں..... جولیا نے تنویر کو ڈانٹتے
ہوئے کہا اور تنویر ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔

"جب کوئی خاتون سنجیدہ ہو جائے تو پھر خاشی میں ہی عافیت
ہوتی ہے۔ ورنہ زبان سے صرف تین الفاظ نکلتے ہی ساری عمر مرد کو
عمر قید کی سزا مل جاتی ہے..... عمران نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میں اس عمر قید کے لئے تیار ہوں۔ مس جولیا حکم تو کریں۔"
تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش نہیں رہ سکتے تنویر۔ ہر وقت کا مذاق اچھا نہیں ہوتا۔

ہوئے کہا۔

”شکست۔ کیا مطلب“..... جو لیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

تنویر بھی حیرت سے بیک مرر میں عمران کو دیکھنے لگا۔

”اس بار تمہارے چیف نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ مجھے تو تم لوگوں کے ساتھ پالینڈ بھیجا دیا اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل اور نعمانی کو گریٹ لینڈ اور صفدر اور خاور کو ایکریمیا بھیجا دیا۔ تاکہ اگر فارمولا گریٹ لینڈ میں ہو تو کیپٹن شکیل اور نعمانی اسے فوری حاصل کر لیں۔ اس طرح میں سیکرٹ سروس کے مقابلے میں شکست کھا جاؤں اور اگر فارمولا ایکریمیا میں ہو تو صفدر اور خاور اسے حاصل کر کے مجھے شکست دے دیں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو تم اپنے آپ کو سیکرٹ سروس سے الگ سمجھتے ہو“..... جو لیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ظاہر ہے۔ میں تو سیکرٹ سروس کا رکن ہی نہیں ہوں۔ فری لانسر ہوں۔ معاوضہ لے کر کام کرتا ہوں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مس جو لیا۔ آج پہلی بار یہ انکشاف ہوا ہے کہ عمران سیکرٹ سروس سے کام کیوں نہیں لیتا اور خود سارا کام کیوں کرتا رہتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ جان بوجھ کر سیکرٹ سروس کو ناکارہ بنا رہا ہے اور یہ خود اپنے آپ کو سیکرٹ سروس سے افضل و برتر سمجھتا ہے۔“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں تو اس صورت میں جان سکتا۔ اگر اس کا کوئی وعدہ ہوتا۔“ جیرم نے بتایا تھا کہ آریا تو جی تھری کے بورڈ آف گورنرز کا رکن ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ اس تنظیم میں انتہائی اہم آدمی ہے۔ جیرم اس سے مزید بات چیت نہ کر سکتا تھا۔ جب کہ میں اسے مزید ٹٹولنا چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے ایک نفسیاتی داؤدا استعمال کیا۔ مجھے معلوم ہے کہ جس انداز میں جی تھری کو خفیہ رکھا گیا ہے اور جس بڑے پیمانے پر اس کے باوجود کام کر رہی ہے اس کا مطلب ہے کہ اس کا سیٹ اپ انتہائی وسیع ہوگا۔ اس آئیڈیے کو ذہن میں رکھتے ہوئے میں نے لارا ارتھاس اور اس کا عہدہ تخلیق کیا اور تم نے دیکھا بھی کہ بہر حال اس نے کافی کچھ بتا دیا۔ لیکن اس کے باوجود میں پوری طرح مطمئن نہیں ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس سے مل لیا جائے تو ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں مزید کسی بات کا علم ہو جائے اور آخری بات یہ ہے کہ گریٹ لینڈ میں کیپٹن شکیل اور نعمانی صاحب پہلے ہی کام کر رہے ہیں اگر فارمولا گریٹ لینڈ میں ہوتا تو اب تک اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی اطلاع وہ چیف کو دے چکے ہوتے اور چیف ہمیں اطلاع کر دیتا۔“ عمران نے کہا تو جو لیا بے اختیار چونک پڑی۔

”اوہ۔ لیکن تم نے بھی تو اس دوران چیف سے رابطہ قائم نہیں کیا“..... جو لیا نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے جان بوجھ کر رابطہ نہیں کیا۔ کیونکہ مجھ میں اپنی شکست کا اعلان سننے کی ہمت نہیں ہے“..... عمران نے مسکراتے

اتنی ہے۔ پھر اس کی بیوی کنجوس خاتون ہے۔ اسے اگر پتہ چل جائے کہ فیاض نے اتنی بڑی رقم کسی یتیم خانے کو دے دی ہے اور وہ خود ایک پرفیوم کی شیشی بھی تنخواہ میں سے نہیں خرید سکتی تو ظاہر ہے فیاض کے سر پر موجود باقی بال بھی غائب ہو جانے ہیں اور وہ ہے بھی اسم بامسمیٰ۔ مطلب یہ کہ اگر اس کا نام فیاض ہے تو وہ طبیعت کا بھی فیاض ہے۔ اس لئے فیاضی کے بغیر وہ نہیں سکتا۔ چنانچہ اس نے اس کام کے لئے مجھے رکھا ہوا ہے۔ میں اس سے رقمیں لے کر اپنے نام سے مخصوص اداروں کو دے دیتا ہوں اور تھوڑی بہت امداد انجمن غربا و مساکین کے اکاؤنٹ میں بھی پہنچ جاتی ہے۔ جس کا انچارج جناب آغا سلیمان پاشا صاحب ہیں۔ تاکہ میرے فلیٹ پر جو غربا و مساکین آئیں ان کی چائے پانی سے تواضع کی جاسکے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تمہارے فلیٹ میں غربا و مساکین۔ میں نے تو ایسے کسی آدمی کو وہاں آتے کبھی نہیں دیکھا۔..... جو لیا نے حیران ہو کر کہا۔

”کیوں نہیں دیکھا۔ تم بتاؤ تنویر۔ تم کبھی میرے فلیٹ پر نہیں آئے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مس جو لیا۔ آپ نے دیکھ لیا کہ یہ ہمارے متعلق کیا رائے رکھتا ہے۔..... تنویر نے عصبیلے لہجے میں جو لیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہو نہ ہو۔ تو یہ بات ہے۔ تم ہم سب کے بارے میں یہی رائے رکھتے ہو۔ تمہیں شرم آنی چاہئے۔“ جو لیا نے واقعی غصے سے بڑبڑانے

”عمران تمہاری اس بات نے مجھے شدید دکھ پہنچایا ہے۔ چیف تمہیں سیکرٹ سروس کا لیڈر بنا کر بھیجتا ہے۔ ہم سب تمہاری ماتحتی میں کام کرتے ہیں۔ اس کے باوجود تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے علاوہ اگر فارمولا کسی اور نے حاصل کر لیا تو یہ تمہاری شکست ہوگی۔“ جو لیا کے لہجے سے واقعی بے حد دکھ کا اظہار نمایاں تھا۔

”اس میں دکھ کی کیا بات ہے۔ یہ تو سیدھا سادھا معاشی مسئلہ ہے اگر صفدر یا کیپٹن شکیل نے فارمولا حاصل کر لیا تو تمہارا چیف مجھے معاوضہ دینے سے صاف انکار کر دے گا اور میں اب اتنا تو امیر نہیں ہوں کہ جب تک دوسرا کوئی کہیں آئے اور میں اسے مکمل کر کے معاوضہ نہ لوں تمہاری طرح ٹھاٹھ باٹھ سے گزارا کرتا رہوں۔ دن رات جان ماری کرنے کے باوجود مجھے اتنا معاوضہ نہیں دیا جاتا کہ سلیمان کی تنخواہ ادا کر سکوں اور سرے سے نہ ملنے کی صورت میں کیا ہوگا۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بکو اس مت کیا کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لمبی لمبی رقمیں مخصوص اداروں کو دیتے رہتے ہو یہ رونادھونا تو تمہاری عادت بن گیا ہے۔..... جو لیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ لمبی لمبی رقمیں میری تھوڑی ہوتی ہیں۔ وہ تو سپرنٹنڈنٹ فیاض کی ہوتی ہیں۔ وہ سرکاری ملازم ہے۔ اپنے نام سے کسی کو دے نہیں سکتا۔ کیونکہ قوانین و ضوابط آڑے آتے ہیں اور پھر پوچھ گچھ شروع ہو جاتی ہے کہ یہ رقم کہاں سے آئی۔ جب کہ تمہاری تنخواہ تو

ہوں..... اس خاتون نے کاؤنٹر کے قریب آکر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”جیفرے“..... عمران نے کہا۔

”آئیے۔ تشریف لائیے۔ باس آپ کے منتظر ہیں“..... لڑکی نے کہا اور واپس لفٹ کی طرف مڑ گئی۔ تھوڑی دیر بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک بڑے لیکن خوبصورت انداز میں سجے ہوئے دفتر میں پہنچ گیا دروازے کے پاس ہی آسیا تو نے ان کا استقبال کیا۔ وہ ادھیر عمر آدمی تھا اور چہرے مہرے سے کاروباری آدمی ہی لگ رہا تھا۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔

”میں آپ کا مشکور ہوں مسٹر آسیا تو کہ آپ نے ہمیں فوری وقت دے دیا ہے“..... تعارف اور رسمی جملوں کے بعد عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”آپ جیسی معزز شخصیت کی میرے کلب میں آمد ہی میرے لئے باعث فخر ہے جناب“..... آسیا تو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے ان کی پرسنل سیکرٹری آرلین اندرونی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ وہ ایک ٹرالی دھکیلتی ہوئی آرہی تھی۔ جس پر شراب کی دو بوتلیں اور جام رکھے ہوئے تھے۔

”شکریہ مسٹر آسیا تو۔ لیکن میرا اصول ہے کہ بزنس ڈیل کے دوران میں کچھ پیا نہیں کرتا۔ کاؤنٹر پر بھی مس سوزی نے آفر کی تھی۔ لیکن میں نے ان سے بھی معذرت کر لی تھی“..... عمران نے نرم لہجے

”میں جیفرے انٹرپرائز کا مالک جیفرے ہوں۔ یہ میری سیکرٹری ہیں مس جولین اور یہ میرے بزنس منیجر ہیں۔ جناب آر تھر میک“۔ عمران نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر جیفرے انٹرپرائز کا نام لے دیا تھا۔ جس کا ایکریمیا کی ایک ریاست میں سپورٹس کا بہت وسیع و عریض کاروبار تھا۔

”اوہ۔ اچھا“..... لڑکی نے بھی مرعوب ہوتے ہوئے کہا اور رسیور کان سے لگا کر اس نے جلدی سے دو تین بٹن پریس کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے سوزی بول رہی ہوں جناب“..... لڑکی نے کہا اور پھر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا اسی طرح تعارف کرایا۔ جس طرح عمران نے اس سے کرایا تھا۔

”ٹھیک ہے سر“..... دوسری طرف سے بات سن کر اس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”باس نے فوری ملاقات کا وقت دے دیا ہے۔ ان کی پرسنل سیکرٹری آپ کے استقبال کے لئے آرہی ہے۔ آپ اس دوران کیا پینا پسند فرمائیں گے“..... لڑکی نے بڑے خوب مزہب مہذب میں کہا۔

”شکریہ۔ بزنس ڈیل کے دوران میں پینے سے احتراز ہی کرتا ہوں“..... عمران نے جواب دیا اور لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تھوڑی دیر بعد ایک لفٹ سے ایک اور خاتون باہر آئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی کاؤنٹر کی طرف آنے لگی۔

”میرا نام آرلین ہے اور میں جناب آسیا تو کی پرسنل سیکرٹری

”سوری جناب۔ میں اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا وہ فارمولا ہماری طرف سے تو گریٹ لینڈ کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ اب وہ ادھورا تھا یا مکمل۔ اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہے اور نہ ہی ہمیں اس سلسلے میں کوئی شکایت ملی ہے۔“..... آریا تو نے جواب دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ سچ کہہ رہا ہے۔

”آپ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ آپ جی تھری کے بورڈ آف گورنرز کے رکن ہیں۔ اس حیثیت میں تو آپ کو علم ہونا چاہئے کہ فارمولا گریٹ لینڈ بھیجنے کے بعد کیا حالات پیش آئے ہیں۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے اس بات پر تو واقعی اتہائی حیرت ہے کہ آپ کو کیسے علم ہوا کہ میں جی تھری کے بورڈ آف گورنرز کا رکن ہوں اور بورڈ آف گورنرز کے اوپر بھی ایک سیٹ اپ ہے۔ اس لئے تو جب آپ نے بطور لارڈ ارتھائس اس سیٹ اپ کا حوالہ دیا تو میں مار کھا گیا اور آپ سے بات کر لی۔ لیکن اگر آپ کو ایسے خفیہ ترین سیٹ اپ کا علم ہے تو آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جی تھری کی ساخت کیا ہے جی تھری کو خفیہ رکھنے کے لئے اتہائی سخت تنگ و دو کی جاتی ہے اور یہ اسے کو خفیہ رکھنے کی بات ہے کہ مشن تو میں نے مکمل کرایا ہے۔ لیکن اس کے بعد کا مجھے علم نہیں ہے۔ کسی اور کو ہوگا۔“..... آریا تو نے جواب دیا۔

”آپ کو یہ مشن گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری نے دیا تھا یا پرائم

منسٹر نے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”ہمارا رابطہ چیف سیکرٹری سے ہے اور وہ بھی براہ راست نہیں ہے۔ چیف سیکرٹری بھی نہیں جانتا ہوگا کہ جی تھری میں وہ کس سے بات کر رہا ہے۔ بہر حال حکومت گریٹ لینڈ سے رابطہ چیف سیکرٹری کے ذریعے ہی ہے۔ پرائم منسٹر سے نہیں ہے اور نہ ہی پرائم منسٹر ایسی شخصیت ایسے کاموں میں ملوث ہوتی ہے۔“..... آریا تو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ ہماری رہنمائی کریں کہ ہم اس فارمولے کو کس سے خرید سکتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”آپ حکومت گریٹ لینڈ سے رابطہ کریں۔ ان کے پاس فارمولا ہے۔“..... آریا تو نے جواب دیا۔

”لیکن ان کا کہنا ہے کہ فارمولا اکیکریمیا واپس پہنچ چکا ہے اور یہ بات حتمی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”پھر میں کچھ نہیں بتا سکتا جناب۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ اس لئے کہ میں واقعی لاعلم ہوں۔“..... آریا تو نے جواب دیا۔

”منسٹر آریا تو۔ آپ شریف آدمی ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ لیکن ہم نے ہر صورت میں فارمولا خریدنا ہے۔ آپ برائے کرم اس سلسلے میں گائیڈ کریں۔ ہم اس گائیڈنس کے لئے آپ کو معقول معاوضہ بھی دیں گے اور آپ کا نام خفیہ رکھنے کا حلف بھی دیتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

"کتنی معاوضہ دیں گے آپ"..... آریاتو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"جو مناسب آپ سمجھیں۔ لیکن معلومات حتی ہونی چاہئیں۔" عمران نے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر اگر آپ دیں اور ساتھ ہی حلف بھی دیں کہ میرا نام درمیان میں نہ آئے گا تو میں معلوم کر کے آپ کو بتا سکتا ہوں۔" آریاتو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں منظور ہے"..... عمران نے فوراً ہی رضا مند ہوتے ہوئے کہا۔

"رقم دیجئے اور حلف لیجئے۔ میں ابھی معلوم کر دیتا ہوں۔" آریاتو نے کہا تو عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک لاکھ ڈالر کا ٹریولر گارنٹیڈ چیک نکال کر اس نے آریاتو کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے ایئر پورٹ سے ہی کرنسی تبدیل کرا کر بھاری مالیت کے گارنٹیڈ ٹریولر چیک حاصل کر لئے تھے۔ تاکہ جیسیں وزنی نہ ہو جائیں۔

"ٹھیک ہے۔ اب حلف۔ کیونکہ اس میں میری زندگی کی بقا ہے"..... آریاتو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو عمران نے باقاعدہ حلف دے دیا۔

"آریاتو صوفے سے اٹھا اور اس نے چیک کو میز کی دراز میں رکھا اور پھر میز پر پڑا ہوا فون اٹھا کر وہ واپس صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔ فون اس نے سامنے میز پر رکھا اور اس نے نیچے لگا ہوا لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ عمران کی نظریں نمبروں پر جمی ہوئی تھیں۔

"یس۔ ریننگر کارپوریشن"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مٹو تھی سے بات کراؤ۔ میں آریاتو کلب سے آریاتو بول رہا ہوں۔" آریاتو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"..... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو مٹو تھی بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"آریاتو بول رہا ہوں۔ فون سیٹ کر لو۔ تم سے ڈائریکٹ بات کرنی ہے"..... آریاتو نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ ایک منٹ ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور آریاتو خاموش ہو گیا۔

"یس سر۔ اب آپ بات کر سکتے ہیں"..... مٹو تھی کی آواز چند لمحوں بعد سنائی دی۔

"مٹو تھی۔ اپنے طور پر ہیڈ کوارٹر سے معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ پاکیشیا سے جو سائنسی مشن ہائی ٹاورز کے ذریعے مکمل کرایا گیا تھا۔ اس کا فارمولا میں نے گریٹ لینڈ بھجوا دیا تھا۔ اس کے بعد کیا حالات پیش آئے ہیں اور اب وہ فارمولا کہاں ہے"..... آریاتو نے کہا۔

مجھ سے حلف لیا ہے۔ اسی طرح میں نے اس ذریعے کو بھی حلف دیا ہوا ہے کہ اس بات کو اوپن نہیں کیا جائے گا۔..... عمران نے جواب دیا اور آسیاتو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔ لیکن یہ بات تو آپ بتا سکتے ہیں کہ کیا آپ واقعی جیفرے ہیں۔ جیفرے کارپوریشن کے مالک ہیں۔“..... آسیاتو نے کہا۔

”اس بات کو بھی آپ نہ ہی پوچھیں تو بہتر ہے۔ آپ جتنا کم جانیں گے اتنا آپ کے لئے ہی بہتر ہے گا۔“..... عمران نے کافی پیتے ہوئے کہا اور آسیاتو نے لمبا سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور آسیاتو نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ آسیاتو بول رہا ہوں۔“..... آسیاتو نے تیز لہجے میں کہا۔

”ٹھو تھی بول رہا ہوں یاس۔ ڈائریکٹ کال پر۔“..... دوسری طرف سے ٹھو تھی کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ رپورٹ دو۔“..... آسیاتو نے جواب دیا۔

”یاس۔ فارمولا گریٹ لینڈ کے فرسٹ سیکرٹری کو پہنچا دیا گیا تھا۔“

پھر جی تھری ہیڈ کوارٹر کو اطلاع ملی کہ فارمولا گریٹ لینڈ سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کی پرسنل اسسٹنٹ ٹریسا نے آدھا اڑا لیا ہے اور وہ آدھا فارمولا واپس پاکیشیا پہنچ گیا ہے۔ باقی آدھا گریٹ لینڈ کے پاس تھا۔ چونکہ یہ غلطی گریٹ لینڈ کے آدمیوں سے ہوئی تھی۔ اس لئے جی تھری کا اس میں کوئی قصور نہ بنتا تھا پھر جی تھری ہیڈ کوارٹر

”آپ کا مطلب ٹریپل ایکس فور فورون مشن سے ہے۔“..... ٹھو تھی نے کہا۔

”ہاں۔ یہی نمبر تھا۔ مجھے کچھ یاد نہ رہا تھا۔“..... آسیاتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یس یاس۔“..... دوسری طرف سے ٹھو تھی نے کہا۔

”سنو۔ درست اور حتمی معلومات چاہئیں۔ سپیشل معاوضہ پہنچ جائے گا تمہیں۔“..... آسیاتو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”ابھی تھوڑی دیر میں حتمی معلومات مل جائیں گی آپ کو۔ اب آپ بتائیں کہ آپ کے لئے کون سا مشروب منگوایا جائے۔“..... آسیاتو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کافی منگوا لیں۔“..... عمران نے کہا تو آسیاتو نے اٹھ کر میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر یس کر کے کسی کو کافی بھیجنے کا کہا اور رسیور رکھ کر واپس صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازہ کھلا اور اس کی پرسنل سیکرٹری آرلین ٹرالی دھکیلتی ہوئی دوبارہ اندر آئی۔ اس بار ٹرالی پر ہاٹ کافی کا سامان موجود تھا۔ کافی سرو کر کے وہ ٹرالی ایک طرف کھڑی کر کے واپس چلی گئی۔

”کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ آپ کو میرے متعلق یہ معلومات کہاں سے ملی ہیں۔“..... آسیاتو نے کہا۔

”سوری مسٹر آسیاتو۔ اصول اصول ہوتا ہے۔ جس طرح تم نے

ہوں....." مٹو تھی نے مودبانہ لہجے میں کہا اور آریا تو نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ تمہیں باس بھی کہتا ہے اور معاوضے پر بھی ضد کرتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ معاشرہ ہی ایسا ہے۔ یہاں باپ بیٹے سے محبت کا اظہار کرنے کے لئے معاوضہ طلب کرتا ہے۔"..... آریا تو نے جواب دیا اور عمران نے بے اختیار اشبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی اور آریا تو نے رسیور اٹھالیا۔

"یس۔ آریا تو سپیکنگ....." آریا تو نے کہا۔

"جیمز بول رہا ہوں آریا تو....." دوسری طرف سے ایک اور مردانہ آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"یس....." آریا تو نے کہا۔

"زیرو سپلائی پہنچ گئی ہے۔ اب اس کا کیا کرنا ہے....." دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کرنا کیا ہے۔ نمبرایون کو دے کر رقم وصول کر لو....." آریا تو نے جواب دیا۔

"اوکے....." دوسری طرف سے کہا گیا اور آریا تو نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے رسیور رکھتے ہی دوبارہ گھنٹی بج اٹھی اور آریا تو نے رسیور پھر اٹھالیا۔

"یس۔ آریا تو بول رہا ہوں....." آریا تو نے کہا۔

سے انہیں کہا گیا کہ اگر وہ باقی آدھے فارمولے کو پاکیشیا سے واپس حاصل کرنے کا مشن دینا چاہیں تو جی تھری اس پر کام کر سکتی ہے۔ لیکن گریٹ لینڈ حکام نے کہا کہ وہ فوری طور پر پاکیشیا میں یہ مشن مکمل نہیں کرنا چاہتے۔ البتہ چند ماہ بعد اسے مکمل کیا جائے گا۔ انہوں نے جی تھری سے کہا کہ وہ اس ادھورے فارمولے کو گریٹ لینڈ میں نہیں رکھنا چاہتے۔ اس لئے جی تھری اسے اس طرح اپنی تحویل میں رکھے کہ گریٹ لینڈ میں بھی کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ فارمولا کہاں ہے۔ سہتا نچہ جی تھری نے معقول معاوضے کے عوض یہ آفر قبول کر لی اور ادھورے فارمولا ہیڈ کو آرٹریکچ کیا۔ جہاں سے اسے اتہائی خفیہ طور پر ریاست الباما کے شہر مانٹور میں۔ مانٹور سٹی بینک کے خصوصی سپیشل لاکر میں محفوظ کر دیا گیا ہے اور وہ اب بھی وہیں ہے۔" مٹو تھی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لاکر کا نمبر اور بینک کے متعلق تفصیل کیا ہے اور کس نام سے رکھا گیا ہے۔ مکمل تفصیل معلوم کریں....." عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور پر رکھتے ہوئے آریا تو سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور سے ہاتھ اٹھالیا اور آریا تو نے یہی بات دوہرا دی۔

"باس۔ اس کے لئے مجھے پھر کام کرنا پڑے گا اور۔" مٹو تھی نے کہا۔ "کام مکمل ہونا ضروری ہے مٹو تھی....." آریا تو نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی پوری تفصیلات معلوم کر کے پھر کال کرتا

"آپ کے پاس ریاست الباما کا کوڈ نمبر تو ہوگا"..... عمران نے کہا۔
 "آپ کہاں فون کرنا چاہتے ہیں۔ میری سیکرٹری ہی سب نمبر ملاتی
 ہے۔ میں براہ راست تو بے حد کم فون کرتا ہوں"..... آسیا تو نے
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں صرف اتنا کنفرم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اب یہ سپیشل لاکر
 محفوظ ہے یا نہیں"..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن اس طرح تو وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے۔ کیونکہ
 لامحالہ مسز فرانسو کا تعلق جی تھری کے ہیڈ کوارٹر سے ہوگا اور جیسے ہی
 اس لاکر کے بارے میں اسے فون ملے گا۔ وہ فوراً ہیڈ کوارٹر اطلاع کر
 دے گی اور نتیجہ یہ کہ لاکر فوری طور پر تبدیل کر دیا جائے گا اور اس
 کے ساتھ ہی انتہائی اعلیٰ سطح پر انکوائری بھی شروع ہو جائے گی اور آپ
 جی تھری کی کارکردگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ جب یہ کچھ معلوم
 کرنے پر آجائے تو قبر میں سے لاشوں کے کوائف بھی نکال لاتے ہیں۔
 اس انکوائری کے بعد ٹموتھی اور میں۔ ہم دونوں لازماً سامنے آجائیں
 گے"..... آسیا تو نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ تو عمران بے اختیار ہنس
 پڑا۔

"مسز آسیا تو۔ ہم اس طرح کام نہیں کرتے جس طرح تم سمجھ
 رہے ہو۔ صرف ریاست الباما کا کوڈ رابطہ تم ہمیں معلوم کر دو۔ پھر
 دیکھو ہم تمہارے سامنے بات کریں گے اور تمہیں بھی معلوم ہو جائے
 گا کہ ہم کس طرح کام کرتے ہیں۔ ویسے تم قطعی بے فکر رہو۔ ہم نے

"ٹموتھی بول رہا ہوں باس"۔ تفصیلات نوٹ کر لیں"..... ٹموتھی
 نے کہا۔

"ییس"..... آسیا تو نے کہا۔

"مانٹورسٹی بینک۔ گاسکر روڈ برانچ سپیشل لاکر نمبر ففٹی ون۔ نام
 مسز فرانسو اور باس یہ بھی بتا دوں کہ مسز فرانسو اسی بینک میں وائس
 پریزیڈنٹ ہے اور جی تھری کی ممبر ہے"..... ٹموتھی نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو۔ معاوضہ پہنچ جائے گا"..... آسیا تو نے کہا اور
 اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔
 "بس جناب۔ اب تو آپ کا کام مکمل ہو گیا"..... آسیا تو نے
 عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شکریہ۔ مسز آسیا تو۔ آپ واقعی سمجھ دار آدمی ہیں۔ آپ کی جگہ
 کوئی احمق ہوتا تو یہ ساری باتیں اس وقت بتاتا جب اس کے جسم کی
 دس بارہ ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوتیں۔ بہر حال اگر آپ اجازت دیں تو میں
 آپ کے اس فون سے وہاں الباما کال کر لوں"..... عمران نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

"کر لیں۔ لیکن خیال رکھیں کہ آپ نے حلف دیا ہے کہ میرا نام
 درمیان میں نہ آئے گا"..... آسیا تو نے کہا۔
 "آپ بے فکر رہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فون
 سیٹ کو اپنی طرف کھکالیا۔

"جنرل نمبر چاہئے یا کسی خاص آفیسر کا نمبر چاہئے"..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"انچارج کا نمبر دے دیں"..... عمران نے کہا۔

"بنک برانچ کا چیف تو پریذیڈنٹ ہوتا ہے۔ اس کا نمبر بتا دیتی ہوں"..... دوسری طرف سے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا گیا۔

"برائے کرم عہدے کے ساتھ ساتھ ان کا نام بھی بتا دیں۔" عمران نے کہا۔

"میکملن"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر مسلسل نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ عمران کے ساتھیوں کے علاوہ آریسا تو بھی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر ہلکے سے خوف اور ہلکے سے تجسس کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یس۔ پی۔ اے۔ ٹو۔ پریذیڈنٹ"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ تو کیا فون ایکریمیا کے پریذیڈنٹ کی پی۔ اے سے جا ملا ہے"..... عمران نے اس طرح چونک کر کہا۔ جیسے اسے شدید حیرت ہو رہی ہو۔

"نہیں جناب۔ پریذیڈنٹ آف مانٹورسٹی بینک گاسکر روڈ برانچ"..... دوسری طرف سے بینک پریذیڈنٹ کی پرسنل اسسٹنٹ کی

تمہیں حلف دیا ہے۔ تو اس حلف کی پاسداری بھی کریں گے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری دراز میں ڈائری ہے اس میں لکھا ہوگا رابطہ نمبر۔ سیکرٹری سے پوچھا تو ہو سکتا ہے۔ کل کوئی بات ہو جائے۔ تو وہ فوراً بتا دے گی"..... آریسا تو نے کہا اور اٹھ کر میز کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک ڈائری اٹھائے واپس آیا۔ یہ ڈائری ایکریمیا کی کسی فرم کی پبلٹی ڈائری تھی۔ اس میں واقعی ایکریمیا کی تمام ریاستوں کے کوڈ رابطہ نمبر چھپے ہوئے تھے۔ ریاست الباما کا کوڈ رابطہ نمبر دیکھ کر عمران نے رسیور اٹھایا اور کوڈ رابطہ نمبر ڈائل کرنے کے ساتھ ہی جنرل انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلزز"..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"شہر مانٹورسٹی کا رابطہ نمبر دے دیں"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو دوسری طرف سے رابطہ نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور دوبارہ ریاست الباما کا کوڈ رابطہ نمبر ڈائل کرنے کے بعد اس نے انکوائری آپریٹر کا بتایا، ہوا شہر مانٹورسٹی کا رابطہ نمبر ڈائل کر دیا اور ساتھ ہی انکوائری کا جنرل نمبر بھی۔

"یس۔ انکوائری پلزز"..... اس بار ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔ "مانٹورسٹی بینک گاسکر روڈ برانچ کا نمبر دے دیں"..... عمران نے کہا۔

لیڈی سیکرٹریز اور آفس اسسٹنٹس ہیں۔ لیکن یقین کیجئے۔ آپ جیسی خوبصورت اور شہد میں ڈوبی ہوئی مترنم آواز ان میں سے کسی کی بھی نہیں ہے۔ آپ کی آواز سن کر تو مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے۔ جیسے کوئی پہاڑی جھرنا گنگناتا ہوا آگے بڑھ رہا ہو۔ میری طرف سے اس قدر خوبصورت آواز اور اس قدر خوبصورت ہونے پر مبارکباد قبول فرمائیں۔..... عمران نے کہا۔

”بے حد شکریہ جناب۔..... روسیلا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ڈارسن۔ چیئرمین ڈارسن کارپوریشن۔..... عمران نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

”جناب ڈارسن۔ میں آپ کی بے حد مشکور ہوں۔ فرمائیے کیا حکم ہے۔..... روسیلا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے اطلاع ملی تھی کہ آپ کی برانچ میں سپیشل لاکرز کا سسٹم بھی موجود ہے۔..... عمران نے کہا۔

”یس مسٹر ڈارسن۔ ہماری برانچ سپیشل لاکرز کے سسٹم میں پورے الباما میں معروف ہے۔ سپیشل لاکرز کے سلسلے میں اگر آپ نے بات کرنی ہے۔ تو پھر آپ کو مسز فرانسو سے بات کرنی ہوگی۔ وہ اسی شعبے کی انچارج ہیں۔ وائس پریزیڈنٹ مسز فرانسو۔ اگر آپ حکم دیں تو میں نمبر ملوادوں۔..... روسیلا نے کہا۔

”کیا یہ مسز فرانسو آپ جیسی خوبصورت آواز کی مالک ہیں۔“ عمران

مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”لیکن کسی بینک کے پریزیڈنٹ کے پی اے کی آواز اس قدر خوبصورت اور مترنم کیسے ہو سکتی ہے۔ اس قدر خوبصورت آواز کی مالک کو تو یقیناً پریزیڈنٹ آف ایکریمیا کی پی اے ہونا چاہئے اور آواز شناسی کے ماہرین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ خوبصورت اور مترنم آواز کی مالک لازماً خود بھی انتہائی خوبصورت ہوتی ہے کیونکہ ایسی خوبصورت آواز خوبصورت گلے سے ہی نکل سکتی ہے اور خوبصورت گلا خوبصورت جسم کا ہی مرہون منت ہوتا ہے۔“ عمران کی زبان رواں ہو گئی اور آرسیا تو کے چہرے پر عمران کی باتیں سن کر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”ایسے خوبصورت انداز میں تعریف کرنے کا شکریہ جناب۔ فرمائیے۔..... دوسری طرف سے اس بار انتہائی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

”خوب صورتی کسی تعریف کی محتاج نہیں ہوتی مس۔..... عمران نے کہا۔

”روسیلا۔ میرا نام روسیلا ہے۔..... دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔

”مس روسیلا۔ سچ پوچھیں تو مجھے بینک پریزیڈنٹ میکملن کی خوش قسمتی پر انتہائی رشک آ رہا ہے۔ حالانکہ میں بھی مانٹور میں ایک انٹرنیشنل فرم کا چیئرمین ہوں اور میرے آفس میں دس کے قریب

ملاقات میرے لئے باعث فخر ہوگی۔۔۔۔۔ روسیلا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے اسے گڈ بانی کہا اور رسیور رکھ دیا۔
 "کمال ہے۔ آپ تو واقعی حیرت انگیز انداز میں کام کرتے ہیں جتنا۔ لیکن اس سے آپ کو کیا فائدہ ہوا۔۔۔۔۔ آرسیا تو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مسٹر آرسیا تو۔ مسز فرانسو کا تعلق جی تھری سے ہے۔ کیونکہ اس قدر اہم فارمولا اس کے نام سے بنک لاکر میں رکھا گیا ہے اور آپ نے دیکھ لیا کہ میں نے اس کال ہے یہ تصدیق کر لی ہے کہ واقعی اس برانچ کا وجود ہے۔ اس میں مسز فرانسو بھی ہے اور سپیشل لاکرز بھی۔ اس طرح نمونہ کی رپورٹ کی مکمل تصدیق بھی ہو گئی اور وہاں کسی کو معلوم ہی نہ ہوا کہ تصدیق کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ مسز فرانسو تک بات ہی نہیں پہنچی۔ اب آپ کی تسلی ہو گئی کہ آپ کا نام درمیان میں نہیں آیا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی۔ آپ نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں کام کیا ہے۔ لیکن اب آپ کیا کریں گے۔ آپ کیا اس لاکر سے یہ فارمولا حاصل کریں گے۔۔۔۔۔ آرسیا تو نے کہا۔

"ارے نہیں مسٹر آرسیا تو۔ ہمارا اس فارمولے کے حصول سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارا تعلق صرف معلومات مہیا کرنے کی حد تک ہے۔ یہ معلومات ہم اپنی تنظیم کے سربراہ کو مہیا کر دیں گے اور وہ آگے حکومت پاکیشیا کو۔ اب حکومت پاکیشیا کیا کرتی ہے اور کیا نہیں

نے کہا اور روسیلا ایک بار پھر مترنم آواز میں ہنس پڑی۔
 "وہ ادھیڑ عمر خاتون ہیں۔ مسز ہیں۔ چار بچوں کی ماں ہیں۔ اب اندازہ آپ خود لگائیجئے۔۔۔۔۔ روسیلا نے ہنستے ہوئے کہا۔
 "اوہ۔ میں آپ جیسی خوبصورت آواز کے بعد کوئی ایسی آواز نہیں سنتا چاہتا کہ سارا لطف ہی غارت ہو جائے۔ میں اب یقیناً کسی روز آپ کے دیدار کے لئے خود حاضر ہوں گا۔ آپ برائے کرم ایک کام کیجئے کہ اپنے طور پر خود ہی مسز فرانسو سے بات کر کے صرف اتنا معلوم کر لیجئے کہ کیا سپیشل لاکرز میں دس بارہ لاکرز مل جائیں گے اور پھر مجھے اپنی خوبصورت آواز میں بتا دیجئے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
 "اوکے۔ ہو لڈ آن کیجئے۔۔۔۔۔ روسیلا نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ مسٹر ڈارسن۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد روسیلا کی آواز سنائی دی۔
 "یس۔ مس روسیلا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے سپیشل لاکرز کے چیف ریکارڈ کپر سے معلومات حاصل کی ہیں۔ صرف چار سپیشل لاکرز خالی ہیں۔ باقی لگے ہوئے ہیں۔ آپ تو دس بارہ کی بات کر رہے تھے۔۔۔۔۔ روسیلا نے کہا۔

"اوہ پھر تو ہماری فرم کا کام نہیں ہو سکتا۔ بہر حال بے حد شکریہ۔ آپ سے ملاقات تو بہر حال ہوگی چاہے ایک بھی لاکر خالی نہ ہو۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ آپ جیسے خوبصورت انداز میں تعریف کرنے والے سے

کہا اور جولیا کی اس طرح عمران کی حمایت پر تنزیر کے بھینچے ہوئے
 ٹکڑے کچھ اور زیادہ بھینچ گئے۔ جب کہ عمران بے اختیار مسکرا دیا۔
 "لیکن یہ بتاؤ۔ کہ اس روسیلا کی آواز اور اس کی خوبصورتی کی اس
 تعریف کرنے کی تمہیں کیا ضرورت تھی۔ تم تو اس طرح اس کی
 تعریفیں کر رہے تھے جیسے دنیا میں صرف اس کی آواز ہی خوبصورت ہے
 حالانکہ اس کی آواز کوے سے بھی زیادہ کرخت تھی۔"..... جولیا نے اس
 عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ۔ وہ۔ اب دیکھو ناں۔ آواز کی ہی تعریف کی تھی میں نے اور
 آواز تو آواز ہی ہوتی ہے۔ مم۔ مم۔ مجھے تو بھوت کی آواز بھی بے حد
 پسند ہے۔ چاہے وہ کار ہی کیوں نہ ڈرائیو کر رہا ہو اور اس کے ساتھ
 کوئی چڑیل۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ اس کے ساتھ کوئی پردار۔
 اوہ۔ اوہ۔ سوری۔ وہ کیا مخلوق ہوتی ہے پرستان کی۔ وہ پردوں والی
 اول والا قوت۔ ایک تو یہ یادداشت بھی عین موقع پر دھوکہ دے جاتی
 ہے۔"..... عمران نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا مطلب ہے پری۔"..... جولیا نے بجائے غصے کے مسکراتے
 ہوئے کہا۔ جب کہ تنزیر کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ گیا تھا۔
 "پری۔ اوہ نہیں۔ پری کو کیا ضرورت ہے کار میں بیٹھ کر سفر
 کرنے کی۔ وہ تو آسمانوں پر خود اڑتی ہے۔ لوگوں کے خوابوں میں آ
 جاتی ہے۔ اب کار میں بیٹھ کر تو وہ خوابوں میں آنے سے رہی۔" عمران
 نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔"..... عمران نے کہا اور کرسی سے
 اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ۔ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں۔
 ویسے آپ نے مجھے میزبانی کا موقع نہیں دیا۔"..... آسیا تو نے بھی اٹھتے
 ہوئے کہا۔ عمران کی آخری بات سن کر اس کے چہرے پر بھی اطمینان
 کے تاثرات ابھرائے تھے۔

"تعاون کا بے حد شکریہ آسیا تو۔ پھر ملاقات ہوگی تو ہم آپ کی
 میزبانی کا بھرپور لطف اٹھائیں گے۔ اس وقت اجازت دیں۔" عمران
 نے کہا اور پھر آسیا تو سے مل کر وہ اپنے ساتھیوں سمیت اس کے دفتر
 سے باہر آگیا۔

"تم نے خواہ مخواہ اتنی بھاری رقم اس کے حوالے کر دی۔" تنزیر
 نے کار کو کلب کے کپاؤنڈ سے باہر نکالتے ہی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "تو اور کیا کرتا۔ معلومات کیسے حاصل کرتا۔"..... عمران نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ معلومات تو اس کی ہڈیاں توڑ کر بھی حاصل کی جاسکتی تھیں۔"
 تنزیر نے اپنی فطرت کے عین مطابق جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اس کے پاس تو اصل معلومات تھیں ہی نہیں۔ اصل معلومات
 تو اس نے ٹھوٹھی کے ذریعے حاصل کی ہیں اور اگر اس پر تشدد کیا جاتا تو
 وہ کبھی بھی ٹھوٹھی کے ذریعے معلومات حاصل نہ کرتا۔ اس لئے عمران
 نے جو کچھ کیا ہے وہ درست ہے۔"..... جولیا نے وضاحت کرتے ہوئے

میں آسانی سے کہہ رہی ہو کہ بات ختم۔ کسی کے جذبات کا کچھ تو لحاظ
لی کرنا چاہئے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ تو جو لیا بے بسی سے ہنس پڑی
"تم سے خدا کچھ۔ تم سے باتوں میں کوئی نہیں جیت سکتا۔
حال بتاؤ کہ اب کیا پروگرام ہے۔۔۔۔۔ جو لیا نے بڑے بے بس سے
از میں کہا۔

"صرف باتوں میں ہی نہیں۔ مجھ سے کوئی سوئمر بھی نہیں جیت
سکتا۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"یہ تو وقت آئے گا تو پتہ چلے گا۔ میں تمہاری طرح زبانی دعویٰ کا
مال نہیں ہوں۔۔۔۔۔ تنویر نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"وقت تو آگیا ہے مسٹر تنویر۔ بے شک جو لیا سے پوچھ لو۔" عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ یہ تم دونوں نے کیا حقوق والی باتیں شروع کر دی
ہیں نائنسنس۔۔۔۔۔ جو لیا نے شرمائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ
لاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا تھا۔

"تو اسے منع کر دیں مس جو لیا کہ میرے سامنے دعویٰ نہ کیا
ارے۔" تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ تم تو سنجیدہ ہو گئے۔ چلو میں اپنی شکست تسلیم کر
باتا ہوں۔ تم بے شک سوئمر جیت لینا۔ میں خوش میرا خدا خوش۔"

عمران نے کہا۔ تو جو لیا بے اختیار چونک پڑی۔ جب کہ تنویر کے
ہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھرائے جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ

"بکو اس مت کرو۔ تو پھر تم کیا پردار پردار کی رٹ لگائے ہوئے
تھے۔۔۔۔۔ جو لیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ کیا کہتے ہیں۔ پردار اڑے پھرتے ہیں۔ بے پر کا خدا حافظ۔ اب
تنویر کو مجبوراً خدا حافظ کہنا ہی پڑے گا۔ بے چارہ بے پر کا جو ہوا۔ اس
لئے بیٹھا کار چلا رہا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکو اس مت کرو۔ تمہارا کیا ہے۔ تم تو مکھی ہو مکھی۔ نہ گندمی
دیکھتے ہو۔ نہ گڑ اور نہ شہد۔ تمہارے لئے تو سب برابر ہیں۔۔۔۔۔ تنویر
نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ نے سن لیا مس جو لیا۔ آپ پردار بننے پر مصر ہو رہی تھیں۔
عمران نے جو لیا سے مخاطب ہو کر بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یوشٹ اپ۔ میں نے تمہارے متعلق کہا ہے۔ مس جو لیا کے
متعلق نہیں۔۔۔۔۔ تنویر نے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم۔ میرے متعلق۔ مگر مکھی تو مونٹ ہوتی ہے اور اس وقت
کار میں مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ صرف ایک ہی محترمہ ہے۔

عمران نے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"بس۔ اب یہ بات ختم کرو۔ تم سے تو کوئی بات پوچھنا اپنے آپ

کو عذاب میں ڈالنا ہے۔۔۔۔۔ جو لیا نے غصیلے اور قدرے اکتائے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ اب اتنی بھی کیا بے مروتی۔ استا طویل عرصہ ہو گیا
ہے بے چارے تنویر کو دل میں حسرتوں کا طوفان پالتے ہوئے اور تم

عمران جو لیا کے بارے میں اس طرح ہتھیار ڈال سکتا ہے۔ جب کہ جو لیا کے چہرے پر بھی یکفخت غصے کی سرخی سی چھانے لگی۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ۔ تم۔ کہہ رہے ہو.....“ جو لیا نے پھل پڑنے والے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ کھل کر تو بات نہ کر سکتی تھی۔ ”اب دیکھیں ناں مس جو لیا۔ یہ ضروری تو نہیں کہ جس کی آواز مترنم اور خوبصورت ہو۔ وہ خود بھی خوبصورت ہو۔ ہو سکتا ہے بیچاری روسیلا کی صرف آواز ہی خوبصورت ہو۔ اس لئے کیا فائدہ کرنے کا.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”تو۔ تو۔ تم روسیلا کے بارے میں کہہ رہے تھے.....“ جو لیا نے چونک کر کہا۔

”آپ نے خود ہی تو پروگرام پوچھا تھا اور ظاہر ہے پروگرام یہی ہو سکتا ہے کہ ہم نے مانٹور جانا ہے اور اس سیشنل لاکر سے وہ ادھر فارمولا حاصل کرنا ہے اور مشن ختم اور جب ہم وہاں جائیں گے تو مس روسیلا سے بھی لامحالہ ملاقات ہونی ہے اور ہو سکتا ہے مسز فرام سے بھی ہو جائے۔ اب یہ تنویر کی مرضی ہے کہ جس کا چاہے انتخاب کر لے۔ میں مداخلت کرنے والا کون ہوں.....“ عمران نے جواب دیا۔ جو لیا بے اختیار ہنس پڑی۔ جب کہ تنویر نے ایسے انداز میں ہنسنا بھیج لئے جیسے اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ اب وہ کبھی بولے گا ہی نہیں اور اس کے ساتھ ہی کار اس کالونی میں داخل ہو گئی۔ جس میں ان کی رہائش گاہ تھی۔

سینڈیچ کلب کی عمارت کچھ زیادہ بڑی نہ تھی۔ لیکن وہاں آنے والے سب اچھے طبقے کے افراد نظر آ رہے تھے۔ صفدر اور اس کے اسی بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے کلب کے ہال میں داخل ہوئے اور ایک طرف موجود خالی میز کی طرف بڑھ گئے۔ ہال میں عورتوں کی تعداد مردوں سے کچھ زیادہ ہی نظر آ رہی تھی۔ وہ جیسے ہی میز کے گرد دوڑ کر سیوں پر بیٹھے۔ ایک ویئر تیزی سے ان کے قریب آیا۔

”یس سہر۔ کیا سب علیحدہ علیحدہ پارٹنر پسند کریں گے یا.....“ ویئر نے قریب آکر باری باری سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور صفدر اور اس کے ساتھیوں نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ اب اس ہال میں عورتوں کی اتنی زیادہ تعداد کی وجہ سمجھ گئے تھے۔ یہاں اور کسی قسم کا دھندہ ہوتا تھا۔

”فی الحال نہیں۔ ہم یہاں ایک ضروری کام سے آئے ہیں۔ ویسے

سے واپس چلا گیا۔

"تم لوگ کافی پیسو۔ میں ذرا کاؤنٹر میں سے بات کر لوں۔" صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اکٹھے چلیں گے۔ تم اطمینان سے کافی پیسو..... خاور نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کافی پی کر اس نے ویٹر کو بلا کر باقاعدہ بل اور بھاری ٹپ دی اور پھر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔ ویٹر بھی ان کے ساتھ ہی آگیا۔

"راکی۔ یہ صاحبان ادھاما سے آئے ہیں۔ میں جانتا ہوں انہیں۔ یہ باس سے کچھ ضروری معلومات خریدنا چاہتے ہیں۔ بڑی پارٹی ہیں۔ ویٹر نے کاؤنٹر میں سے مخاطب ہو کر خود ہی ان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں بات کرتا ہوں۔" کاؤنٹر میں نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر پر رکھے ہوئے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور تین نمبر پر پریس کر دیئے۔

"باس۔ ادھاما سے ایک بڑی پارٹی آپ سے ملنا چاہتی ہے۔ معلومات خریدنا چاہتے ہیں۔ ویٹر جیری انہیں ذاتی طور پر جانتا ہے۔ چار افراد ہیں۔" کاؤنٹر میں نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے بات سننے کے بعد اس نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"جیری۔ تم خود ہی جا کر اپنی پارٹی کو باس کے دفتر چھوڑ آؤ۔" کاؤنٹر

اس شاندار اور خوبصورت کلب کے مالک جناب فیرم صاحب ہی ہیں۔" صفدر نے جیب سے ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر۔ فرمائیے۔ ان کی نسبت کوئی کام ہو تو۔ ویسے آپ کو پینا پسند کریں گے۔" ویٹر کا لہجہ نوٹ لیتے ہی یکھت بدل گیا تھا۔ "کیا تم کوئی ایسا طریقہ ہمیں بتا سکتے ہو کہ ہماری ملاقات فوری طور پر جناب فیرم سے ہو سکے۔ کیونکہ ہم ان سے فوری ملاقات چاہتے ہیں لیکن ہمارا تعلق ریاست ادھاما سے ہے۔ ہم یہاں اجنبی ہیں۔" صفدر نے جیب سے ایک اور نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ آپ کاؤنٹر پر جا کر کہہ دیں کہ آپ ادھاما سے آئے ہیں اور آپ معلومات خریدنا چاہتے ہیں۔ بھاری معاوضے کے عوض آپ کی ملاقات کرا دی جائے گی۔ کیونکہ چیف کا دھندہ ہی یہی ہے۔" ویٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ شکریہ۔ اب ہاٹ کافی لے آؤ۔" صفدر نے ایک اور نوٹ پکڑاتے ہوئے کہا۔ جو قدرے بڑی مالیت کا تھا۔

"یس سر۔ میں ابھی لایا سر۔" ویٹر کی باچھیں ہی کھل گئی تھیں اور وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر واپس آیا اور اس نے ہاٹ کافی سرو کر دی۔

"چیف دفتر میں موجود ہے۔" ویٹر نے آہستہ سے کہا اور تیزی

آئی۔

مین نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آئیے میرے ساتھ۔" فریم نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ صفدر اور اس کے ساتھیوں کو لے کر اندرونی دروازہ کر اس کے ایک راہداری میں گزر کر واقعی ایک بڑے سے ساؤنڈ پروف کمرے میں لے آیا۔

"آئیے جناب۔" ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک دفتر کے انداز میں ہونے کمرے میں موجود تھے۔ میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور چھریں جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس آدمی کا چہرہ مہرہ اور اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ دفتر میں کام کرنے والا آدمی ہے۔

"اب کھل کر بات کیجئے۔ اب یہاں کوئی نہیں آسکتا اور نہ یہاں ہونے والی گفتگو کسی بھی صورت میں باہر جاسکتی ہے۔" فریم نے کمرے کا دروازہ بند کر کے اسے باقاعدہ لاک کرتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیے جناب۔ کس ٹائپ کی معلومات آپ کو چاہئیں۔" فریم نے ان سے باقاعدہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سننے ہی وہ پہچان گئے کہ وہ درست آدمی کے پاس پہنچ گئے ہیں۔

"مسٹر فریم۔ پاکیشیا سے جو فارمولا گریٹ لینڈ نے جی تھری سے حاصل کرایا تھا۔ وہ واپس جی تھری کی مدد سے کسی بینک کے لاکر میں رکھا گیا ہے۔ اس بینک اور لاکر کی تفصیلات لینی ہیں۔" صفدر نے یقیناً انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو فریم بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یقیناً بے پناہ حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

"مسٹر فریم۔ ہم آپ کے تصور سے بھی زیادہ بھاری معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن معلومات ہمیں درست اور حتمی چاہئیں۔" صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا۔ کہہ رہے ہو۔ یہ کیسی معلومات ہیں۔ میں تو یہ سب کچھ پہلی بار سن رہا ہوں۔" فریم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ پہلے بتائیں تو یہی کہ آپ کو کس ٹائپ کی معلومات چاہئیں پھر معاوضے کی بات بھی ہو جائے گی۔" فریم نے خالص کاروباری انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"رچرڈ سے تمہاری جو گفتگو ہوئی ہے وہ ہمارے پاس محفوظ ہے اور تم نے اس گفتگو میں رچرڈ سے یہی کہا ہے کہ تم جانتے ہو کہ فارمولا کس بینک میں ہے۔ لیکن جی تھری کی وجہ سے تم اسے بتاؤ گے نہیں۔ اس لئے ہمیں خود آنا پڑا ہے۔ بولو۔ معاوضہ لے کر بتاؤ گے یا۔" صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا ہماری گفتگو کسی ایسے کمرے میں نہیں ہو سکتی جو ہر لحاظ سے محفوظ ہو۔ میرا مطلب ہے ساؤنڈ پروف ہو اور جہاں کوئی اچانک نہ آ سکے۔ ایک لاکھ ڈالر تک بھی معاوضہ ہو سکتا ہے اور وہ بھی نقد۔" صفدر نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اسے دوبارہ جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور فریم کی آنکھوں میں یقیناً ایک چمک ابھر

"خبردار۔ اگر حرکت کی تو خنجر آنکھ کے اندر گھس جائے گا۔"
صفدر نے غراتے ہوئے کہا اور فیرم یکت اس طرح ساکت ہو گیا۔
جیسے وہ پتھر کا بنا ہوا ہو۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں نے تو رچرڈ کو
ویسے ہی کہہ دیا تھا۔۔۔۔۔ فیرم نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"سنو فیرم۔ آخری بار کہہ رہا ہوں۔ سب کچھ تفصیل سے بتا دو
تمہاری جان بچ سکتی ہے۔ ورنہ جب تم دونوں آنکھوں سے محروم ہو
جاؤ گے۔ تمہارے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوں گی۔ تمہارے
جسم پر زخم ہی زخم ہوں گے۔ تمہارا چہرہ اس حد تک بگڑ چکا ہو گا۔ کہ
تمہیں فیرم کی حیثیت سے کوئی پہچان ہی نہ سکے گا اور اس حالت میں
جب تم سڑک پر پڑے سسک رہے ہو گے اور معلومات پھر بھی تمہیں
مہیا کرنی ہی پڑیں گی۔ تو بتاؤ تمہیں کیا فائدہ ہو گا۔ جب کہ اب اگر تم
تفصیلات بتا دو۔ تو تمہیں ایک لاکھ ڈالر بھی مل جائیں گے اور
تمہارے جسم پر بھی کوئی خراش نہ ہو گی اور کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہو
سکے گا کہ تم نے ہمیں کچھ بتایا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں جو تمہیں
پسند ہو۔ وہ آخری بار بتا دو۔۔۔۔۔ صفدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مگر۔ مگر رچرڈ کو تو معلوم ہے۔ وہ۔ وہ۔۔۔۔۔ جی تھری کو بتا دے
گا۔۔۔۔۔ فیرم نے انتہائی خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"رچرڈ نے پہلی صورت پسند کی تھی۔ اس لئے اس کی لاش کسی گڑ
میں پڑی سڑ رہی ہو گی۔ اس کی فکر مت کرو۔ اپنی بات کرو اور سنو۔

"آئی ایم سوری۔ میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ آپ جا
سکتے ہیں۔۔۔۔۔ فیرم نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف لپکا۔
لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر سامنے دیوار سے جا
ٹکرایا۔ صفدر نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے دیوار کی طرف
اچھال دیا تھا۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ نیچے گرا ہی تھا کہ یکت خاور نے
آگے بڑھ کر اس کی کنپٹی پر لات جمادی اور وہ ایک بار پھر چیختا ہوا فرش
پر رول ہوتا ہوا کچھ دور گیا پھر تڑپ کر ساکت ہو گیا۔

"اسے باندھ کر اس پر تشدد کرنا پڑے گا۔ ویسے نہیں بتائے گا
یہ۔۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"نہیں۔ یہ فیلڈ کا آدمی نہیں ہے۔ اس لئے زیادہ تردد نہ کرنا پڑے
گا۔ خاور تم ایسا کرو کہ بیلٹ سے اس کی ٹانگیں باندھ دو اور نعمانی تم
اپنی بیلٹ سے اس کے بازو عقب میں باندھ دو۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور
خاور اور نعمانی نے تیزی سے اس کی ہدایات کے مطابق کام شروع کر
دیا۔ چند لمحوں بعد فیرم کی دونوں ٹانگیں بندھ چکی تھیں اور ہاتھ بھی اور
اس کے ساتھ ہی صفدر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک باریک
دھار کا تیز خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور دوسرے لمحے اس نے خنجر کی
نوک سے اس کی گردن پر خاصی گہری خراش ڈال دی اور خراش کے
پڑتے ہی فیرم چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے
انٹھنے کی کوشش کی تو صفدر نے خنجر کی نوک اس کی دائیں آنکھ کے
نیچے پونے پر رکھ دی۔

"ادھر الماری میں کارڈ لیس فون ہے۔ سپیشل نمبر ہے۔ جس کا لنک کلب سے نہیں ہے۔ میں اس سیٹ سے خصوصی فون کرتا ہوں۔"..... فیرم نے سر کی مدد سے ایک الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور صفدر کے پیچھے کھڑے ہوئے خاور نے تیزی سے مڑ کر الماری کھولی۔ اس میں واقعی ایک کارڈ لیس فون سیٹ موجود تھا۔ اس نے سیٹ باہر نکالا اور الماری بند کر دی اور پھر سیٹ لا کر صفدر کے ہاتھ میں دے دیا۔

"کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھول دو"..... صفدر نے فون سیٹ لیتے ہوئے خاور سے کہا اور خاور سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اب مجھے نمبر بتاؤ۔ تاکہ میں اس بنک سے یہ تصدیق کر لوں کہ وہاں واقعی سپیشل لا کر بھی ہوتے ہیں اور مسز فرانسو نام کی کوئی عورت بھی ہے"..... صفدر نے کہا۔

"مجھے نمبروں کا علم نہیں ہے اور نہ میں نے کبھی وہاں کال کی ہے۔ میں نے تو یہ سب کچھ ہیڈ کوارٹر کی ایک خفیہ فائل میں پڑھا تھا۔ تم انکوائری سے معلومات حاصل کر سکتے ہو"..... فیرم نے کہا تو صفدر نے سر ہلاتے ہوئے انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔ الباما ریاست کا کوڈ نمبر معلوم کر کے اس نے وہاں کی انکوائری سے مانٹور شہر کا نمبر بھی اور پھر مانٹور شہر کی انکوائری سے اس نے بنک کی اس مخصوص برانچ کا نمبر حاصل کر لیا۔

"یس۔ مانٹور سٹی بنک گا سکر روڈ برانچ"..... بنک سے رابطہ قائم

ہاں یا ناں۔ آخری بار تمہیں مہلت مل رہی ہے"..... صفدر نے اور زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں بتا دیتا ہوں۔ پلیز پلیز۔ مجھے کچھ مت کہو"۔ یکھت فیرم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بتاؤ۔ لیکن یہ سن لو کہ ہم پہلے تمہاری بات کی تصدیق کریں گے اور اگر تم نے ایک لفظ بھی غلط بتایا تو تمہارا انجام اس سے بھی زیادہ عبرت ناک ہو گا جو میں نے تمہیں بتایا ہے"۔ صفدر کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔

"وہ ریاست الباما کے شہر مونٹور کے بنک مونٹور سٹی بنک گا سکر روڈ برانچ کے سپیشل لا کر نمبر ففٹی ون میں رکھا گیا ہے"..... فیرم نے جلدی سے کہا۔ اس کے لہجے میں ایسا خوف تھا کہ صفدر سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"یہ لا کر کس کے نام ہے"..... صفدر نے پوچھا اور ساتھ ہی خنجر کی نوک کو ذرا ساد بادیادیا۔

"مسز فرانسو کے نام۔ وہ اسی بنک میں آفیسر بھی ہے"..... فیرم نے جواب دیا۔

"اس مسز فرانسو کا تعلق جی تھری سے ہے"..... صفدر نے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ ورنہ اس قدر اہم فارمولا وہاں کیسے رکھا جاتا"۔ فیرم نے کہا۔

"اس کمرے میں فون نظر نہیں آ رہا"۔ صفدر نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

کہا اور فون آف کر دیا۔

”ٹھیک ہے۔ مسٹر فریم۔ تم نے واقعی درست بتایا ہے اور اس کا تمہیں انعام بھی ملنا چاہئے“..... صفدر نے فون سیٹ کو ایک طرف کر سی پر رکھتے ہوئے کہا اور فریم کے چہرے پر اطمینان اور سکون کے تاثرات چھا گئے۔

”شکریہ۔ میں جان کے مقابلے میں اور کسی چیز کو اہمیت نہیں دیتا“..... فریم نے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

”دینی بھی نہیں چاہئے۔ کیونکہ جان ہی تو سب سے قیمتی چیز ہوتی ہے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریو الوور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ فریم احتجاج کے لئے منہ کھولنا۔ صفدر نے ٹریگر دبا دیا اور گولی ٹھیک فریم کے دل میں اترتی چلی گئی اور فریم زیادہ تڑپ بھی نہ سکا۔

”بیلٹس کھول لو نعمانی اور جلدی کرو۔ ہمیں فوری طور پر مانٹور پہنچنا ہے“..... صفدر نے ریو الوور واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور نعمانی بجلی کی سی تیزی سے فریم کی ٹانگوں میں بندھی ہوئی بیلٹ کھولنے میں مصروف ہو گیا۔

”ہمیں میک اپ اور لباس بھی تبدیل کرنا پڑے گا۔ ورنہ فریم کی لاش میں بی پولیس پاگل کتوں کی طرح ہمارے پیچھے دوڑ پڑے گی“..... میپنر شکیل نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”یہاں مسز فرانسو ہوں گی“..... صفدر نے کہا۔

”یس سر۔ ہولڈ کریں۔ میں ملاتی ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ اور آواز کے مطابق وہ ادھیر عمر عورت لگتی تھی۔

”مسز فرانسو۔ میں ناراک سے بول رہا ہوں۔ الیگزینڈر انٹرنیشنل کارپوریشن کا جنرل منیجر انتھونی“..... صفدر نے کہا۔

”اوہ۔ اچھا۔ فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں۔“ دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

”مسز فرانسو۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ کے بینک میں سپیشل لاکرز بھی ہوتے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”یس سر۔ ہمارا بینک تو اس سلسلے میں بہترین خدمات پیش کرتا ہے اور میں ہی اس شعبے کی انچارج ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہماری کمپنی مانٹور میں اپنا بزنس آفس قائم کرنا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں ہمیں سپیشل لاکرز کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لئے میں نے فون کیا تھا۔ کیا کوئی لاکر فوری طور پر مل سکتا ہے“..... صفدر نے کہا۔

”یس سر۔ چار لاکر خالی ہیں۔ ویسے ایک ہفتے بعد ہم سپیشل لاکرز کی نئی کیبنٹ بھی نصب کر رہے ہیں۔ پھر پچاس لاکرز مزید بھی میسر ہو سکیں گے“..... مسز فرانسو نے جواب دیا۔

”اوکے۔ شکریہ۔ بس یہی معلوم کرنا تھا۔ گڈ بائی“..... صفدر نے

”نو ڈالر۔ اور کون مہربان قدر دان۔ جو اس سے کم بولی لگائے۔
بولو۔ بولو قدر دان۔ مہربان بولو۔“..... عمران نے اور زیادہ اونچی آواز
میں کہا۔

”سات ڈالر۔“..... اچانک ایک اور آواز سنائی دی اور سب
ڈرائیورز مڑ کر اس طرف دیکھنے لگے۔

”واہ۔ سات ڈالر۔ اور کوئی۔ سوچو مت۔ یہ سوچنے کا وقت نہیں
ہے۔ جلدی بولو اور کوئی کم بولی دے گا۔ سات ڈالر ایک۔ سات
ڈالر۔“..... عمران واقع کسی مجھے ہوئے بولی دینے والے کی طرح چیخ رہا
تھا۔

”پانچ ڈالر۔“..... اچانک ایک اور نوجوان نے کہا اور اس کے پانچ
ڈالر کہتے ہی باقی سب ڈرائیور منہ بناتے ہوئے تیزی سے واپس اپنی
اپنی ٹیکسیوں کی طرف بڑھ گئے۔

”ارے اتنی جلدی بھاگ گئے۔ کمال ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ فری
کے بعد پیسے دینے کی نیلامی شروع ہوگی کہ جو ڈرائیور ہمیں لے جائیگا وہ
ساتھ کتنے ڈالر دے گا۔ حد ہے۔ بھائی بڑے کاروباری لوگ ہیں یہاں
کے۔ پہلے ہی بھاگ گئے۔ اب مجبوری ہے۔ پانچ ڈالر کو ایک دو تین
کہنا ہی پڑے گا۔“..... عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں بات کرتے
ہوئے کہا۔

”جناب آپ واقعی دلچسپ مسافر ہیں۔ میری آدمی زندگی ٹیکسی
چلاتے گذر گئی ہے۔ لیکن اس انداز میں کبھی کسی نے کرایہ کم نہیں

مانٹور کے چھوٹے سے ایرپورٹ سے باہر نکلتے ہی عمران اور اس
کے ساتھیوں کو ٹیکسی ڈرائیوروں نے گھیر لیا۔

”سنو۔ سنو۔ سب سن لو۔ ہم نے ہوٹل براس جانا ہے۔ پہلے بتاؤ
کہ وہاں تک کرایہ کتنا ہے۔“..... عمران نے اس طرح ہاتھ اٹھاتے
ہوئے کہا۔ جیسے وہ نیلامی کی بولی لگانے والوں میں سے ہو۔

”میں بیس ڈالر لوں گا۔ آئیے ادھر۔ اے ون ٹیکسی ہے۔“ ایک
لمبے قد کے ڈرائیور نے اونچی آواز میں کہا۔

”اس سے کم کون بولی دے گا۔ بولو۔ جلدی کرو۔ دس ڈالر
ایک۔“..... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”نو ڈالر۔“..... ایک اور ادھیڑ عمر ڈرائیور نے ہنستے ہوئے کہا۔
”یہ کیا نیلامی شروع کر دی ہے تم نے۔“..... جو لیا نے جھلائے
ہوئے لہجے میں کہا۔

”میڈم پانچ ڈالر میں تو بیل گاڑی بھی آپ کو ہوٹل براس تک نہ لے جاتی۔ یہ تو پھر کار ہے“..... ٹیکسی ڈرائیور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھے۔ خاموشی سے ٹیکسی چلاؤ“..... عقب سے تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

”بس سر“..... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیکسی کی رفتار بڑھادی اور کار کی رفتار بڑھتے ہی نہ صرف کار کی باڈی سے نکلنے والی آوازیں اب باقاعدہ چیخوں اور کراہوں میں بدل گئیں بلکہ تنویر اور جولیا کو یوں محسوس ہونے لگا۔ جیسے کسی نے انہیں اچھلنے والے گھوڑے پر بٹھا دیا ہو۔ وہ اس طرح اچھل رہے تھے جیسے نیچے سینوں میں مسلسل انتہائی طاقتور کرنٹ انہیں لگ رہا ہو۔ لیکن عمران بڑے اطمینان سے سیٹ کی پشت سے سر نکالے آنکھیں بند کئے اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے کوئی بچہ جھولے میں بیٹھ کر لطف اندوز ہوتا ہے۔ گو اس کا جسم اچھل بھی رہا تھا اور انتہائی خطرناک حد تک مسلسل تھر تھرا بھی رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس کے چہرے پر بے پناہ اطمینان اور سکون طاری تھا۔

”واہ۔ لطف آگیا۔ سفر بھی طے ہو رہا ہے اور جھولا بھی جھولنے کو مل رہا ہے“..... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”شٹ اپ۔ یہ سب عذاب تمہاری وجہ سے ہم جھیل رہے ہیں“..... جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسری لمحے ٹیکسی

کرایا“..... ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک طرف کھڑی اپنی ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا ٹیکسی کی حالت بے حد خستہ سی نظر آ رہی تھی۔

اس ٹیکسی کا کرایہ تو واقعی بولی میں ہی طے ہونا چاہیے تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈرائیور ہنس پڑا۔ اس نے سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھولا اور جولیا کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب کہ عمران اور تنویر عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

”جتاب۔ کیا آپ ہر جگہ ایسا ہی کرتے ہیں“..... ڈرائیور نے کار کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اب تو سوچ رہا ہوں کہ جو ڈرائیور کرایہ کی بولی دے وہ ساتھ اپنی ٹیکسی بھی دکھائے۔ اب مجھے اپنے طریقہ کار میں تبدیلی لانی پڑے گی“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ڈرائیور ہنس پڑا۔

”آپ فکر نہ کریں۔ یہ ٹیکسی بس باڈی کے لحاظ سے ہی ختم ہے۔ انجن کے لحاظ سے نہیں“..... ڈرائیور نے ہنستے ہوئے کہا اور واقعی ٹیکسی خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ لیکن اس کی باڈی سے جو آوازیں سنائی دے رہی تھیں اس سے یہی محسوس ہوتا تھا کہ انتہائی جدید آکسٹراپر انتہائی خوفناک قسم کی دھن بجائی جا رہی ہو۔

”تمہیں کس نے کہا تھا کہ تم وہاں کھڑے ہو کر بولی شروع کر دو۔ یہ ٹیکسی ہے یا بیل گاڑی“..... اب تک خاموش بیٹھی ہوئی جولیا یکھت پھٹ پڑی۔

"کوئی بات نہیں مسٹر..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جاسی۔ میرا نام جاسی ہے..... ڈرائیور نے جواب دیا۔

"کوئی بات نہیں مسٹر جاسی۔ یہ نوٹ تم رکھ لو اور اب سے تم اس وقت تک مستقل ہمارے لئے بک ہو گئے ہو۔ جب تک ہم انٹور میں ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سو ڈالر کے نوٹوں کی گڈی جیب سے نکالی اور ڈرائیور کی لاد میں بڑی لا پرواہی سے پھینک دی۔

"یہ پیشگی ہے..... عمران نے کہا اور پھر تیزی سے مین دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ جاسی ہاتھ میں نوٹوں کی گڈی پکڑے کبھی حیرت سے اس گڈی کو دیکھتا اور کبھی مین گیٹ کی طرف جاتے ہوئے عمران کی طرف۔ جس نے اتنی بھاری مالیت کے نوٹ دینے کے باوجود ایک بار بھی مڑ کر نہ دیکھا تھا۔

"کیا ضرورت تھی اس احمق کو اس قدر بھاری رقم دینے کی۔ نجانے انہیں کیا ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ تم اس طرح دولت لٹا کر اپنے کسی احساس محرومی کو تسکین پہنچاتے ہو۔" اسے میں پہنچ کر جو لیا نے کہا۔

"ارے تم تو نفسیات کی ماہر ہو گئی ہو۔ ظاہر ہے محرومی تو ہے۔

اب جیسے خالی کرنے والی آجائے گی تو پھر نہ جیسوں میں دولت ہوگی" نہ محرومی کی شکایت ہوگی..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تو جو لیا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

ایک زوردار جھٹکے سے رک گئی اور جو لیا کا سرونڈ سکرین سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

"کیا ہوا....." جو لیا اور تنویر دونوں نے بیک وقت غصے سے چیخے ہوئے کہا۔

"پلیز۔ اب میں اپنی ٹیکسی کی مزید توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے آپ سے کوئی کرایہ نہیں لیا۔ آپ دوسری ٹیکسی لے لیں۔" ڈرائیور نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ استغصہ اچھا نہیں ہوتا۔ چلو چلو۔ کوئی بات نہیں ایسا ہوتا رہتا ہے..... عمران نے آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے عمران کے کہنے پر کار آگے بڑھادی۔ لیکن اس بار اس نے رفتار آہستہ رکھی تھی۔ جو لیا اور تنویر دونوں قدرے بیزار سے بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ہوٹل براس کے کپاؤنڈ گیٹ میں مڑ گئی اور پھر جیسے ہی وہ مین گیٹ کے سامنے جا کر رکی تنویر اور جو لیا دونوں اس قدر تیزی سے ٹیکسی سے نیچے اترے جیسے اگر انہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو ٹیکسی کسی بم کی طرح پھٹ جائے گی۔ عمران استبہ بڑے اطمینان سے نیچے اترا۔ اس نے جیب سے سو ڈالر کا نوٹ نکالا اور ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

"سو ڈالر کا نوٹ۔ مگر سر میرے پاس تو چینج نہیں ہے۔ میری ٹیکسی کو دیکھ کر کوئی بیٹھتا بھی نہیں۔ آج کے آپ پہلے مسافر ہیں۔" ڈرائیور نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

رسیور اٹھالیا۔

”میں مائیکل بول رہا ہوں“..... عمران نے ہوٹل کے رجسٹر میں موجود اپنا نام دوہراتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ ٹیکسی ڈرائیور جاسی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ کیا اسے آپ کے کمرے میں بھیج دوں یا آپ فون پر ہی بات کرنا پسند کریں گے“..... دوسری طرف سے کاؤنٹر گرل کی آواز سنائی دی اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اسے کمرے میں بھیج دو“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
”کیا ہوا۔ کون آرہا ہے“..... جو لیا اور تنویر نے حیران ہو کر پوچھا
کیونکہ لاؤڈرنہ ہونے کی وجہ سے دوسری طرف سے آنے والی آواز انہیں سنائی نہ دی تھی۔

”ٹیکسی ڈرائیور جاسی“..... عمران نے کہا۔

”اسے اتنی دولت مل گئی ہے۔ پھر کیوں آرہا ہے“..... جو لیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اس کا خیال ہو گا کہ اگر ایک گڈی مل سکتی ہے تو اور بھی مل سکتی ہے“..... تنویر نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”جب کہ میرا خیال ہے کہ وہ گڈی واپس کرنے آرہا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”واپس کرنے کیوں۔ کیا وہ پاگل ہے“..... جو لیا نے حیران ہو کر کہا۔

”اب پروگرام کیا ہے“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ گواہوں نے علیحدہ علیحدہ کمرے بک کرائے تھے۔ لیکن وہ سب اس وقت عمران کے نام سے بک ہونے والے کمرے میں ہی تھے۔

”پروگرام کیا ہونا ہے۔ آج آرام کریں گے۔ کل جا کر اس محترم روسیلا کے درشن کریں گے۔ اس کے بعد کیا ہو گا۔ یہ کسی نجومی سے پوچھنا پڑے گا“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کے بعد تمہارے سرپرستوں کی بارش ہو گی۔ میں تیار ہوں نجومی سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے“..... جو لیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سن لیا تنویر اور پوچھو پروگرام اور اب بھگتو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر اس طرح کہا۔ جیسے جو لیا نے یہ فقرہ تنویر کے لئے کہا ہو۔

”میں تمہارے متعلق کہہ رہی ہوں۔ سمجھے“..... جو لیا نے اور زیادہ بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران سمیت تنویر اور جو لیا بھی بے اختیار چونک پڑے کیونکہ یہاں آنے ہوئے انہیں ابھی چند ہی لمحے ہوئے تھے اور یہاں ان کا کوئی واقف بھی نہ تھا۔ تو پھر فون کس نے کیا ہو گا۔

”ہوٹل سروس کا فون ہو گا“..... عمران نے کہا اور ہاتھ جڑھا کر

”یہ دونوں گڈیاں لے جاؤ اور کوئی نئی ٹیکسی کار خرید کر لے آؤ۔ کار کے کاغذات اپنے نام سے بنوانا۔ ہم ابھی کچھ دن یہاں ہیں۔ جب تک ہم یہاں ہیں۔ وہ کار ہماری رہے گی۔ مطلب ہے کہ تم ہم سے کرایہ نہ لو گے۔ جب ہم واپس چلے جائیں گے۔ تو پھر وہ کار تمہاری ہو گی اور ہاں۔ پھر ہم جب بھی مانٹور آئیں تو تم نے ہمیں فری سروس دینی ہے۔ اب ٹھیک ہے۔ جاؤ لے جاؤ۔ دونوں گڈیاں“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر جناب۔ ان دو گڈیوں میں تو یہاں تین نئی ٹیکسیاں آجائیں گی۔“ جاسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”اگر تم بیک وقت تین ٹیکسیاں چلا سکتے ہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”مگر جناب۔“ جاسی کی حالت واقعی حیرت کی شدت سے غیر ہوتی جا رہی تھی۔

”لے جاؤ مسٹر۔ دونوں گڈیاں یہ صاحب ایسے ہی ہیں۔ اگر تم نے زیادہ ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا تو اس رقم کے ساتھ ساتھ اپنی اس پھینچر ٹیکسی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے۔“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تھینک یو سر۔ ٹھیک ہے سر۔ آپ جب بھی مانٹور تشریف لائے۔ میں آپ کی خدمت کروں گا۔“ جاسی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور دونوں گڈیاں اٹھا کر جلدی سے جیب میں ڈال

”بعض لوگ واقعی ایسے معاملات میں پاگل ہوتے ہیں۔ بہر حال آنے دو اسے۔“ عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

”یس کم ان۔“ عمران نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور جاسی اندر داخل ہوا۔

”ڈسٹر ب کرنے کی معذرت چاہتا ہوں جناب۔ آپ شاید بھول کر یہ گڈی مجھے دے آئے ہیں۔ میں اسے واپس کرنے آیا ہوں۔“ جاسی نے اندر داخل ہو کر قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب سے وہی گڈی نکالی اور بڑے احترام سے عمران کے سامنے میز پر رکھ دی۔

”ارے ہاں۔ واقعی میں تو بھول گیا تھا۔ میں سمجھا تھا دس ڈالر کے نوٹ ہیں۔ بے حد شکریہ۔“ عمران نے کہا۔ تو جاسی کے چہرے پر یلکھت ایسے اطمینان کے تاثرات نمودار ہوئے جیسے اس کے سر سے کوئی بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

”اسے چیک کر لیجئے جناب۔ پوری ہے۔“ جاسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مسٹر جاسی۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب سے بڑے نوٹوں والی ایک دوسری گڈی نکالی اور اسے پہلے والی گڈی کے اوپر رکھ کر اس نے دونوں گڈیاں جاسی کی طرف کھسکادیں۔

لیں اور عمران کے سر ملانے پر وہ تیزی سے مڑا اور اسی تیزی سے چلتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

”واقعی اسے نئی ٹیکسی کی اشد ضرورت تھی..... جو لیانے جاسی کے جاتے ہی مسکرا کر کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”میرا خیال ہے۔ ہمیں اس بینک کا چکر لگانا چاہئے۔ جہاں یہ سپیشل لا کر ہیں۔ تاکہ کم از کم اس کے محل وقوع کا تو علم ہو جائے..... تنویر نے کہا۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے۔ رات کو وہاں نقب زنی کی جائے۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”تو اور کیا کرنا ہوگا۔ ویسے تو کوئی ہمیں اس لا کر سے فارمولا نکال کر دینے سے رہا۔“ تنویر نے کہا۔

”نہیں مسٹر تنویر۔ ایسا سوچنا بھی حماقت ہے۔ یہاں سپیشل لا کر زکی حفاظت اتہائی زبردست سائنسی آلات سے کی جاتی ہے۔ کسی اہم ترین لیبارٹری کی بھی اتنی حفاظت نہ کی جاتی ہوگی جتنی لا کر زکی ہوتی ہے اور اسی لئے انہیں سپیشل لا کر ز کہا جاتا ہے..... عمران نے کہا۔

”تو پھر تم نے کیا سوچا ہے..... جو لیانے چونک کر پوچھا۔

”ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ یہ لا کر مسز فرانسو کے نام پر ہے۔ اس لئے ہمیں مسز فرانسو سے ملنا پڑے گا۔ مسز فرانسو اگر چاہے تو وہ بڑے اطمینان سے اس لا کر سے فارمولا نکال کر ہمارے حوالے کر سکتی

ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ویری گڈ آئیڈیا۔ ٹھیک ہے۔ چلو اس مسز فرانسو کا گھر تلاش کرتے ہیں۔ پھر میں اسے مجبور کر دوں گا کہ وہ لا کر سے فارمولا نکال کر ہمارے حوالے کر دے.....“ تنویر نے بڑے پر جوش لہجے میں کہا۔

”مسز فرانسو کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ مسز ہے اور مسز صرف اپنے شوہر کی بات مانتی ہے۔ سمجھ گئے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تو جو لیانے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ جب کہ تنویر کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے واقعی اپنی بچکانہ بات پر اب خود شرمندگی ہو رہی تھی۔

”تو آخر تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ کیا یہاں ہوٹل میں بند ہو کر بیٹھنے کے لئے ہم نے اتنا طویل سفر کیا ہے.....“ چند لمحوں بعد جو لیانے کہا۔

”اگر تم اجازت دو۔ تو میں کوشش کروں.....“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ میری اجازت کا مسئلہ درمیان میں کہاں سے آگیا۔“ جو لیانے چونک کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے معاملہ مسز کا ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر کریڈل کو دو تین بار دبایا۔

”یس سر.....“ دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

”یہاں مانٹور میں مانٹور سٹی بینک میں ایک خاتون افسر ہیں۔ مسز

لا کر کمپنی سے ہے۔ ہم اس سلسلے میں آپ کی مسز سے بات کرنا چاہتے تھے۔ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اچھا۔ تو آپ تشریف لے آئیے۔ مارگریٹ ہمسائے کے گھر گئی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر میں آجائے گی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”شکریہ۔ آپ اپنے گھر کا ایڈریس بتادیں۔“ عمران نے کہا۔ تو دوسری طرف سے ایڈریس بتا دیا گیا۔

”ہم حاضر ہو رہے ہیں۔“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ۔ اس مسز فرانسو سے تفصیلی بات ہونے کے بعد ہی کوئی پروگرام بنائیں گے کہ فارمولا کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کم از کم حفاظتی انتظامات کے بارے میں تفصیلات کا تو پتہ چل جائے گا۔“ عمران نے کہا اور جو لیا اور تنویر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

فرانسو۔ کیا آپ ان سے کال ملوا سکتی ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”مسز فرانسو۔ یس سر۔ میں چیک کرتی ہوں۔ آپ فون بند کر دیجئے۔ رابطہ ہونے پر میں بیل دے دوں گی۔“ دوسری طرف سے ہوٹل ایکس چینج کی آپریٹر نے کہا اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھالیا۔

”یس۔ مائیکل بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”سر۔ مسز فرانسو اپنی رہائش گاہ پر نہیں ہیں۔ ان کے شوہر موجود ہیں اگر آپ ان سے بات کرنا چاہیں تو کال ملو ادیتی ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ ان سے بات کرادیں۔“ عمران نے کہا۔

”ہیلو۔ فرانسو بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز

سنائی دی۔

”مسٹر فرانسو۔ میں مائیکل بول رہا ہوں۔ ہوٹل براس سے۔“ عمران نے کہا۔

”مائیکل۔ مگر۔“ فرانسو کے لہجے میں حیرت تھی۔

”آپ سے پہلے ملاقات نہیں ہوئی۔ اس لئے آپ کو حیرت ہو رہی ہے۔ ہم آج ہی ریاست ونگٹن سے آئے ہیں۔ آپ کی بیگم یہاں جس بنک میں کام کرتی ہیں۔ میرا مطلب ہے مانٹورسٹی بنک۔ اس میں جس کمپنی کے سپیشل لاکرزیونٹ نصب ہیں۔ ہمارا تعلق ایسی ہی

کہا۔

”نہیں۔ میں نے اس سسٹم کو چیک کر لیا ہے۔ لا کر کو کھولنے کے لئے اس آدمی کی وہاں موجودگی اشد ضروری ہے۔ جس کے نام لا کر ہوتا ہے۔ اس کے بغیر لا کر نہیں کھل سکتا اور مسز فرانسو بھلا کس طرح وہاں جا کر فارمولا دینے پر آمادہ ہو سکتی ہے“..... صفدر نے کہا۔

”اے ڈرایا دھمکا یا تو جاسکتا ہے“..... نعمانی نے کہا۔

”نہیں نعمانی۔ اس کا تعلق جی تھری سے ہے اور جی تھری نے آخر کچھ سوچ کر ہی اس کا انتخاب کیا ہوگا۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں یہ کام بالا بالا ہی کرنا ہوگا اور مسز فرانسو کو اس کا علم تک نہیں ہونا چاہئے۔“ صفدر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”تو پھر خواہ مخواہ کی درد سہری کی کیا ضرورت ہے۔ یہاں اسلحہ عام ملتا ہے۔ فل ریڈ ایکشن کیا جائے۔ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔“ خاور نے کہا۔

”اس طرح ہم نے اگر فارمولا حاصل بھی کر لیا تو ہمیں یہاں سے نکلنے کو ن دے گا۔ یہاں کی پولیس بے حد مستعد ہے۔ ایک لمحے میں مکمل ناکہ بندی ہو جائے گی“..... صفدر نے کہا۔

”ڈکیتی کی صورت میں یہاں کی پولیس کاشبہ یہاں کے جرائم پیشہ افراد کے خلاف ہی ہوگا۔ وہ پہلے ان کی چھان بین کریں گے اس طرح ہمارے بچ نکلنے کے امکانات بڑھ جائیں گے“..... صفدر اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

مانٹور کے ایک درمیانے درجے کے ہوٹل کے ایک کمرے میں صفدر، کیپٹن شکیل، نعمانی اور خاور چاروں موجود تھے۔ انہیں مانٹور آئے ہوئے آج دوسرا روز تھا اور اس دوران وہ نہ صرف اس بینک کی برانچ میں گھوم پھر آئے تھے بلکہ انہوں نے بینک کے گرد چکر لگا کر بھی اس کا سارا محل وقوع چیک کر لیا تھا۔ صفدر نے واپس آکر بینک کا اندرونی اور بیرونی نقشہ تیار کیا تھا اور اس وقت یہ نقشے ان سب کے درمیان موجود میز پر موجود تھے۔

”انتہائی سخت ترین حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں یہ ڈکیتی والا آئیڈیا ڈراپ کر کے کسی دوسرے پہلو پر سوچنا چاہئے“..... نعمانی نے کہا۔

”دوسرا آئیڈیا تو یہی ہو سکتا ہے کہ اس مسز فرانسو کو اغوا کیا جائے اور پھر اسے لا کر سے فارمولا نکلنے پر مجبور کر دیا جائے“..... خاور نے

"صفر میرا خیال ہے کہ ہمیں ڈکیتی والا آئیڈیا ڈراپ کر کے کچھ اور سوچنا چاہئے۔ جس قسم کے حفاظتی انتظامات وہاں ہیں۔ ان حفاظتی انتظامات کے پیش نظر وہاں ڈکیتی کی واردات کامیاب نہیں ہو سکتی اور خاص طور پر سپیشل لا کر والے حصے میں تو معاملہ بے حد سنجیدہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم باوجود بینک کے سارے عملے کو بے بس کرنے کے اس حصے میں داخل بھی نہ ہو سکیں۔..... کیپٹن شکیل نے جو اس سارے وقت میں خاموش بیٹھا رہا تھا آخر کار بات کرتے ہوئے کہا۔ تو صفر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اگر تم بھی خاور اور نعمانی کے ہمنوا بن گئے ہو تو پھر میرا کیلاوٹ تو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔..... صفر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خاور اور نعمانی جو حل بتا رہے ہیں وہ بھی ناقابل عمل ہیں۔ ہم بری طرح پھنس جائیں گے۔ میں کوئی ایسا حل سوچنا چاہتا ہوں کہ بات بھی بن جائے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو سکے۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"واہ۔ اگر ایسا حل مل جائے تو مزہ نہ آجائے۔..... صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو کیپٹن شکیل بھی مسکرا دیا۔

"ایسا حل تو ایک ہی ہو سکتا ہے کہ ہمیں کہیں سے سلیمانی ٹوپی مل جائے اور ہم وہ پہن کر بینک میں جائیں اور لا کر سے فارمولا لے آئیں۔..... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر اس مسز فرانسو کو کوئی ایسا چکر دیا جائے کہ وہ خود ہی اس

لا کر سے وہ فارمولا نکال کر ہمارے حوالے کر دے تو کیسا رہے۔" نعمانی نے کہا۔

"پھر تو ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ اس کی اپنے خاوند سے ناپاقتی ہو اور وہ تمہاری وجاہت پر مرے۔..... خاور نے جواب دیا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ اگر ہماری جگہ عمران ہوتا تو وہ کیسی ترکیب سوچتا۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ عمران نہیں ہے بلکہ جدید دور کا عمر و عیار ہے اور اس کی زنبیل اس کا دماغ ہے۔ جس میں ہر مسئلہ کا بنا بنایا حل پہلے سے موجود ہوتا ہے۔..... خاور نے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"ایک کام ہو سکتا ہے کہ مسز فرانسو کو جی تھری ہیڈ کوارٹر سے یہ پیغام دیا جائے کہ وہ لا کر سے فارمولا نکال کر اسے اپنے گھر میں رکھے جہاں سے جی تھری کا آدمی اسے کھٹ کر لے گا۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن ہمیں جی تھری ہیڈ کوارٹر کے کوڈ وغیرہ کا تو علم نہیں۔ واقعی غلطی ہو گئی ہے۔ فریم سے اس بارے میں بھی تجھے تفصیلات معلوم کر لینی چاہئے تھیں۔..... صفر نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

"ثرانی تو کی جا سکتی ہے۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں کیپٹن شکیل۔ اس طرح بات نہیں بنے گی۔ جی تھری کوئی عام تنظیم نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ چو کنا ہو جائے اور

نام ہے۔ وہ بنک میں موجود ہوگی۔ صفر نے بھی رضا مند ہوتے ہوئے کہا۔

”چلو۔ پھر وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ“۔ خاور نے کہا اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ٹیکسی میں بیٹھے بنک کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ گو وہ پہلے عام آدمیوں کی طرح بنک کے اندر گھوم آئے تھے۔ لیکن انہوں نے کسی سے ملاقات نہ کی تھی۔ صرف جائزہ لینے تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھا تھا۔ ٹیکسی نے تھوڑی دیر بعد انہیں بنک کے سامنے پہنچا دیا۔ ٹیکسی سے اتر کر وہ جیسے ہی بنک کی طرف بڑھے۔ مین گیٹ پر لگے ہوئے نوٹس بورڈ نے انہیں چونکا دیا۔ مین گیٹ پر ”وقفہ برائے لنچ“ کا نوٹس لگا ہوا دور سے دکھائی دے رہا تھا۔

”اوہ..... لنچ کا وقفہ ہو گیا ہے۔ مسز فرانسو یقیناً ہمیں کہیں قریب ہی لنچ کرتی ہوں گی۔ وہیں اس سے ملا جاسکتا ہے“۔ صفر نے کہا اور پھر وہ مین گیٹ کے ساتھ کھڑے ہوئے باوردی دربان کی طرف بڑھ گیا۔

”وقفہ کتنی دیر کا ہوتا ہے“۔ صفر نے دربان کے قریب جا کر اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ایک گھنٹہ کا جناب“۔ دربان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم نے مسز فرانسو سے ملنا ہے۔ وہ کہاں لنچ کرتی ہیں“۔ صفر نے پوچھا۔

پھر فارمولا ہی یہاں سے غائب کر دیا جائے۔ صفر نے کہا۔
”میں ایک تجویز بتاتا ہوں گو کہ یہ تجویز ہے تو انتہائی گھٹیا سی۔ لیکن مجبوری کے عالم میں جائز ہو سکتی ہے۔“ نعمانی نے کہا۔
”کیا“۔ سب نے چونک کر نعمانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
”مسز فرانسو کے بچے ہوں گے۔ اگر ہم یہاں کوئی پرائیویٹ رہائش گاہ حاصل کر لیں اور پھر اس مسز فرانسو کے بچے کو اغوا کر کے لے جائیں اور اس کے ساتھ شرط لگا دیں کہ اگر مسز فرانسو لا کر سے فارمولا نکال کر ہمارے حوالے کر دے۔ تو بچہ زندہ اسے واپس مل سکتا ہے۔ ورنہ نہیں تو مجھے یقین ہے کہ ماما کے ہاتھوں مسز فرانسو یقیناً یہ کام کرنے پر تیار ہو جائے گی۔“ نعمانی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”نہیں..... یہ انتہائی گھٹیا حرکت ہے اور یہ ہم سے ہونی بھی نہیں۔ اس لئے ہمیں کچھ اور سوچنا چاہیے“۔ صفر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”پھر تو یہی صورت ہے کہ وہاں واقعی ڈکیتی کی جائے۔“ نعمانی نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں مسز فرانسو سے مل تو لینا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم اس کی کوئی ایسی کمزوری چیک کر لیں۔ جس کی مدد سے کام کو آگے بڑھایا جاسکے۔“ کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مل لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس وقت بنک کا

”جی ساتھ ہی سٹی ہوٹل ہے۔ تمام آفیسرز وہیں لُنج کرتے ہیں۔ میڈم بھی وہیں ہوں گی۔“ دربان نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور صفدر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سٹی ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ سٹی ہوٹل کا ہال خاصا وسیع و عریض تھا اور اس وقت اس میں رش بھی کافی تھا۔ عورتیں اور مرد بھرے ہوئے تھے اور واقعی لُنج ہو رہا تھا۔ وہاں موجود افراد اپنے لباس اور انداز سے ہی ملازم پیشہ دکھائی دے رہے تھے۔

”آئیے صاحب۔ ادھر میز خالی ہے۔“ ایک ویٹر نے تیزی سے ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”یہاں قریب ہی مانشور سٹی بینک ہے۔ اس میں مسز فرانسو آفیسر ہیں۔ ہم نے ان سے ملنا ہے۔ کیا تم انہیں جانتے ہو؟“ صفدر نے کہا۔

”مسز فرانسو۔ ایس سر۔ وہ لُنج کر رہی ہیں اور میز بھی ان کے ساتھ ہی خالی ہے۔ آئیے۔ میں آپ کو لے جاتا ہوں۔“ ویٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم نے ہمارے متعلق ان سے کچھ نہیں کہنا۔ صرف ہمیں دکھا دینا ہے۔“ صفدر نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ویٹر کی منٹھی میں دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اچھا سر۔“ لیکن سر ایک درخواست ہے۔ مسز فرانسو انتہائی شریف خاتون ہیں۔ غلطی یقیناً ان سے ہوئی ہے کہ انہوں نے

اپنے شوہر کے علاج کی رقم کے حصول کے لئے لمبا قرضہ حاصل کر لیا ہے۔ لیکن جناب میری درخواست ہے کہ آپ ان سے کوئی سخت سلوک نہ کریں۔“ ویٹر نے میز کی طرف بڑھتے ہوئے منت بھرے لُجے میں کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ ہم ایسی کوئی بات نہیں کریں گے۔ جس سے مسز فرانسو کو تکلیف پہنچے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ”وہ سمجھ گیا تھا کہ مسز فرانسو نے کسی ادارے سے بھاری قرضہ اٹھا لیا ہے اور اب وہ اسے اتار نہیں پا رہی اور ویٹر نے صفدر اور اس کے ساتھیوں کے ذیل ڈول اور ان کے انداز سے یہی سمجھا ہے کہ یہ لوگ قرضہ وصول کرنے آئے ہیں۔ ایسے ادارے اپنے قرضوں کی وصولی کے لئے ایسے ہی افراد کو بھرتی کر لیتے ہیں۔“

”یہ جناب نیلے اسکرٹ میں مسز فرانسو ہیں۔“ ویٹر نے ایک خالی میز کے قریب لے جا کر ساتھ والی میز پر بیٹھی ہوئی ایک ادھیڑ عمر عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ جو لُنج کرنے کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھے ہوئے ایک آدمی سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔

”شکریہ۔“ صفدر نے کہا اور پھر اس نے اس سے مینولے کر اس پر نشانات لگا کر اسے سب کے لئے لُنج لے آنے کا کہہ دیا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

”دیکھو اینڈری۔ میں سچ کہہ رہی ہوں کہ میرے پاس فی الحال اتنی

اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور مسز فرانسو نے بے اختیار دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام لیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ صفدر اپنی کرسی سے اٹھا اور اس آدمی کی خالی کردہ کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

”مادام۔ آپ رو رہی ہیں۔ رونے سے تو مسئلے حل نہیں ہوا کرتے۔“ صفدر نے نرم لہجے میں کہا تو مسز فرانسو نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا اور پھر جلدی سے ہاتھ میں موجود نشو و نما سے اپنے آنسو پونچھنے لگیں۔

”آپ کی ہمدردی کا شکریہ۔“ مسز فرانسو نے گلو گیر سے لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھنے لگیں۔

”تشریف رکھیں۔ میرا نام جانسن ہے۔ میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔“ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر میں تو آپ کو جانتی ہی نہیں۔“ مسز فرانسو نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے۔ وہ جس معاشرے کی فرد تھی۔ اس سفاک معاشرے میں کسی اجنبی سے کسی ہمدردی کی توقع ہی نہیں کی جاسکتی تھی۔

”انسانیت سب سے بڑا تعارف ہے مادام۔“ صفدر نے کہا۔

”مسز فرانسو۔ میں اور میرے ساتھی ساتھ والی میز پر موجود تھے اور میں نے آپ کی اور اس آدمی کی باتیں سنی ہیں۔ جو آپ کو انتہائی خوفناک دھمکیاں دے رہا تھا۔ آپ مجھے بتائیں کہ اصل بات کیا ہے۔“

رقم نہیں ہے کہ میں قرضہ تو کیا اس کا سود بھی ادا کر سکوں۔ تم مجھے مہلت دو۔ میں بندوبست کر رہی ہوں۔“ مسز فرانسو کی آواز سنائی دی وہ انتہائی پریشانی کے عالم میں بول رہی تھی۔

”سنو مارگریٹ۔ اب تک تمہیں بہت مہلتیں دی گئی ہیں۔ اب ایسا ممکن نہیں ہے اب یہ حتی فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ اگر تم نے ایک ہفتے کے اندر تمام رقم مع منافع واپس نہ کی تو پھر تمہیں اس کے نتائج بہر حال بھگتنے پڑیں گے اور پھر نتائج تمہارے تصور سے بھی زیادہ خوفناک ہو سکتے ہیں۔ تمہارے دونوں بچے اغوا کر کے فروخت کئے جا سکتے ہیں۔ تمہارے رہائشی مکان پر مع سامان قبضہ کیا جاسکتا ہے۔ تمہارے بینک کو اطلاع دی جاسکتی ہے اور تم جانتی ہو کہ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ تم نوکری سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گی۔ اس لئے جو چاہے کرو ایک ہفتے کے اندر ہمیں ہر حالت میں رقم چاہئے۔ ہر صورت میں اور اسے لاسٹ وار تنگ سمجھنا۔“ اس آدمی نے انتہائی تلخ اور ترش لہجے میں کہا۔

”مم۔ میرے بچے۔ اوہ گاڈ۔ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ پلیز میری مدد کرو۔ میں اتنی بھاری رقم ایک ہفتے میں کیسے حاصل کر سکتی ہوں۔“ مسز فرانسو نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”جو چاہے کرو۔ ہمیں اس سے غرض نہیں اور اب ہم ایک ہفتے بعد آئیں گے۔ اس کے بعد وہی ہو گا جو ہم نے کہا ہے۔“ اس آدمی نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے

آپ قطعی بے فکر رہیں۔ آپ کا مسئلہ بہر حال حل کر دیا جائے گا۔
صفدر نے کہا۔

”ایسا ممکن ہی نہیں ہے مسٹر جانسن۔ بہر حال میں آپ کی ہمدردی کی مشکور ہوں۔ کم از کم آپ نے امتا تو کہا۔ اس معاشرے میں تو لوگ ہمدردی کرنا بھی وقت ضائع کرنا سمجھتے ہیں“..... مسز فرانسو نے کہا۔

”مادام۔ کوئی چیز ناممکن نہیں ہوتی۔ آپ مجھے بتائیں تو ہسی۔ بات کیا ہے“..... صفدر نے کہا۔

”میرا شوہر بے حد بیمار ہو گیا۔ اس کو ایسی بیماری ہو گئی کہ اس کی جان خطرے میں پڑ گئی۔ میں یہاں بنک میں آفسیر ہوں۔ میں نے اپنی جمع پونجی بھی علاج پر خرچ کر دی۔ بنک سے بھی قرضہ لے کر خرچ کر دیا۔ ادھر ادھر ملنے والوں سے بھی جس قدر مل سکتا تھا لگا دیا۔ لیکن بیماری ایسی تھی کہ اس کا علاج بے حد مہنگا تھا اور میڈیکل انشورنس والوں نے اس قدر مہنگا علاج کرانے سے معذرت ظاہر کر دی تھی۔ کیونکہ اس کا علاج نارا کے ایک ہسپتال میں ممکن تھا جو بے حد مہنگا ہسپتال ہے۔ لیکن چونکہ مجھے اپنے شوہر سے بے حد محبت تھی۔ اس لئے میں نے یہاں کے ایک قرضہ دینے والے ادارے سے دس لاکھ ڈالر قرض لیا اور شوہر کا جا کر علاج کرایا۔ میرا شوہر تو ٹھیک ہو گیا۔ لیکن اب میں پھنس چکی ہوں۔ حالانکہ میں نے کافی رقم ادا کر دی ہے لیکن اس ادارے کا سود اس قدر تیزی سے بڑھتا ہے کہ دس لاکھ

ڈالر اب دو سالوں میں پچاس لاکھ ڈالر بن چکے ہیں اور اب وہ ساری رقم اکٹھی مانگ رہے ہیں اور اگر میں اپنا مکان اور سب کچھ بیچ بھی دوں تب بھی میں اس کا ایک تہائی بھی نہیں اتار سکتی۔ وہ لوگ وصولی کے معاملے میں بے حد ظالم ہیں۔ لیکن میں مجبور ہوں“..... مسز فرانسو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ کو پچاس لاکھ ڈالر مہیا کر دیئے جائیں تو یقیناً آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا“..... صفدر نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ ”کیا۔ کیا۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ واقعی پچاس لاکھ ڈالر دیں گے مگر“..... مسز فرانسو نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے صفدر کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”بالکل۔ ایک گھنٹے کے اندر یہ رقم آپ کو مہیا کی جا سکتی ہے“..... صفدر نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ مگر اس کے بدلے میں۔ اس کے معاوضے میں آپ کیا چاہیں گے۔ آخر آپ اتنی بڑی رقم ویسے تو نہیں دیں گے“..... مسز فرانسو نے اہتائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

”اس کی آپ فکر نہ کریں۔ ویسے آپ کی بات درست ہے۔ اتنی بڑی رقم بغیر کسی معاوضے نہیں دی جا سکتی۔ لیکن ہم جو معاوضہ آپ سے طلب کریں گے وہ ایسا نہیں ہوگا کہ آپ کو اس کی ادائیگی میں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے اور نہ ہی کسی کو اس کے بارے میں کسی قسم کا علم ہوگا“..... صفدر نے کہا۔

"کیا۔ کیا۔ آپ پلیز۔ ذرا کھل کر بات کریں"..... مسز فرانسو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا یہاں کوئی ایسی جگہ ہوگی جہاں آپ سے کھل کر بات کی جا سکے۔ کاروباری بات"..... صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ ضرور۔ ادھر سپیشل رومز ہیں۔ آئیے ادھر چلتے ہیں۔ مگر آپ کے ساتھی"..... مسز فرانسو نے کہا۔

"وہ یہیں رہیں گے۔ صرف میں آپ سے بات کروں گا اور آپ بے فکر رہیں۔ سب کچھ آپ کی منشا کے مطابق ہو جائے گا"..... صفدر نے کہا تو مسز فرانسو اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اوہ۔ مگر آپ نے تو لُج بھی نہیں کیا۔ سوری میں نے آپ سے پوچھا تک نہیں"..... مسز فرانسو نے کہا۔

"شکریہ۔ بعد میں کر لیں گے۔ آئیے"..... صفدر نے کہا اور مسز فرانسو اسے ساتھ لئے ایک طرف راہداری سے گزر کر ایک کمرے میں آ گئی۔

"تشریف رکھیں۔ یہ سپیشل روم ہے۔ یہاں طلب کئے بغیر کوئی نہیں آئے گا"..... مسز فرانسو نے دروازہ بند کر کے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور صفدر شکریہ ادا کر کے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مسز فرانسو۔ اب بہتر ہے کہ کھل کر باتیں ہو جائیں۔ تاکہ آپ کا مسئلہ جلد از جلد حل ہو جائے۔ ہمیں معلوم ہے کہ آپ کا تعلق ایک خفیہ ۶ بجنسی جی تھری سے ہے"..... صفدر نے کہا۔ تو مسز فرانسو بے

اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ شدید خوف کے تاثرات ابھرائے تھے

"آپ۔ آپ۔ کون ہیں۔ آپ"..... مسز فرانسو نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گھبرائیں نہیں۔ میں آپ کا دوست اور ہمدرد ہوں۔ تشریف رکھیں"..... صفدر نے کہا۔ تو مسز فرانسو کرسی پر بیٹھ گئی۔ لیکن اس کے چہرے پر ابھی تک خوف اور حیرت کے طے جلے تاثرات موجود تھے۔

"مسز فرانسو۔ ہمارا جی تھری سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس کے مخالف ہیں۔ ہمارا ایک اپنا مسئلہ ہے۔ ہم اس سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتے تھے۔ پھر آپ کا مسئلہ سامنے آیا۔ تو میں نے سوچا کہ آپ سے کھل کر بات کر لی جائے۔ تاکہ آپ ہمارا مسئلہ حل کر دیں ہم آپ کا۔ اس طرح دونوں کا کام ہو جائے گا۔ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں معلوم ہے کہ آپ کا تعلق جی تھری کے ہیڈ کوارٹر سے ہے اور جی تھری کے ہیڈ کوارٹر سے ایک فارمولا آپ کے ذریعے۔ آپ کے بنک کے سپیشل لاکر نمبر ففٹی ون میں رکھا ہوا ہے۔ یہ لاکر آپ کے نام ہے۔ ہم یہ فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے بدلے ہم آپ کو پچاس لاکھ ڈالر کیش دے سکتے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ جب جی تھری ہیڈ کوارٹر طلب کرے گا اور فارمولا نہ ہوگا تو وہ تو مجھے میرے بچوں اور شوہر سمیت گولیوں سے اڑا دیں گے۔ نہیں جناب ایسا تو قطعی ناممکن ہے"..... مسز فرانسو نے کہا۔

دیں اور جب جی تھری آپ سے فارمولا مانگے تو آپ یہ بند پیکٹ اسے دے دیں۔ اس طرح کسی کو معلوم تک نہ ہوگا کہ یہ کیا ہوا اور نہ ہی آپ پر کوئی حرف آئے گا اور آپ کو پچاس لاکھ ڈالر بھی مل جائیں گے اور آپ ہر قسم کی فکروں سے بھی آزاد ہو جائیں گی۔..... صفدر نے کہا تو مسز فرانسو بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو میں تیار ہوں۔“..... مسز فرانسو نے کہا۔

”بالکل ایسا ہوگا۔ کسی کو معلوم تک نہ ہو سکے گا کہ کیا ہوا ہے۔ آپ صرف اتنا کریں کہ آج بنک میں لا کر سے فارمولا نکال کر اپنے پاس رکھیں اور کسی ایسی جگہ کا ہمیں پتہ بتا دیں جہاں اور کوئی نہ ہو۔ ہم وہاں رقم لے کر پہنچ جائیں گے۔ ہم آپ کو پچاس لاکھ ڈالر بھی دے دیں گے اور وہیں آپ کے سامنے اس کی نقل بھی تیار کر کے آپ کو دے دیں گے۔ آپ کل واپس جا کر اسے لا کر میں رکھ دیں اور پھر مطمئن ہو جائیں۔..... صفدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میری ایک سہیلی ہے ویالی۔ وہ اکیلی رہتی ہے اور میری رازدار اور بااعتماد سہیلی ہے۔ میں آپ کو اس کا پتہ دے دیتی ہوں۔ آپ شام کو چھ بجے وہاں پہنچ جائیں۔ میں اسے فون بھی کر دوں گی اور فارمولا لے کر وہاں پہنچ جاؤں گی۔ لیکن مسز جانسن پلیز یہ خیال رکھیں کہ میں آپ پر اعتماد کر رہی ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ..... مسز فرانسو نے کہا۔

”مسز فرانسو۔ ہر بات کا حل موجود ہوتا ہے۔ یہ بات بھی سن لیں کہ یہ تو اتفاق ہے کہ آپ کے قریب والی میز پر بیٹھنے کی وجہ سے آپ کی اور اس آئی کی باتیں سن کر ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپ کو رقم کی ضرورت ہے۔ اس سے پہلے ہمیں ایک ویٹر نے بھی یہی کہا ہے کہ آپ بے حد پریشان رہتی ہیں۔ ورنہ ہم نے تو بہر حال فارمولا حاصل کرنا تھا ہمارا ارادہ تو کچھ اور تھا۔ مثلاً آپ کے بچوں کو اغوا کر کے آپ کو فارمولا دینے پر مجبور کر دیا جائے یا آپ کو اغوا کر کے اور آپ پر تشدد کر کے آپ کو مجبور کر دیا جائے۔ اس قسم کی بے شمار صورتیں ہمارے ذہنوں میں تھیں۔ لیکن ہم نے محسوس کیا ہے کہ آپ بے حد پریشان ہیں اور انتہائی گھمبیر مسئلے میں پھنسی ہوئی ہیں۔ اس لئے ہم نے آپ کو آفر کر دی ہے کہ آپ اپنا مسئلہ حل کریں اور اس کے بدلے ہمارا مسئلہ حل کریں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جب جی تھری آپ سے فارمولا طلب کرے گا تو آپ انکار کریں گی تو اس کا حل بھی موجود ہے۔..... صفدر نے کہا۔

”کیسا حل۔“..... مسز فرانسو نے کہا۔

”مسز فرانسو۔ ظاہری بات ہے کہ آپ سائنسدان نہیں ہیں اور نہ ہی جی تھری ہیڈ کوارٹر میں سائنسدان ہوتے ہیں۔ یہ فارمولا سائنسی کوڈ میں ہے اور لازماً یہ ایک بند پیکٹ کی شکل میں ہوگا۔ اگر ایسا کر دیا جائے کہ آپ یہ فارمولا ہمیں دے دیں اور ہم آپ کو اس کی نقل دے دیں اور وہ نقل آپ اسی طرح پیک کر کے واپس لا کر میں رکھ

"آپ کا اعتماد بحال رہے گا مسز فرانسو۔ ہمارے لئے پچاس لاکھ ڈالر کی رقم کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں ویسے ہی ہو گا۔ جیسا میں نے کہا ہے"..... صفدر نے کہا۔ تو مسز فرانسو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پرس کو کھولا اس کے اندر سے ایک کارڈ نکالا اور اس پر قلم سے ایک پتہ لکھ کر صفدر کے ہاتھ میں دے دیا۔

"آپ چھ بجے اس پتے پر پہنچ جائیں"..... مسز فرانسو نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ اب آپ صرف ایک کام اور کریں۔ اتنا بتا دیں کہ یہاں مانٹور میں مشینیں جو اگھیلنے کا کوئی بڑا کلب بھی ہے۔ جہاں لمبا جوا کھیلا جاسکے"..... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ رابرٹ گیم کلب ڈسمنڈ روڈ پر مشہور گیم کلب ہے۔ وہاں کروڑوں ڈالرز کا جوا ہوتا ہے اور کوئی بے ایمانی نہیں ہوتی۔ آپ وہاں کھیل سکتے ہیں"..... مسز فرانسو نے کہا۔

"شکریہ۔ ٹھیک ہے۔ اب آپ سے چھ بجے ملاقات ہوگی اور قطعی بے فکر رہیں۔ کوئی پریشانی نہ ہوگی"..... صفدر نے کہا اور پھر وہ مسز فرانسو کے ساتھ کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہال میں پہنچ گئے مسز فرانسو تو بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ جب کہ صفدر اس ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اس کے ساتھی ابھی تک موجود تھے۔

"کیا ہوا"..... سب نے صفدر کے وہاں پہنچتے ہی سوالیہ لہجے میں کہا اور صفدر نے انہیں ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ تو قدرت نے ہمیں خود موقع دے دیا ہے۔ گڈ

شو"..... سب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب خاور نے اپنا کام دکھانا ہے اور اس رابرٹ گیم کلب سے پچاس لاکھ ڈالر جیتنے ہیں"..... صفدر نے کہا۔

"میرے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے"..... خاور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"میں لُچ کر لوں۔ پھر اس رقم کے بندوبست کے لئے روانہ ہو جائیں گے"..... صفدر نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اکیلا ہی لُچ کرنے میں مصروف تھا۔ "اس فارمولے کی نقل کیے تیار کرو گے"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کاغذوں پر حروف ہی لکھنے ہیں لکھ دیں گے۔ کسی بھی کوڈ میں اور پھر اس کی مائیکرو فلم بنوالیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"کیوں نہ خالی فلم پیٹ میں رکھ دیں"..... خاور نے کہا۔ "نہیں۔ اس طرح پچاری مسز فرانسو ماری جائے گی"..... صفدر نے جواب دیا۔

"ایسا کیوں نہ کریں۔ کہ ہم اس فارمولے کی فلم بنالیں اور فارمولا ہمیں رہنے دیں"..... نعمانی نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح اصل فارمولا ہمیں رہ جائے گا۔ جبکہ یہ پاکیشیا کی ملکیت ہے۔ اسے یہاں کسی قیمت پر بھی نہیں چھوڑا جاسکتا اس کی

"جی ہاں۔ اس بریف کیس میں رقم موجود ہے"..... صفدر نے جواب دیا۔

"کیا آپ یہ رقم مجھے دکھائیں گے۔ معاف کیجئے ہم پورا اطمینان کرنا چاہتے ہیں"..... ویالی نے کہا۔

"بالکل دیکھ لیں"..... صفدر نے کہا اور بریف کیس اٹھا کر میز پر رکھا اور پھر اسے کھول دیا۔ بریف کیس میں بڑی مالیت کے نوٹوں کی گڈیاں بھری ہوئی تھیں۔

"اچھی طرح چیک کر لیجئے"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ویالی نے گڈیاں بریف کیس سے باہر نکالیں اور پھر انہیں باقاعدہ گنتا شروع کر دیا۔ وہ خاصی محتاط عورت دکھائی دے رہی تھی۔

"ٹھیک ہے سہچاس لاکھ ڈالر ہی ہیں۔ لیکن آپ ناراض نہ ہوں تو میں انہیں چیک کر لوں کہ یہ جعلی تو نہیں"..... ویالی نے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیا آپ کو اصلی اور جعلی کرنسی کی پہچان ہے"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں بھی ایک بینک میں کام کرتی ہوں اور کیش کا ہی کام کرتی ہوں"..... ویالی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اچھی طرح تسلی کر لیں"..... صفدر نے کہا اور ویالی نے ایک ایک گڈی اٹھائی اور اسے ٹیبیل لیمپ کے سامنے لے جا کر بنور چیک کرنے لگی۔

نقل بنا کر رکھ دی جائے گی اور اس کا علم اس وقت ہو گا جب یہ واپس گریٹ لینڈ کے سائنسدانوں کے پاس پہنچے گا۔ پہلے نہیں اور ظاہر ہے جی تھری اس کی ذمہ دار نہ ہوگی۔ کیونکہ انہوں نے تو فارمولا صرف تحویل میں لیا ہے"..... صفدر نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سہرا دیا سچ کرنے کے بعد وہ سب اس ہوٹل سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں رابرٹ گیم کلب پہنچا دیا اور پھر ایک گھنٹے میں خاور پچاس لاکھ ڈالر جیت چکا تھا۔ رقم لے کر وہ گیم کلب سے نکلے اور واپس ہوٹل پہنچ گئے۔ کیونکہ ابھی شام میں کافی وقت رہتا تھا۔ مسز فرانسو سے معاہدے کے مطابق وہ ٹھیک چھ بجے اس کی سہیلی کے مکان پر پہنچ گئے۔

"جی فرمیتے"..... کال بیل کے جواب میں دروازے پر آنے والی ادھیر عمر عورت نے حیرت سے صفدر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مسز فرانسو نے ہمیں آپ کے مکان کا پتہ دیا تھا اور چھ بجے پہنچنے کا کہا تھا۔ میرا نام جانسن ہے"..... صفدر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آئیے"..... اس ادھیر عمر عورت جس کا نام مسز فرانسو نے ویالی بتایا تھا کہا اور چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔

"کیا مسز فرانسو ابھی تک نہیں آئیں"..... صفدر نے پوچھا۔
"نہیں۔ کیا آپ رقم لے آئے ہیں"..... ویالی نے کہا۔

نے پرس میں سے ایک چھوٹا سا پیکٹ نکال کر صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”آپ پریشان نہ ہوں۔ یہ واپس بھی جائے گا اور کسی کو اس کی تبدیلی کا علم بھی نہ ہو سکے گا“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور مسز فرانسو کے ہاتھ سے پیکٹ لے لیا۔ لیکن چاروں کونوں پر مہریں لگی ہوئی تھیں۔ صفدر نے ان مہروں کو غور سے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ کیونکہ یہ حکومت گریٹ لینڈ کی سرکاری مہریں تھیں اس کا مطلب تھا کہ یہ وہی فارمولا تھا۔ جس کی انہیں تلاش تھی۔

”اسے آپ کیسے کھولیں گے۔ اس پر تو مہریں لگی ہوئی ہیں۔ کھلنے پر تو فوراً معلوم ہو جائے گا“..... اس بار ویالی نے کہا۔

”فکر مت کریں۔ کسی کو علم نہ ہو سکے گا۔ آپ کے یہاں الیکٹرونک اسٹری اور کاٹن کلاٹھ ہوگا“..... صفدر نے کہا۔

”جی ہاں۔ کیوں“..... ویالی نے جواب دیا۔

”یہ دونوں چیزیں لے آئیں۔ پھر دیکھیں کہ یہ پیکٹ کس طرح کھلتا ہے اور پھر کس طرح بند ہوتا ہے کہ کسی کو معلوم تک نہ ہو سکے گا“..... صفدر نے کہا تو ویالی انھی اور اس کمرے سے باہر نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں چیزیں لے آئی۔ صفدر نے پیکٹ میز پر رکھا۔ اس پر کپڑا ڈال کر اس نے بجلی کا پلگ لگایا اور اسے آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اسٹری ایک خاص حد تک گرم ہو گئی تو اس نے اسٹری

اس کپڑے پر پھیرنی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد جب اس نے کپڑا

”ٹھیک ہے۔ واقعی یہ اصلی ہیں۔ شکریہ“..... ویالی نے کہا اور پھر اس نے ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ویالی بول رہی ہوں۔ میں نے سب چیکنگ کر لی ہے۔ سب اوکے ہے۔ آجاؤ“..... ویالی نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا اور رسیور دھک دیا

”آپ کیا پینا پسند کریں گے“..... ویالی نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں۔ آپ کوئی تکلیف نہ کریں“..... صفدر نے کہا اور ویالی خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ تقریباً بیس منٹ بعد کال بیل بجی تو ویالی اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئی تو اس کے ساتھ مسز فرانسو تھی۔

”آپ اس چیکنگ پر ناراض تو نہیں ہوئے۔ دراصل صورتحال ہی ایسی ہے کہ“..... مسز فرانسو نے کمرے میں آکر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

”کسی وضاحت کی ضرورت نہیں مسز فرانسو۔ آپ نے جو کچھ کیا ہے۔ حالات کے مطابق درست کیا ہے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”یہ لیجئے یہ پیکٹ۔ یہ میں لا کر سے نکال لائی ہوں۔ لیکن اگر پھر واپس لا کر میں نہ گیا تو پھر آپ جانتے ہیں کہ کیا ہوگا“..... مسز فرانسو

نٹ جائے۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا تو نعمانی اٹھ کھڑا ہوا۔
 "میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے بھی
 اٹھتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
 "آئیے۔ میں آپ کو بیرونی دروازے تک چھوڑ آؤں۔۔۔۔۔ ویالی نے
 بھی اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ نعمانی اور کیپٹن شکیل کو ساتھ لئے بیرونی
 دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

اٹھایا تو پیکٹ کا جبر! ہوا حصہ خود بخود کھل چکا تھا۔
 "حیرت ہے۔ یہ تو عجیب طریقہ ہے۔۔۔۔۔ ویالی اور مسز فرانسو
 دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "یہ طریقہ خطوط سنسر کرنے والے استعمال کرتے ہیں۔ گرم
 استری سے خط کھولتے ہیں اور اسے پڑھ کر پھر جب اس پر استری پھیرتے
 ہیں تو وہ پہلے کی طرح بند ہو جاتا ہے اور کسی کو معلوم تک نہیں ہوتا
 کہ اسے کھولا بھی گیا ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے
 جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیکٹ کے اندر انگلیاں ڈالیں
 اور اندر موجود ایک مستطیل سی چٹ باہر نکال لی۔
 "اوہ۔ اوہ۔ یہ تو کمیونٹر گرافک ریکارڈ ہے۔ میں سمجھا تھا کہ شاید
 عام مائیکروفلم میں فارمولا ہوگا۔۔۔۔۔ صفدر نے چونک کر کہا۔
 "تو پھر۔۔۔۔۔ مسز فرانسو نے چونک کر کہا۔
 "اس کی منتقل تیار کرنے کے لئے تو مشینری کی ضرورت پڑے گی۔
 بہر حال آپ فکر نہ کریں۔ میرے ساتھی مارکیٹ سے یہ مشینری خرید
 لائیں گے۔ یہ عام مل جاتی ہے۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر وہ نعمانی کی
 طرف مڑ گیا۔
 "تم یہ کام کر لو گے یا۔۔۔۔۔ صفدر نے نعمانی کا نام لئے بغیر کہا۔
 "ہاں۔ بڑی آسانی سے۔ میرا تو مشغلہ ہی یہی ہے۔۔۔۔۔ نعمانی نے
 مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 "تو پھر جاؤ اور جا کر ضروری مشینری خرید لاؤ۔ تاکہ کام جلد از جلد

چلتا ہوا مکان کی طرف بڑھنے لگا۔

”آپ مسٹر فرانسو ہیں“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ میرا نام فرانسو ہے“..... فرانسو نے مڑے بغیر ہی جواب دیا اور عمران سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔ او۔۔۔۔۔ کا ڈرائنگ روم تھا۔ یہاں موجود فرنیچر کی حالت بتا رہی تھی کہ یہاں کے مکینوں کی معاشی حالت زیادہ بہتر نہیں ہے۔

”تشریف رکھیں۔ مارگرٹ ابھی تک نہیں آئی۔ اسے گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ جاتے ہوئے اس نے کہا تھا کہ وہ جلد آجائے گی۔“ فرانسو نے کہا اور ان کے ساتھ ہی خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آپ بزنس کرتے ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”میں کچھ نہیں کرتا۔ کیونکہ میں طویل عرصے سے بیمار ہوں۔ میری بیماری نے اس گھر کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ آپ گھر کی حالت دیکھ رہے ہیں۔ مارگرٹ بیچاری کام کرتی ہے۔ کچھ مجھے میڈیکل پنشن مل جاتی ہے۔ دو بچے ہیں۔ بیماری کے علاج کے سلسلے میں اس قدر قرضہ چڑھ گیا ہے کہ اب تقریباً ساری آمدنی قرض میں اٹھ جاتی ہے اور ہم ایک ایک دن گن گن کر گزارتے ہیں“..... مسٹر فرانسو نے جواب دیا۔

”لیکن آپ کی میڈیکل انشورنس کمپنی نے کیوں نہیں آپ کا علاج کرایا“..... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ یورپ اور

مسٹر فرانسو کا گھر ایک عام سا گھر تھا۔ باہر ایک چھوٹا سا لان تھا اور لان کے باہر لکڑی کا پھانک تھا۔ لان کے بعد برآمدہ اور اس کے بعد چند کمرے تھے۔ ایسے گھر انہوں نے یہاں مانٹور میں بہت زیادہ دیکھے تھے۔ شاید یہ یہاں کا مقبول طرز تعمیر تھا۔ لکڑی کے پھانک کے باہر کال بیل کا بٹن موجود تھا۔ عمران نے کال بیل بجائی۔ تو چند لمحوں بعد پھانک کھل گیا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جو جسمانی لحاظ سے خاصا کمزور سا لگ رہا تھا۔ پھانک پر نظر آیا۔

”میرا نام مائیکل ہے۔ اور ابھی ہم نے فون کیا تھا“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اچھا۔ آئیے تشریف لائیے“..... اس نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور پھر عمران جو لیا اور تنویر کے اندر داخل ہونے پر اس نے پھانک بند کر دیا اور لان کے درمیان بنے ہوئے راستے پر ان کے آگے

"وہ وہاں نہیں ہے۔ میں نے اس کی دوسری فرینڈز سے بھی پوچھا ہے وہاں بھی نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کسی اور فرینڈ کے گھر چلی گئی ہو۔ وہ بچاری بھی ذہنی طور پر بے حد دباؤ میں رہتی ہے اور بعض اوقات تو وہ کئی کئی گھنٹے پارک میں جا کر بیٹھی رہتی ہے۔"..... فرانسو نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ مزید گزر گیا اور اب عمران نے فیصلہ کر لیا کہ اب انہیں واپس چلا جانا چاہئے کہ اچانک کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ مارگریٹ آگئی ہے۔"..... فرانسو نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اکیلا ہی آیا۔

"وہ آ رہی ہے۔"..... فرانسو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیر عمر عورت اندر داخل ہوئی۔ عمران اور اس کے ساتھی اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مسز فرانسو جسمانی لحاظ سے خاصی بھاری خاتون تھیں۔ لیکن چہرے کے لحاظ سے قبول صورت تھیں اور اس وقت تو ان کے چہرے پر گہرا اطمینان اور سکون سا طاری صاف دکھائی دے رہا تھا۔ جب کہ مسز فرانسو کے چہرے پر بے بسی اور بچاریگی کا اثر زیادہ نمایاں تھا۔ رسمی تعارف کے بعد وہ سب وہیں بیٹھ گئے۔

"آپ کو کافی دیر تک انتظار کرنا پڑا۔ میں اس کے لئے انتہائی معذرت خواہ ہوں۔ میں ایک انتہائی ضروری کام میں پھنس گئی تھی۔ اس لئے دیر ہو گئی۔ فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں۔"

ایکریمیا میں میڈیکل کاسٹرا خراجہ انشورنس کمپنیاں برداشت کرتی تھیں۔

"مجھے جو بیماری تھی۔ وہ انشورنس کے زمرے میں نہ آتی تھی۔"

فرانسو نے جواب دیا۔ اس طرح کی باتوں کے دوران انہیں ایک گھنٹے سے زیادہ گزر گیا۔ لیکن مسز فرانسو نہ آئی۔

"کیا آپ کی مسز کہیں دور گئی ہوئی ہیں۔ بھی تک ان کی واپسی نہیں ہوئی۔"..... عمران نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو یہی کہہ کر گئی ہے کہ وہ آدھے گھنٹے بعد آئے گی۔ جس وقت آپ کا فون آیا تھا۔ اس وقت آدھا گھنٹہ تقریباً گزر ہی گیا تھا۔ اس لئے میں نے آپ کو بلا لیا تھا۔ لیکن اب تو واقعی کافی دیر ہو گئی ہے اور وہ یہ بھی بتا کر نہیں گئی کہ کہاں جا رہی ہے۔ ورنہ میں فون کر کے ہی معلوم کر لیتا۔"..... فرانسو نے کہا۔

"کیا وہ پہلے بھی اس طرح جاتی رہتی ہیں۔"..... عمران نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"اس کی کئی فرینڈز ہیں۔ بس کبھی کبھار ان سے ملنے چلی جایا کرتی ہے۔ ایک فرینڈ ویالی ہے۔ اکثر اس کے پاس ہی جاتی ہے۔" فرانسو نے جواب دیا۔

"تو آپ وہاں فون کر لیں۔"..... عمران نے کہا۔

"اچھا۔ میں دیکھتا ہوں۔"..... فرانسو نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی واپسی ہوئی۔

"کیا ان چار پانچ گھنٹوں میں آپ کی ضرورت پوری ہو گئی ہے۔"
اچانک عمران نے چونک کر کہا تو مسز فرانسو نے ہنستے ہوئے اثبات
میں سر ہلادیا۔

"مارگرٹ۔ یہ کیا کہہ رہی ہو۔ صرف تفصیلات بتا دینے سے اگر
کچھ مل جاتا ہے تو..... مسز فرانسو کے شوہر نے پہلی بار زبان کھولتے
ہوئے قدرے احتجاجی لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اب ایسا نہیں ہے۔ اب ہمیں اس طرح کے معاوضوں
کی ضرورت نہیں رہی۔ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی..... مسز فرانسو
نے شوہر سے مخاطب ہو کر کہا۔ تو اس کے شوہر کے چہرے پر اہتائی
حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ جیسے اسے مسز فرانسو کی بات پر یقین نہ آ
رہا ہو۔ لیکن وہ کندھے اچکا کر خاموش ہو گیا۔

"مسز فرانسو آپ کے نام پر بھی بینک میں کوئی لا کر ہے۔" عمران
نے کہا۔ تو مسز فرانسو بے اختیار چونک پڑی۔

"ہاں۔ ایک لا کر ہے۔ مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اور جناب میرا
خیال ہے۔ اب ہم میاں بیوی کو اجازت دیں تو زیادہ بہتر ہے۔ ہم
نے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں..... مسز فرانسو نے جواب دیتے ہوئے
کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ظاہر ہے۔ اب وہ براہ راست تو
عمران اور اس کے ساتھیوں کو جانے کا نہ کہہ سکتی تھی۔ اس لئے اس
نے قدرے مہذب انداز اپنایا تھا۔

"ان چند گھنٹوں میں آپ کہاں رہی ہیں..... اچانک عمران نے

مسز فرانسو نے کہا۔
"آپ کے بینک میں کس کمپنی کے سپیشل لاکر زیونٹ نصب
ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"سکائی راڈ کمپنی کے۔ آپ کا تعلق کس کمپنی سے ہے..... مسز
فرانسو نے پوچھا۔
"فورڈ کمپنی سے..... عمران نے جواب دیا۔ تو مسز فرانسو نے

اثبات میں سر ہلادیا۔
"کیا آپ ہمیں سپیشل لاکرز کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں
تفصیلات بتا سکیں گی۔ ہم دراصل اپنی کمپنی اور سکائی راڈ کمپنی کے
حفاظتی انتظامات کے درمیان فرق کا جائزہ لینا چاہتے ہیں..... عمران
نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ یہ بزنس سیکرٹ ہے اور
میں اسے اوپن نہیں کر سکتی..... مسز فرانسو نے صاف جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"ہم اس کے لئے آپ کو معقول معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں۔"
عمران نے کہا۔ تو مسز فرانسو بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ چار پانچ گھنٹے پہلے اگر ایسی آفر کرتے تو یقیناً مجھے بے حد خوشی
ہوتی۔ کیونکہ اس وقت ہمارے لئے ایک ایک ڈالر بے حد اہمیت
رکھتا تھا۔ لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ اس لئے سوری..... مسز فرانسو
نے ہنستے ہوئے کہا۔

عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور دبلا پتلا مسٹر فرانسو لمبی چنچ مار کر اچھل کر کئی گز دوز جاگرا۔ مسٹر فرانسو نے گر کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کی لات چلی اور ایک اور چنچ مار کر وہ ساکت ہو گئی۔ جب کہ مسٹر فرانسو کے ساتھ یہی کام تنویر نے کر دیا۔

”جولیا جا کر دیکھو ان کے بچے ہوں گے۔ انہیں بھی بے ہوش کر دو“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی تہہ تیہ قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”اس عورت کا انداز بتا رہا ہے کہ کوئی خاص چکر چل گیا ہے اور میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ چکر اسی فارمولے کے سلسلے میں ہی چلا ہے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر مسٹر فرانسو کا بازو پکڑا اور ایک جھٹکے سے اسے اچھال کر صوفے پر ڈال دیا۔ جب کہ تنویر نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے مسٹر فرانسو کو اٹھا کر دوسرے صوفے پر لٹا دیا..... تھوڑی دیر بعد جولیا واپس کمرے میں آگئی۔

”دو بچے ہیں۔ میں نے انہیں بے ہوش کر دیا ہے“..... جولیا نے کہا۔ تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تنویر۔ سنو سے جا کر کوئی رسی ڈھونڈ لاؤ۔ مسٹر فرانسو سے مجھے طویل گفتگو کرنی پڑے گی“..... عمران نے کہا اور تنویر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ سب تم نے کیوں کیا ہے۔ کیا تم زبردستی اس عورت کو فارمولا لاکر سے نکلنے پر مجبور کر دو گے“..... جولیا نے کہا۔

پوچھا۔

”سوری۔ یہ میری نجی مصروفیات ہیں۔ پلیز اب آپ.....“ مسٹر فرانسو نے اور زیادہ برا فروختہ ہوتے ہوئے کہا۔

”مسٹر فرانسو آخری بات۔ آپ کے نام جو لاکر ہے۔ اس میں کیا رکھا گیا ہے“..... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”دیکھیں۔ میں بھی آخری بار کہہ رہی ہوں کہ آپ برائے کرم اب تشریف لے جائیں“..... اس بار مسٹر فرانسو پھٹ پڑی۔

”تمہیں کیا ہو گیا ہے مارگریٹ۔ پہلے تو تم نے کبھی مہمانوں سے ایسا سلوک نہیں کیا تھا۔ تم کچھ بدلی بدلی سی لگ رہی ہو“..... اس بار مسٹر فرانسو نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ شاید اسے مسٹر فرانسو کی عمران اور اس کے ساتھیوں سے گفتگو پسند نہ آئی تھی۔

”پہلے اور اب میں بہت فرق پڑ چکا ہے ڈیر۔ اب میرے ذہن سے تمام بوجھ اتر چکا ہے اور اب میں اس بوجھ اترنے کا جشن منانا چاہتی ہوں۔ نجانے کتنے سالوں بعد یہ لمحے آئے ہیں اور یہ صاحبان خواہ مخواہ اپنی فضول باتوں سے مجھے بور کر رہے ہیں۔ تم چاہو تو ان سے باتیں کرتے رہو۔ میں جا رہی ہو“..... مسٹر فرانسو نے کہا اور وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑی ہی تھیں کہ اچانک ساتھ کھڑے عمران کا بازو گھوما اور دوسرے لمحے مسٹر فرانسو چیختی ہوئی اچھل کر ایک دھماکے سے فرش پر گری۔

”یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا“..... مسٹر فرانسو نے چیختے ہوئے کہا۔ لیکن

نے آگے بڑھ کر مسز فرانسو کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا جب کہ عمران نے کوٹ کی جیب سے ریو الوور نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ چند لمحوں بعد جب مسز فرانسو کے جسم میں حرکت کے آثار نمایاں ہوئے تو جو لیا بیچھے ہٹ گئی۔ تھوڑی دیر بعد مسز فرانسو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر پوری طرح شعور میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر اس کے چہرے پر شدید ترین خوف کے تاثرات ابھر آئے اور اسی لمحے اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور اس کے ہاتھ میں موجود خوفناک ریو الوور پر پڑیں تو خوف کی شدت سے اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ خوف کی شدت سے بے ہوش ہو چکی تھی

”اسے دوبارہ ہوش میں لے آؤ“..... عمران نے جو لیا سے کہا۔

”بے چاری سیدھی سادھی سی عورت ہے۔ خوف کے مارے کہیں مر ہی نہ جائے“..... جو لیا نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک بار پھر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔

”ہم تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچانا چاہتے مسز فرانسو۔ ہم نے صرف چند معلومات حاصل کرنی ہیں“..... عمران نے مسز فرانسو کے دوبارہ ہوش میں آتے ہی نرم لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم۔ تم کون ہو۔ تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا ہے۔ تم۔ تم۔“

مسز فرانسو کی حالت واقعی خراب تھی۔

”مسز فرانسو۔ میری بات کان کھول کر سن لو۔ اگر تم نے ہماری

”میرا خیال ہے صورتحال کچھ گڑبڑ ہو چکی ہے۔ مسز فرانسو کا چند گھنٹے غائب رہنا اور پھر ایسی باتیں کرنا کہ اس کا شوہر بھی حیران ہو رہا ہے اور خاص طور پر اس لا کر کے تذکرے پر اس کا اس انداز میں چونکنا اور مزید بات کرنے سے گریز کرنا یہ سب کچھ میرے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بج رہی ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”کیا مطلب۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ مسز فرانسو نے اس فارمولے کا کسی سے سودا کر دیا ہے“..... جو لیا نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ تم نے صحیح بات کی ہے۔ گو میرے ذہن میں یہ بات واضح نہ تھی۔ لیکن اب تمہاری بات سے ہی واضح ہو گیا ہے“..... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ کس طرح ممکن ہے۔ دوسری کون سی پارٹی ہو سکتی ہے“..... جو لیا نے کہا۔

”ہو سکتا ہے۔ کسی پارٹی نے سوچا ہو کہ یہاں سے کوڈ واک حاصل کر کے اسے دوبارہ گریٹ لینڈ کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے۔ بہر حال ابھی صورتحال واضح نہیں ہے۔ میں خود بے حد الجھا ہوا ہوں“..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جو لیا کوئی بات کرتی تنویر کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں رسی کا بندل موجود تھا اور پھر مسز فرانسو اور اس کے شوہر کو علیحدہ علیحدہ باندھ دیا گیا۔

”جو لیا۔ تم اب مسز فرانسو کو ہوش میں لے آؤ“..... عمران نے ایک کرسی گھسیٹ کر مسز فرانسو کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور جو لیا

کوئی غلط کام نہیں کیا۔ میرا شوہر جانتا ہے کہ میں کبھی کوئی غلط کام نہیں کر سکتی۔ مسز فرانسو نے کہا۔ اب اس کا لہجہ خاصا سنبھلا ہوا تھا اور اس کے لہجے سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اب پہلے کی نسبت ذہنی طور پر سنبھل چکی ہے۔

اس کے بچے کو اٹھالاؤ اور اس کی نظروں کے سامنے اس کا گلا خنجر سے کاٹ دو۔ یہ عورت کچھ ضرورت سے زیادہ چالاک بننے کی کوشش کر رہی ہے۔ اچانک عمران نے ساتھ کھڑے تنویر کی طرف مڑتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ابھی لے آتا ہوں۔ پھر دیکھنا میں کیسے اسے ذبح کرتا ہوں۔“ تنویر نے بھی بڑے سفاک لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا تو مسز فرانسو نے بے اختیار ہولناک انداز میں چیخا شروع کر دیا۔

”ایسا مت کرو۔ اوہ۔ اوہ۔ ایسا مت کرو۔ مت مارو میرے بچے کو اوہ۔ اوہ۔ ایسا مت کرو۔“ مسز فرانسو کی حالت یکفکنت انتہائی غیر ہو گئی تھی۔ لیکن وہ بے ہوش نہ ہوئی تھی۔

”تو پھر سب کچھ بتا دو۔ پوری تفصیل سے۔“ عمران نے سفاک لہجے میں کہا۔

”ہاں ہاں۔ میں بتا دیتی ہوں۔ میرے بچے کو مت مارو۔ ہم پر رحم کرو۔“ مسز فرانسو نے چیخ کر کہا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو آبشار کی طرح بہنے لگے تھے۔

باتوں کے درست جواب دیئے اور ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ تو تمہیں تمہارے شوہر اور بچوں کو غراش تک نہ آئے گی۔ لیکن اگر تم نے چکر چلانے کی کوشش کی تو پھر وہ سب کچھ ہو سکتا ہے جس کا شاید تم تصور بھی نہ کر سکو۔“ عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”تم کیا چاہتے ہو۔ کیا تم ڈاکو ہو۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ میرے پاس بھاری رقم آ رہی ہے۔ میرے تو شوہر کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔ پھر تمہیں کیسے علم ہو گیا۔“ مسز فرانسو نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔ تو عمران اس کی سادگی پر بے اختیار مسکرا دیا جو خود اپنے منہ سے بھاری رقم کا اعتراف کرتی چلی جا رہی تھی۔

”ہمیں وہ فارمولا چاہئے۔ جو تمہارے نام سے سپیشل لا کر میں ہے اور جو جی تھری نے تمہیں وہاں رکھنے کے لئے دیا ہے۔“ عمران نے صاف اور واضح بات کرتے ہوئے کہا۔

”فف۔ فف۔ فارمولا۔ وہ۔ وہ۔ وہ تو لا کر میں ہے اور لا کر تو کل صبح ہی کھل سکتا ہے۔ تم۔ تم آخر ہو کون۔“ مسز فرانسو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم چند گھنٹے غائب رہی ہو۔ کہاں رہی ہو تم اور اب تم کہہ رہی ہو کہ تمہارے پاس بھاری رقم ہے۔ بولو کہاں سے رقم لی ہے اور کس لئے۔ جب کہ تمہارا شوہر بے حد پریشان اور مایوس نظر آ رہا تھا۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”تمہیں اس سے کیا مطلب۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ میں نے

”بتاؤ اور سنو۔ یہ تمہارے آنسو ہم پر اثر نہیں کر سکتے“..... عمران کا لہجہ اور زیادہ سفاک ہو گیا۔ وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہا تھا تا کہ مسز فرانسوچ بات اگل دے۔

”میرا شوہر بیمار رہا ہے اور اس کی بیماری کی وجہ سے ہم پر بے حد قرضہ چڑھ گیا تھا۔ اس کے علاج کے لئے میں نے یہاں کے ایک سنڈیکیٹ سے بھاری رقم قرضے پر لی تھی اور وہ رقم اب پچاس لاکھ ڈالر ہو گئی ہے۔ جس کی ادائیگی میرے لئے ناممکن ہو کر رہ گئی تھی۔ میں آج دوپہر ہوٹل میں لہج کر رہی تھی کہ اس سنڈیکیٹ کے ایک آدمی نے آکر دھمکی دی۔ میں سخت پریشان ہو گئی۔ پھر ایک آدمی میری میز پر آیا وہ ساتھ والی میز پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے مجھے آفر کی کہ وہ مجھے پچاس لاکھ ڈالر دے سکتا ہے۔ اگر میں لا کر میں موجود فارمولا اس کے حوالے کر دوں۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ جی تھری بہت بڑی تنظیم ہے۔ جب وہ فارمولا طلب کرے گی اور فارمولا اسے نہ ملا تو وہ مجھے اور میرے سارے خاندان کو گولیوں سے اڑا دیں گے۔ اس پر اس نے تجویز پیش کی کہ وہ اس فارمولے کی ایسی نقل بنا لے گا کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا اور مجھ پر بھی حرف نہیں آئے گا۔ مجھے چونکہ رقم کی اشد ضرورت تھی۔ اس لئے میں رضا مند ہو گئی آج شام چھ بجے کا وقت طے ہوا۔ میں نے اپنی ایک رازدار سہیلی ویالی کی رہائش گاہ اس کام کے لئے منتخب کی اور لا کر سے فارمولا نکال کر لے آئی شام چھ بجے میں وہاں گئی تو وہ آدمی جس نے اپنا نام جانسن بتایا تھا۔

اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔ ان کے پاس پچاس لاکھ ڈالر کی رقم بھی موجود تھی۔ میں نے انہیں لا کر سے نکلنے والا پیکیٹ دے دیا اور رقم لے لی۔ انہوں نے اس پیکیٹ کو جس پر مہریں لگی ہوئی تھیں اس طرح کھولا کہ اس کے کھلنے کا پتہ نہ چل سکے۔ اندر ایک چوکور سی ڈبیا تھی۔ جس میں ایک کارڈ تھا جس پر بے شمار دندانے سے بنے ہوئے تھے۔ اس نے کہا کہ یہ تو کمپیوٹر میں استعمال ہونے والی کوئی چیز ہے۔ ان میں سے ایک اس کا ماہر تھا۔ وہ دوسرے ساتھی کے ساتھ بازار گیا اور پھر وہ عجیب سی مشین خرید لائے۔ ویالی کی رہائش گاہ کے تہہ خانے میں جا کر انہوں نے ایک گھنٹے تک کام کیا اور پھر ویالی ہی ڈبیا لا کر انہوں نے سامنے پیکیٹ میں بند کی اور پیکیٹ مجھے دے دیا اور خود چلے گئے۔ میں وہ پیکیٹ اور رقم لے کر واپس آ گئی اور تم لوگ یہاں پہلے سے موجود تھے۔ بس یہی ہے ساری بات۔ فارگاہڈ سیک مجھ پر اور میرے بچوں پر رحم کھاؤ۔ ہمیں کچھ نہ کہو“..... مسز فرانسو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران کے ذہن میں پنکھے سے چلنے لگے۔ اس کا خدشہ درست ثابت ہوا تھا کہ فارمولا اڑا لیا گیا تھا۔

”ان افراد کے حلیے کیا تھے۔ کس تنظیم سے ان کا تعلق تھا“۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میں نے ان سے پوچھا۔ لیکن انہوں نے بتانے سے انکار کر دیا۔ ویالی وہ چاروں کے چاروں لمبے تڑنگے اور ٹھوس جسموں والے افراد تھے چہروں سے وہ سب ایسے لگتے تھے۔ جیسے ناراک یا ولنکٹن جیسے بڑے

بات مجھے یاد آگئی ہے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو اچانک ایک ایشیائی نام سے پکارا تھا۔ پھر وہ فوراً ہی نام بدل دیا تھا۔ مجھے حیرت تو ہوئی تھی۔ لیکن میں خاموش رہی۔ کچھ عجیب سا نام تھا۔ شک۔ شک۔ یا ایسا ہی نام تھا۔ بہر حال نام تھا ایشیائی۔ مسز فرانسو نے کہا۔ تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”شکیل تو نہیں تھا۔۔۔۔۔ عمران نے اتہائی بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں ہاں۔۔۔۔۔ یہی نام تھا۔ بالکل یہی نام تھا۔ کیا تم انہیں جانتے ہو۔۔۔۔۔ مسز فرانسو نے حیرت بھرنے لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”ہاں۔۔۔۔۔ جانتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر اور جو لیا بھی اس کے پیچھے تھے۔ ان کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات تھے۔

”کیا مطلب۔ کیا یہ فارمولا حاصل کرنے والا کیپٹن شکیل تھا۔ جو لیا نے باہر کھڑی کار میں بیٹھتے ہی کہا۔

”ہاں۔۔۔۔۔ اب تو یہ بات واضح ہو گئی ہے۔ بہر حال ابھی تصدیق ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھادی اور پھر کچھ دور لے جا کر اس نے کار روکی اور جیب سے ایک محدود حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی

شہروں میں رہتے ہوں۔ بہر حال مانٹور میں وہ اجنبی تھے۔۔۔۔۔ مسز فرانسو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے حلیے بتانے شروع کر دیے۔ لیکن ظاہر ہے یہ حلیے عمران کے لئے اجنبی تھے۔

”ان دونوں کو کھول دو۔۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور تنویر اور جو لیا نے آگے بڑھ کر دونوں میاں بیوی کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔

”سنو مسز فرانسو۔ ہمارے متعلق کسی کو اطلاع دی تو تمہیں تمہارے بچوں سمیت بموں سے اڑا دیا جائے گا۔ ویسے ہم نہ تمہاری رقم لے جا رہے ہیں اور نہ وہ نقلی فارمولا۔ اس لئے اطلاع دے کر بھی تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میں کیوں اطلاع دوں گی۔ تمہارا بے حد شکریہ۔ تم بھی ان کی طرح اچھے لوگ ہو۔ ورنہ مجھے یہی خطرہ تھا کہ وہ لوگ بھی رقم دیئے بغیر فارمولا لے جائیں گے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو میں اور میری سہیلی ان کا کیا بگاڑ سکتی تھیں۔ لیکن انہوں نے بھی اپنے وعدے پورے کئے ہیں۔۔۔۔۔ مسز فرانسو نے رہا ہوتے ہی کہا۔

”کوئی ایسی نشانی بتاؤ۔ جس کی مدد سے انہیں پہچان لیا جائے۔ ان کی قومیت۔ ان کی چال ڈھال یا ان کی رہائش گاہ وغیرہ۔ کوئی ایسی بات۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”حلیے میں نے بتا دیئے ہیں۔ لباس کی تفصیلات بھی بتا دی ہیں۔ باقی جو کچھ مجھے معلوم تھا۔ وہ میں نے پہلے ہی بتا دیا ہے۔ ہاں ایک

بڑھادی۔

"یہ ہونی ناں بات۔ آج پہلی بار سیکرٹ سروس نے تمہیں واضح شکست دی ہے۔" اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جو لیا چونک پڑی۔

"شکست۔ کیا مطلب۔ اس میں شکست فتح کا کیا تعلق ہے۔ مجھے تو یہ سوچ کر ہی خوشی ہو رہی ہے کہ کیپٹن شکیل نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ورنہ اگر ان کی جگہ کوئی اور ہوتے تو فارمولا تو ایک بار پھر ہاتھ سے نکل چکا تھا۔" جو لیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو آپ اس عمران کے دل سے پوچھیں کہ اس پر کیا گزر رہی ہے۔ ہر بار یہی کامیاب ہوتا تھا۔ اس نے ساری سیکرٹ سروس کو تابع مہمل بنا کر رکھا ہوا تھا۔ اب اسے سہ چل رہا ہوگا کہ سیکرٹ سروس اسے بھی شکست دے سکتی ہے۔" تنویر نے کہا۔ اس کے لہجے میں اس قدر مسرت تھی جیسے کیپٹن شکیل کی بجائے اس نے خود عمران کو شکست دے دی ہو۔

"مجھے شکست سے کیا۔ مجھے تو اس بات کی فکر لاحق ہے کہ اب میں تمہارے چیف سے چیک کیسے وصول کروں گا اور اگر چیک نہ ملا تو پھر آغا سلیمان پاشا مجھے فلیٹ میں نہ گھسنے دے گا۔" عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ویسے عمران۔ اس بار ہوا تو کمال ہے کہ کیپٹن شکیل نے معرکہ بھی مار لیا اور ہم صرف بھاگتے ہی رہ گئے۔" جو لیا نے مسکراتے

"ہیلو ہیلو..... پرنس آف ڈھمپ کالنگ کیپٹن اور۔" عمران نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرتے ہی اپنے اصل لہجے میں کال دینی شروع کر دی۔

"یس..... کیپٹن انڈنگ یو اور۔" اچانک ٹرانسمیٹر سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔ لیکن اس کے لہجے میں حیرت تھی اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے اب اس بات کی تصدیق ہو گئی تھی کہ کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھی مانٹور میں ہیں۔

"کیپٹن۔ کہاں رہ رہے ہو تم۔ میں مانٹور سے ہی کال کر رہا ہوں اور۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ آپ بھی یہاں پہنچ گئے ہیں۔ ہم ہوٹل روچا میں ہیں۔ کمرہ نمبر ایک سو ایک۔ دوسری منزل۔ لیگن روڈ پر ہے یہ ہوٹل اور۔" دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم آ رہے ہیں۔ اور اینڈ آل۔" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"انتہائی حیرت انگیز۔ اس کا مطلب ہے کہ کیپٹن شکیل نے پہلے میدان مار لیا ہے۔ کمال ہو گیا ہے۔" جو لیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو وہاں جا کر معلوم ہوگا کہ میدان انہوں نے مارا ہے یا میدان نے انہیں مار دیا ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کار آگے

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کے کندھے سکڑے ہوئے تھے۔ جسم آگے کو جھکا ہوا تھا۔ اور اس کے چہرے پر ایسی مایوسی اور ویرانی تھی جیسے واقعی اس شکست نے اسے ذہنی اور اعصابی طور پر شدید دھچکا پہنچایا ہو۔

"مجھے معلوم ہے کہ پچاس لاکھ ڈالر ان لوگوں نے کہاں سے حاصل کئے ہوں گے۔ کاش میں تنویر کو ساتھ رکھنے کی بجائے خاور کو ساتھ رکھ لیتا۔ پھر میں دیکھتا کہ کیپٹن شکیل اور صفدر کیسے پچاس لاکھ ڈالر کا انتظام کرتے اور اگر پچاس لاکھ ڈالر کا انتظام نہ ہوتا تو یہ کسی صورت بھی مسز فرانسو سے فارمولا حاصل نہ کر سکتے۔" عمران نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے خاور نے بندوبست کیا ہوگا اتنی بھاری رقم کا؟..... جو یانے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ وہ مشینی جوئے کا ماہر ہے۔ اگر وہ چاہے تو مشینی جوئے سے پچاس لاکھ ڈالر تو کیا پچاس ارب ڈالر بھی کما سکتا ہے۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو اور بھی لطف آگیا۔ اب تو چیف کی منظوری والا مسئلہ بھی ختم ہوا۔"..... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اسی لمحے عمران نے کار ایک تین منزلہ ہوٹل کے کپاونڈ گیٹ میں روک لی اور اسے پارکنگ کی طرف لے جانے لگا۔ پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اترے اور پھر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن تنویر اور

ہوئے کہا۔ شاید عمران کے رونے والے لہجے اور بسورتی ہوئی شکل دیکھ کر وہ بھی دل ہی دل میں محظوظ ہو رہی تھی۔

"مسز فرانسو نے بتایا ہے کہ کیپٹن شکیل کے ساتھ تین افراد اور بھی تھے اور سارے لمبے ترنگے اور ٹھوس جسموں کے مالک تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ صرف کیپٹن شکیل اور نعمانی ہی نہیں بلکہ صفدر اور خاور بھی ساتھ تھے اور میں جانتا ہوں کہ نعمانی کمیوٹر مشینری کا ماہر ہے۔ اس نے فارمولے کی نقل تیار کی ہوگی۔"..... عمران نے کہا اور جو یانے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مجھے تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ سیکرٹ سروس والوں نے پچاس لاکھ ڈالر جیسی اتہائی خطیر رقم مسز فرانسو کو کیسے ادا کر دی اتنی بھاری رقم کی تو چیف کسی صورت بھی اجازت نہیں دے سکتا۔"..... جو یانے کہا۔

"کچھ لینے کے لئے قربانی تو دینا ہی پڑتی ہے مس جو یانے۔ تم پچاس لاکھ ڈالر کی بات کر رہی ہو۔ میں کہتا ہوں کہ عمران کو اس طرح شکست دینے پر اگر پچاس کروڑ ڈالر بھی خرچ آجائے تو سودا مہنگا نہ تھا۔ اگر چیف اجازت نہیں دے گا۔ تو ہم سب سیکرٹ سروس والے چندہ کر کے رقم پوری کر لیں گے۔"..... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اس سے واقعی مسرت سنبھلنے نہ سنبھل رہی تھی۔

"تنویر..... عمران ہمارا ساتھ ہی ہے۔ ہمیں کم از کم آپس میں تو اس فتح و شکست کے متعلق نہیں سوچنا چاہئے۔"..... جو یانے عمران کی

”تم لوگوں نے سیکرٹ سروس کا نام اونچا کر دیا ہے۔ تم نے عمران کو شکست دے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ سیکرٹ سروس احمقوں کا ٹولہ نہیں ہے۔ یہ اپنے آپ کو عقل کل سمجھتا تھا۔ آج اسے پتہ چلا ہے کہ شکست کیا ہوتی ہے“..... تنویر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”شکست عمران صاحب کو ہم نے دی ہے۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو“..... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے عمران سے پہلے مسز فرانسو سے وہ فارمولا حاصل کر لیا ہے اسے سیکرٹ سروس کی جیت اور عمران کی شکست کہہ رہا ہے اور جب سے اس نے یہ بات سنی ہے۔ اس کی مسرت کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں رہا“..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو آپ مسز فرانسو سے ملے ہیں کب اور آپ کو کیسے پتہ چل گیا کہ ہم نے اس سے فارمولا حاصل کر لیا ہے“..... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا مگر عمران اسی طرح سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔ جب کہ جو لیا نے مانٹور پہنچنے اور مسز فرانسو سے ملنے سے لے کر یہاں تک آنے کی ساری تفصیلات بتا دیں۔

”اوہ..... اوہ..... تو آپ بھی مسز فرانسو تک پہنچ گئے تھے۔ بہر حال وقت کا ہی فرق پڑا ہے۔ اگر آپ پہلے پہنچ جاتے تو یقیناً فارمولا آپ لے اڑتے۔ اب یہ اتفاق ہے کہ ہم پہلے پہنچ گئے اور فارمولا

عمران دونوں کی چال میں فرق بنایا تھا۔ تنویر اس طرح سسینہ تان کر چل رہا تھا۔ جیسے اس نے کوئی ملک فتح کر لیا ہو۔ جب کہ عمران اس طرح ڈھیلے انداز میں چل رہا تھا جیسے وہ اپنا سب کچھ ہار کر جا رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔ جس کا نمبر کیپٹن شکیل نے ٹرانسمیٹر پر بتایا تھا۔ دروازہ بند تھا۔ تنویر نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

”کون ہے“..... اندر سے ایک اجنبی آواز سنائی دی۔

”تنویر“..... تنویر نے اونچی آواز میں کہا۔

”اوہ اچھا“..... اس بار آواز خاور کی تھی اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور تنویر اس کے بعد جو لیا اور سب سے آخر میں عمران اندر داخل ہوا۔ گو کمرے میں موجود افراد ایکریمین میک اپ میں تھے۔ لیکن ظاہر ہے۔ عمران ایک ہی نظر میں انہیں پہچان گیا کہ وہ صفدر اور اس کے ساتھی تھے۔

”آپ بھی یہاں مانٹور میں موجود تھے عمران صاحب“..... سلام دعا کے بعد صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کاش یہاں موجود نہ ہوتا تو کم از کم مجھے تنویر کی باتیں تو نہ سننی پڑتیں“..... عمران نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا اور ایک کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے میلوں دور سے دوڑتا ہوا آ رہا ہو۔

”تنویر کی باتیں۔ کیا مطلب“..... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

کہا۔

"نہیں۔ ساتھ لے آئے ہیں۔ ہمارا پروگرام تھا کہ فارمولے کا پیکیٹ ہم کسی انٹرنیشنل کوریئر کمپنی کے ذریعے پہلے ہی چیف کو بھجوا دیں۔ اس کے بعد مشینری ہم کسی بھی دکان پر نصف قیمت پر فروخت کر دیں گے اور پھر اطمینان سے واپس چلے جائیں گے پیکیٹ ہم نے تیار کر لیا تھا۔ اگر آپ کی کال دو چار منٹ اور نہ آتی تو ہم سب اسے بک کر انے کے لئے چل پڑے تھے۔" صفدر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک پیکیٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ یہ گتے کا ڈبہ تھا۔ جسے باقاعدہ سیلڈ کیا گیا تھا۔ عمران نے اس کی ایک سائیڈ کھولی اور پھر اس کے اندر موجود کمپیوٹر گرافک ڈسک باہر نکال لی۔ وہ چند لمحوں تک اسے مسلسل الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔

"یہ تو سادہ ڈسک ہے۔ اس میں تو کوڈ واک فیڈ ہی نہیں ہے۔" اچانک عمران نے کہا تو کمرے میں موجود سب افراد اس طرح اچھل پڑے جیسے کمرے میں اچانک بم پھٹ پڑا ہو۔

"اوہ۔ کیا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم نے اسے باقاعدہ مانیٹر پر چیک کیا ہے اور پھر اس کی نقل تیار کی اور اس کے بعد نعمانی نے اس نقل میں میری ہدایات پر بے شمار جگہوں پر ایسی تبدیلیاں کر دی ہیں کہ نقل میں آنے والا کوڈ واک ایک لحاظ سے ناکارہ ہو کر رہ گیا تھا۔ اگر اس میں کوڈ واک فیڈ نہ ہوتا تو اس کی نقل کیسے تیار ہو سکتی تھی۔" صفدر نے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ مقصد تو فارمولا حاصل کرنے کا تھا۔ وہ مل گیا اس میں کسی شکست یا فتح کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل کا نام کس نے لیا تھا۔" اچانک عمران نے پوچھا "وہ بس اچانک ہی میرے منہ سے نکل گیا تھا۔ لیکن اچھا ہوا کہ ایسا ہو گیا اور آپ کو ہمارے متعلق علم ہو گیا۔ ورنہ تو آپ نجانے کہاں کہاں ہمیں ڈھونڈتے پھرتے۔" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ڈھونڈتے پھرنے کی بات نہیں ہے۔ اگر شکیل کا نام سامنے نہ آ جاتا تو پھر صورتحال دوسری ہو جاتی۔ پھر تم لوگ حریف ہوتے اور تم جانتے ہو کہ میں حریفوں کو واپس نہیں جانے دیا کرتا۔ مانٹور چھوٹا سا شہر ہے اور تمہارے حلیے اور لباسوں کی تفصیل میں نے معلوم کر لی تھی۔" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ فارمولا ہے کہاں۔ مجھے تو دکھاؤ۔ سنا ہے نعمانی نے بڑا کام کیا ہے۔ باقاعدہ بازار سے مشینری خریدی ہے اور اس ویالی کی رہائش گاہ پر اس فارمولے کی نقل تیار کر کے مسز فرانسو کو دی ہے۔" عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب ایسا تو کرنا ہی تھا۔" نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ مشینری وہیں چھوڑ آئے ہو یا ساتھ لے آئے ہو۔" عمران نے

شخص کے چہرے پر جیسے بشارت سی دوڑ گئی۔ لیکن عمران اسی طرح سپاٹ چہرہ لئے بیٹھا رہا۔

"فیڈنگ تو آرہی ہے عمران صاحب"..... صفدر نے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک سکرین ایک جھماکے سے سپاٹ ہو گئی اور اس پر ٹیڑھی ترچھی ہلکی ہلکی لکیریں سی بننے اور پھیلنے لگیں۔ جب کہ اس کے ساتھ ہی ایک خانے میں نمبر تیزی سے بدلتے چلے جا رہے تھے۔

"یہ۔ یہ تو واقعی فیڈنگ سپاٹ ہو گئی ہے۔ یہ تو ڈسک صاف ہو چکی ہے"..... یکھت نعمانی کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سب کے چہروں پر یکھت جیسے انتہائی مایوسی نے ڈیرے ڈال دیئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ سب کیسے ہو گیا ہے۔ فیڈنگ کیسے سپاٹ ہو گئی۔ یہ۔ یہ کیا ہوا"..... نعمانی نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔ لیکن ظاہر ہے کوئی اس کی بات کا کیا جواب دیتا اور پھر کچھ دیر بعد سکرین صاف ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی نمبر بدلنے بھی رک گئے۔

"سب کچھ ختم ہو گیا۔ سارا کوڈاک ہی ختم ہو گیا"..... نعمانی نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مانیٹر آف کرنا شروع کر دیا۔

"یہ۔ یہ۔ ہوا کیسے۔ وہاں تو فیڈنگ موجود تھی۔ میں نے خود دیکھا تھا"..... صفدر کے لہجے میں بھی شدید ترین پریشانی نمایاں تھی۔

"مانیٹر ہے تمہارے پاس"..... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ہے۔ ادھر دوسرے کمرے میں ہے"..... صفدر نے کہا۔

"جا کر یہیں لے آؤ اور اسے چیک کرو"..... عمران نے کہا اور نعمانی اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی موجود تھی۔

"کیا آپ واقعی سنجیدگی سے یہ سب کچھ کہہ رہے ہیں"..... اس بار کیپٹن شکیل نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ابھی جو کچھ ہے سامنے آجائے گا"..... عمران نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ تنویر کا مسرت سے تھمتاتا ہوا چہرہ بھی یکھت مایوسی کی وجہ سے لٹک سا گیا۔ چند لمحوں بعد نعمانی واپس آیا تو اس نے ایک بڑا سا کمپیوٹر اٹھایا ہوا تھا۔ اس نے کمرے کا دروازہ لاک کر دیا اور پھر بیگ میں سے مانیٹر نکال کر اسے میز پر رکھا اور اسے ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ سب کی نظریں مانیٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ نعمانی نے وہ ڈسک اٹھا کر مانیٹر کے مخصوص خانے میں ڈالی اور پھر مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ ایک بٹن دبتے ہی مانیٹر کی سکرین روشن ہو گئی سب کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

"میں ڈسک آن کر رہا ہوں"..... نعمانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دو بٹن بیک وقت دبا دیئے۔ سکرین پر جھماکا سا ہوا اور اس پر چند الفاظ ابھر آئے اور جیسے ہی یہ الفاظ ابھرے کمرے میں موجود ہر

”تم نے اس کی نقل ڈبل کر اس سبس تھری پر تو نہیں بنا دی تھی۔“ عمران نے اچانک نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔
”جی ہاں۔ اور نقل بنتی ہی اسی گراف پر ہے۔“..... نعمانی نے جواب دیا۔

”لیکن تم نے اس ڈسک کو نہیں دیکھا تھا۔ یہ سنگل کر اس ڈسک ہے۔ اسے تم نے ڈبل کر اس پر کیوں چلا دیا تھا۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سنگل کر اس۔ اوہ نہیں عمران صاحب۔ یہ ڈبل کر اس ڈسک ہی ہے۔“..... نعمانی نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
”ٹکالو اسے باہر اور مجھے دکھاؤ۔“..... عمران نے کہا اور نعمانی نے جلدی سے ڈسک باہر نکالی اور اسے ایک لمحہ غور سے دیکھنے کے بعد عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ سائز سے تو ڈبل کر اس لگتی ہے۔“..... نعمانی نے کہا۔
”یہ دیکھو۔ یہ نشانی دیکھ رہے ہو۔ اس کے درمیان سنگل لکیر ہے یا ڈبل۔ بولو۔“..... عمران نے ایک گول ابھرے ہوئے پینٹل کے دائرے نما نشان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جس کے درمیان ایک لکیری نظر آ رہی تھی۔ یہ ہوتا ہے ڈسک کر اسنگ نشان۔ تم سائز کے چکر میں پڑے ہوئے ہو۔ کافی عرصہ پہلے سائزوں سے معلوم کیا جاتا تھا۔ اب تو ایک ہی سائز آ رہا ہے اور باقاعدہ نشان لگایا جاتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”یہ تو واقعی سنگل کر اس ہے۔ میں نے تو سائز کی وجہ سے اسے ڈبل کر اس سمجھا تھا۔“..... نعمانی نے ہنسنے لہجے میں کہا۔
”لیکن نقل تو صحیح ہو گئی تھی پھر۔“..... صفدر نے کہا۔
”یہی تو مسئلہ بنا ہے۔ یہ ڈسک سنگل کر اس تھی۔ نعمانی نے اسے ڈبل کر اس سمجھ لیا۔ اس طرح ایک نقل ہونے کے بعد یہ ختم ہو گئی۔ اگر یہ ڈبل کر اس ہوتی تو پھر لامحالہ ایک نقل ہو جانے کے بعد اس میں بھی فیڈنگ رہ جاتی۔“..... عمران نے ڈسک کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ تمہیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ تم اس موٹی مسز فرانسو کو نقل بنا کر دو اور پچاس لاکھ ڈالر دو۔ گولی مار کر ختم کر دینا تھا اسے۔ یہ تمہاری شرافت اور ہمدردی لے ڈوبی ناں ہم سب کو۔“..... تنویر نے انتہائی جھلٹائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”وہ بے چاری مجبور عورت تھی۔ رقم خاور نے ایک گیم کلب سے جیت لی تھی۔ وہ ہم نے کونسی اپنی جیب سے دی ہے۔ باقی رہی نقل تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے اس طرح طویل عرصے تک کو ڈواک کی واپسی کا سہ نہ ہی جی تھری کو لگ سکے گا اور نہ گریٹ لینڈ والوں کو ورنہ تو وہ فوراً بچھے بھاگ پڑتے۔“..... صفدر نے جواز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”تو اب کیا کریں۔ اب چیف کو کیا جواب دیں گے۔ وہ تو ہم سب کو گولیوں سے اڑا دے گا۔“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہم سب میں سے تجھے علیحدہ رکھو تنویر۔ یہ کارنامہ سیکرٹ سروس کا ہے اور میں سیکرٹ سروس کی اس شاندار فتح میں شامل نہیں ہوں۔“
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تمہیں تو خدا ایسا موقع دے۔ اب تم کیوں شامل ہو۔“
لگے سیکرٹ سروس کے ساتھ ”..... تنویر نے جھٹلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم تو جشن فتح منارہے تھے۔ اب کیا ہوا۔ چلے تھے سیکرٹ سروس کو فتح دلانے۔ اگر سیکرٹ سروس اس قابل ہوتی تو مجھے تمہارا چیف کیوں چیک دینے پر مجبور ہوتا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ ہم سے واقعی غلطی ہو گئی ہے۔ ہم ویسے تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن اس سائنسی چکر میں آکر مار کھا گئے ہیں۔ تنویر درست کہہ رہا ہے۔ اگر مجھے ذرا بھی اندازہ ہو جاتا کہ ہمارے ساتھ ایسے ہو سکتا ہے تو میں ایک لمحہ ہنچکائے بغیر اس مسو فرانسو اور اس کی فرینڈ ویالی کو گولی مار کر ڈسک لے آتا اور یہ بھی مجھے اندازہ ہے کہ جب چیف کو اس ساری بات کا علم ہوگا تو وہ واقعی ہمیں گولیوں سے اڑا دے گا۔ ہم نے نادانی میں پاکیشیا پر ظلم کیا ہے۔ لیکن آپ ماسٹر مائنڈ ہیں۔ پلیز فار گاڈ سیک اس کا کوئی حل بتائیں۔“ صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا حل نکالوں۔ ڈسک تو صاف ہو گئی۔ اب کیا کروں۔ جو نقل

تھی۔ اسے بھی تم نے تبدیل کر دیا۔ ورنہ وہی نقل ہی ہم ساتھ لے جاتے۔ اب تو وہ بھی بیکار ہے۔ میں تو سوچ رہا ہوں کہ میں تمہیں کال نہ کرتا اور تم یہ ڈسک اپنے چیف کو بھجوا دیتے اور جب اسے اس ساری تفصیل کا پتہ چلتا تو پھر تمہیں بھی معلوم ہو جاتا کہ فتح کے کہتے ہیں اور شکست کے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو اب واقعی اس کا کوئی حل نہیں ہے“..... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ بڑی امید بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

”کون سی ایسی مشکل ہے جس کا حل نہ ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو ان سب کے چہرے یکھت کھل اٹھے۔
”اوہ۔ اوہ۔ خدا یا تیرا شکر ہے۔ عمران صاحب آپ کے اس فقرے نے ہمارے مردہ دلوں کو پھر زندہ کر دیا ہے“..... صفدر نے اتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”حل تو واقعی ہر مشکل کا ہوتا ہے۔ لیکن حل کرنے والا اگر چاہے تو اور میرا کیا تعلق ہے سیکرٹ سروس سے۔ میں تو سیکرٹ سروس سے شکست کھا چکا ہوں۔ میں کیوں حل نکالوں گا اس کا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہیں حل نکالنا پڑے گا۔ کچھ۔ یہ میرا حکم ہے“..... جو لیانے یکھت غصیلے لہجے میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”ارے واہ۔ خواہ مخواہ حل نکالوں۔ کیوں۔ مجھے کیا ضرورت

ہے..... عمران واقعی لطف لے رہا تھا۔

"تو تم اب میری بات بھی نہ مانو گے..... جو لیا کا لہجہ بڑا شکستہ سا ہو گیا تھا۔

"جہاری بات۔ میں کیا۔ سیکرٹ سروس کا کوئی بھی رکن نہیں ٹال سکتا۔ بے شک تنویر سے پوچھ لو۔ لیکن ایک صورت میں ابھی اس کا حل نکل سکتا ہے کہ تنویر مجھ سے درخواست کرے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں تم سے درخواست کرتا ہوں..... تنویر نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اب اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا ہو اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"جہارا تو میرے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ رقیب روسیہ۔ سوری۔ رقیب روسفید۔ جہاری درخواست میں کیسے رد کر سکتا ہوں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی ڈسک نعمانی کی طرف بڑھادی۔

"یہ لو۔ اسے دوبارہ مانیٹر میں ڈالو اور چیک کرو..... عمران نے کہا۔

"لیکن..... نعمانی نے ڈسک لیتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم چیک تو کرو۔ اللہ تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے۔ وہ اپنے گناہ گار بندوں کی بھی عمت رکھ لیتا ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

اور نعمانی نے جلدی سے ڈسک مانیٹر میں فیڈ کی اور بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد سکرین پر جھماکا ہوا اور پھر وہی پہلے والے الفاظ سکرین پر ابھرے۔ لیکن اس کے بعد مسلسل لفظ ابھرتے رہے اور انے عمران کے باقی سب حیرت کی شدت سے آنکھیں پھاڑے سکرین کو دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ سکرین پر نظر آنے والے واضح ہندسوں کا مطلب تھا کہ ڈسک میں فیڈنگ موجود ہے۔ کوڈ واک محفوظ ہے۔

"یہ۔ یہ۔ کیسے ہو گیا ہے۔ یہ۔ کیا مطلب۔ پہلے یہ سپاٹ کیوں ہو گئی تھی..... نعمانی کے منہ سے حیرت کی شدت سے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکل رہے تھے۔

"اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے۔ وہی ہوتا ہے۔ وہ اگر نمرود کے دماغ میں پھر پہنچا کر اسے اپنے غلاموں سے جو تیاں لگواسکتا ہے۔ تو وہ تنویر سے درخواست نہیں کر سکتا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہو نہ ہو۔ تو یہ تم نے کوئی چکر چلایا تھا۔ تم نے اپنا رعب جمانے کے لئے یہ سب کچھ کیا تھا۔ تم سے سیکرٹ سروس کی فتح اور اپنی شکست برداشت نہ ہو سکی تھی..... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ ابھی تو تم بڑے رو دینے والے لہجے میں درخواست کر رہے تھے۔ اب اس طرح غرار ہے ہو یا تم آدمی ہو یا گرگٹ۔ ویسے جتنی جلدی تم رنگ بدلتے ہو۔ بیچارہ گرگٹ بھی نہ بدل سکتا ہوگا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ڈسک ختم ہو چکی تھی اور

”ارے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو۔

فیڈنگ تو پہلے بھی موجود تھی۔ بس میں نے سوچا کہ چلو تنویر سے درخواست کرا لی جائے۔ کیونکہ تنویر جب منہ لٹکا کر درخواست کرتا ہے۔ تو مجھے اس کا چہرہ بے حد اچھا لگتا ہے۔“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اگر فیڈنگ موجود تھی تو پھر پہلے کیوں یہ سکرین پر سپاٹ رہی؟“..... نعمانی نے کہا۔

”اس لئے کہ ابھی تم اس بارے میں وہ کچھ نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں اور اس جاننے کے لئے بڑی محنت کرنا پڑتی ہے۔ دماغ کھپانا پڑتا ہے۔ راتوں کو جاگنا پڑتا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہمیں تو بتائیں؟“..... نعمانی نے کہا۔

”تم نے مجھ سے بالا بالا ہی کمپیوٹر سائنس میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ بغیر استاد کے جو ایسا کرتا ہے اس کا یہی حشر ہوتا ہے۔ تم نے سوچا کہ دس گز کی پگڑی اور دس کلو مٹھائی کا خرچہ بچایا جائے۔ یہ اس کا نتیجہ ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ واقعی مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ بس آج سے آپ میرے استاد اور میں آپ کا شاگرد وعدہ رہا کہ نہ صرف آپ کو بلکہ سب ساتھیوں کو جی بھر کر مٹھائی کھلاؤں گا۔“..... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن وہ پگڑی؟“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

نعمانی نے بٹن دبا کر مانیٹر آف کر دیا۔

”مگر عمران صاحب۔ یہ سب ہوا کیسے۔ آپ نے تو نہ مانیٹر کو ہاتھ لگایا اور ڈسک کو بھی نہیں کھولا۔ یہ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ کیا آپ جادوگر ہیں؟“..... نعمانی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”اچھا صلہ دے رہے ہو تم مجھے۔ اب مجھے جادوگر بھی بنا دیا۔ ابھی ایکسٹو کے خوف سے تمہارے چہرے بگڑے ہوئے تھے۔ تم متیں کر رہے تھے اور اب مجھے جادوگر بنا رہے ہو۔ دکھاؤ مجھے ڈسک۔“ عمران نے مصنوعی غصے سے کہا۔

”نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اسے مت دینا۔ یہ واقعی جادوگر ہے۔ یہ نہیں پھر کیا کر دے؟“..... تنویر نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ ہم سب دلی طور پر آپ کو لیڈر مانتے ہیں۔ تنویر تو جذباتی ہے اور اس کے جذباتی پن کو آپ بھی جانتے ہیں۔ اس لئے آپ اس کی بات کا برا نہ مانیں۔ دلیے آپ ہمیں بتائیں تو ہسی۔ کہ یہ سب ہوا کیسے ہے۔ کیا واقعی آپ اب شعبہ بازی سیکھ گئے ہیں؟“ سفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے تو خود اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا۔ بظاہر تو واقعی عمران نے کچھ بھی نہیں کیا۔ لیکن؟“..... جو لیانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ اس بار تو آپ نے مجھے بھی حیرت زدہ کر دیا ہے۔“..... کیپٹن شکیل بھی بول پڑا۔

"ارے واقعی اس میں اس وقت تو لکیر تھی۔ کہاں گئی؟..... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ اتہائی جدید ڈسک ہے۔ یہ اس کا سیفٹی لاک ہے۔ یہ دیکھو میں نے صرف اتنا کیا ہے کہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے ناخن میں موجود بلیڈ سے اسے گھما دیا اور سیفٹی لاک لگ گیا اور ڈسک پر موجود فیڈنگ آف ہو گئی۔ دوبارہ میں نے اسے گھما کر لاک کھول دیا اور فیڈنگ آگئی۔ یہ دیکھو اس طرح..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ناخن سے اسے گھما کر بھی دکھا دیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات تھی۔ یہ سیفٹی لاک والی بات واقعی میرے لئے نئی تھی۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ کمپیوٹر چیکنگ ہے۔ جیسے اوروں میں ہوتی ہے..... نعمانی نے کہا۔

"یہ اب آنے لگی ہیں۔ پہلے واقعی نہیں ہوتی تھی۔ بہر حال دیکھو۔ ناخن کی معمولی سی حرکت سے میں نے اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کر دیا ہے۔ کیوں تنویر..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سے خدا کچھ۔ تم اپنا ہاتھ اونچا رکھنے کے لئے کوئی نہ کوئی چکر چلا ہی لیتے ہو..... تنویر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ولے عمران صاحب۔ آپ جیسے معمولی حرکت کہہ رہے ہیں۔ اس معمولی حرکت نے ہمارے جسموں کا سارا خون خشک کر دیا تھا۔ اگر واقعی یہ ڈسک صاف ہوتی تو چیف ہمیں کچا جاتا..... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"پگڑی بھی پہناؤں گا..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک شرط پر پگڑی پہنوں گا۔ کہ اس کے ساتھ سہرا بھی منسلک ہونا چاہئے۔ کیوں جو لیا..... عمران نے کہا۔

"تمہیں تو خواب بھی سہرے کے آتے ہیں۔ تمہارے مقدر میں سہرا پہننا ہے ہی نہیں..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ولے اس کے چہرے کا رنگ گلنار سا ہو گیا تھا۔

"جس کے مقدر میں جوتیوں کا ہار ہو۔ وہ سہرا کیسے باندھ سکتا ہے..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرہ بے اختیار ہتھکھوٹوں سے گونج اٹھا۔

"ارے ارے پھر وہی بات۔ پھر..... عمران نے مصنوعی غصے سے کہا تو کمرہ ایک بار پھر ہتھکھوٹوں سے گونج اٹھا۔

"عمران صاحب۔ اب تو میں آپ کا شاگرد بن گیا ہوں۔ اب تو آپ بتا دیں۔ دراصل میرا ذہن سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا ہے۔ کہ آخر آپ نے کیا کیا ہے..... نعمانی نے کہا۔

"اچھا چلو بتا دیتا ہوں۔ یہ اسٹادی گر بھی۔ دکھاؤ مجھے ڈسک..... عمران نے کہا اور نعمانی نے جلدی سے مانیٹر سے ڈسک نکال کر عمران کی طرف بڑھادی۔

"دیکھو۔ یہ وہی سرکل ہے ناں۔ جس کے متعلق میں نے تمہیں پہلے بتایا تھا کہ اس میں ایک لکیر ہے۔ اس لئے یہ سنگل کر اس ڈسک ہے۔ اب دیکھو اس میں لکیر ہے..... عمران نے کہا۔

”کچا چبا جاتا۔ ارے باپ رے۔ تو ایسا ہے تمہارا چیف۔ یہ تو خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے سیکرٹ سروس میں شامل ہونے سے ابھی تک محفوظ رکھا ہوا ہے“..... عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

Only By RFI